ردِّ سیفِ یمانی

در جوفِ

لکھنوی و تھانی

۱۳۵۲ھ



ازقلم

اجمل العلماء مفتی محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

۷۸۶

یقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد
سبیل الرشاد لمستدعی السداد

۱۳ ھ ۵۲

ملقب بہ لقب تاریخی

ردِ سیف یمانی درجوفِ لکھنوی و تھانی

۱۳ ھ ۵۲

تصنیف

اجمل العلماء اکمل الفضلاء سلطان المناظرین حضرت علامہ محقق الحق والدین
مولٰنا مولوی الحاج محمد اجمل شاہ مفتیٔ ہند قدس سرہٗ

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

بارسوم تاریخ ---------- جون ۱۹۹۱ء

تعداد ---------- ۱۱۰۰

طباعت ---------- آفسٹ کاغذ سفید

سائز ---------- $\frac{۱۸×۲۳}{۸}$

ضخامت صفحات ---------- ۳۲۰

ناشر ---------- ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

مطبع ---------- محمود ریاض پرنٹرز لاہور۔

قیمت ---------- [redacted]

باجازت مولٰنا محمد اوّل شاہ خلف اکبر مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰۔

سول ایجنٹ رضوی کتب خانہ — اردو بازار — لاہور۔

فہرست

مصنّف کتاب ہذا کی مختصر سوانح ؎

سنبھل میں مشہور و معروف ولی کامل جناب حافظ الحاج محمد اکمل شاہ صاحب قدس سرہٗ ولی خاندانی بزرگ اور خواص و عوام کا مرجع تھے، آپ نے دو شادیاں کیں لیکن کوئی اولادِ نرینہ پیدا نہ ہوئی تب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے یہ نذر مانی کہ اے رب العالمین اگر تو مجھ کو کوئی فرزند عطا فرمائے تو میں اس کو خدمتِ دین کیلئے متعین کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ کو اس سرزمین سنبھل پر جسے حضرت غازی الہند سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ اور فاتح ہند خواجہ خواجگان ولی الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تھا، ایک نونہال عطا فرمایا۔ اس نونہال کا نام **محمد اجمل** رکھا گیا۔ یہ کون جانتا تھا کہ آپ کسی زمانہ میں رشد و ہدایت کے چمکتے آفتاب ہوں گے۔ آپ کے حق میں حضرت قبلہ شاہ صاحب والد بزرگوار خاص دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کے اندر بچپن ہی سے دینداری و حسن عمل کے آثار نمایاں تھے سات برس کی عمر ہی سے نماز کے ایسے پابند ہوئے کہ کبھی کوئی نماز قضا نہ کی۔

آپ کو ابتدائی تعلیم خود حضرت قبلہ شاہ صاحب اور ان کے بڑے بھائی جناب مولانا مولوی محمد افضل شاہ صاحب مرحوم نے دی۔ عربی کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے تایازاد

؎ ۔ یہ سوانح حیات غالباً حضرت کی حیات ظاہرہ میں لکھے گئے تھے ہم نے بھی قدرے تبدیلی کر کے اُس پرانی تحریر کو ہی چھاپ دیا ہے۔

بھائی مشہور مدرس جامع معقول و منقول حضرت مولینا مولوی محمد عماد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی۔ جب شرح جامی تک پہنچے تو حضرت قبلہ شاہ صاحب آپ کو اپنے ہمراہ لے کر مرادآباد استاذ العلماء صدر الافاضل امام المناظرین حضرت مولینا مولوی الحاج الحافظ السید محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہٗ، کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ، نے آپ پر خاص شفقت یہ فرمائی کہ دولت کدہ پر بھی مخصوص طور پر تعلیم دیا کرتے تھے۔ یہ شرف حضرت کی بارگاہ عالی میں چند مخصوص طلبہ کو ہی حاصل رہا ہے۔ آپ نے باعمر ۱۷ سال ۱۳۳۹ھ میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے علوم دینیہ و معقولات کی سند امتیازی طور سے حاصل فرمائی۔ بعد فراغت درسی کتب کے دو سال کامل حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اپنی خدمت میں رکھا اور باقاعدہ وعظ گوئی، مناظرہ، فتویٰ نویسی کی تعلیم دی۔ یہاں تک کہ حضرت نے اپنے اخیر زمانۂ حیات میں وعظ کے اہم موقعوں اور زبردست مناظروں میں اپنی جگہ آپ کو متعین کر کے بھیجا۔ کامیابی پر انعام و اکرام اور دعاؤں سے سرفراز فرمایا اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اپنے ہمراہ بریلی شریف لے جا کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولینا مولوی الحاج الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرایا اور حضرت حقیقت آگاہ عارف باللہ سند المحققین مولانا مولوی الحاج الشاہ حامد رضا خان صاحب رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ المشائخ امام العرفاء مرجع العلماء قطب عالم مولانا مولوی الحاج الشاہ السید علی حسین صاحب اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے سلسلہ کی اجازت خلافت عطا فرمائی۔

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ، کی ایما سے آپ نے اپنے وطن مالوف میں ۱۳۴۲ھ میں ایک مدرسہ سنبھل کی مشہور اور تاریخی مسجد جہاں خاں میں قائم

کیا جس کا نام **مدرسہ اسلامیہ حنفیہ** رکھا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ یہاں پر ہر چہار طرف فتنہ وہابیت و دیوبندیت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ مذہب اہلسنت کا کوئی مدرسہ نہ تھا آپ نے محلے محلے تقریریں فرمائیں بدمذہب ہر جانب سے خونی بھیڑیوں کی طرح آپ کی طرف لپکے مگر اس ہستی نے اللہ رب العزت کے نام پر اور دینِ حق کی خاطر قربانیاں دیں۔ اور ان سے مقابلہ کرکے اپنا علمی اثر قائم کیا۔ ۱۳۴۹ھ میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اس مدرسہ کا نام مدرسہ **اہلسنت اجمل العلوم** تجویز فرمایا۔ آپ کئی سال تک لوجہہ اللہ بلا کسی تنخواہ کے درس دیتے رہے آپ کو ہمیشہ تعلیم درس نظامی کا شوق رہا ہے۔ اور مستقل طور پر تقریباً تیس سال مدرسہ مذکورہ میں ہر قسم کے علوم مروجہ کا درس دیا۔ غیر درسی کتب کا مطالعہ کیا جس کی بناء پر آپ بفضلہٖ تعالیٰ جامع العلوم تھے۔ علمائے اہلِ سنت اپنی مشکلات میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کا علمی احترام نہ صرف موافقین بلکہ مخالفین کو بھی کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ فتاویٰ دیوبند اس کا شاہد ہے۔ آپ کا شغل درس کے ساتھ افتاء کا بھی رہا ہے اس وقت تک فتاویٰ اجملیہ کی سات جلدیں مکمل ہو چکی ہیں۔

مناظرہ میں آپ کی موجودگی اشد ضروری سمجھی جاتی تھی۔ شہر کے شہر آپ کی ایک انقلابی تقریر سے بدل جایا کرتے تھے۔ مخالفین کی برسوں کی محنت خاک میں مل جاتی تھی۔ مخالفین آپ کے نام سے گھبرا جاتے تھے۔ غرضیکہ حضرت تمام فرقِ باطلہ کے رد و ابطال کے لئے تحریراً و تقریراً امتیازی شان رکھتے تھے۔ ردِ شہابِ ثاقب بر وہابی خائب۔ فیصلہ حق و باطل۔ رد سیف یمانی در جوف لکھنوی و تھانی فتاویٰ اجملیہ اور تحائف حنفیہ اس کا بیّن ثبوت ہیں۔

آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جس میں ردّ سیف یمانی[1]

عطر الکلام[۲]۔ قولِ فیصل[۳]۔ اجمل المقال[۴]۔ فوٹو کا جواز در حق عازمان[۵] سفر حجاز۔ ریاض الشہداء[۶]
ردِ شہاب ثاقب[۷] چھپ چکی ہیں اور ہر خاص و عام ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔
آپ نے اہلِ سُنّت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس بیش بہا گرانقدر سعی کو
قبول فرما کر آپ کو اجرِ عظیم اور قارئین کو مذہبِ اہلسنّت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین

بندۂ عاصی

(منشی) صغیر احمد اشرفی القادری سنبھلی

۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان اجل ما یتنور بہ القلوب وا جمل ما یتزین بہ القلوب حمد ولی النعم مفیض الکرم الذی تنزھت ذاتہ وتعالت صفاتہ وتواترت الآئہ وتکاثرت نعمائہ نحمدہ حمدا وافرو نشکرہ شکرا متکاثرا والصلوۃ وَالسَّلَامُ عَلیٰ اجمل المخلوقات افضل الکائنات سیّد الرّسل ھادی السبل نبی الرحمۃ شفیع الامۃ اکمل النّاس خلقا واحسنھم خُلقا الذی فتح اللّٰہُ بہ اعینا عُمیا وقلوبا غلفا واذانا صما وعلی الہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ۔

دنیائے اسلام میں فتنۂ وہابیّت نے جو طوفان برپا کیا اس سے مسلمانوں کو وہ ضرر پہنچا جو کھلے کافروں کی متحارب قومیں نہ پہنچا سکیں۔ بگر الحمد للہ کہ اس باطل فرقہ کے خروج کیساتھ ہی مسلمان اس سے متنفر ہو گئے اور ان کی صحبتوں سے دُور رہنے لگے۔ باوجود اس کے یہ نابکار فرقہ طرح طرح کے مقائد اور قسم قسم کی فریب کاریوں سے اپنی ترویج اور جاہلوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی مساعی میں مشغول رہا۔ علماء ربانی وحقّانی شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم نے تحریراً وتقریراً اُن کے ردّ کئے اور اُن کے مکائد کا اظہار کر کے اُن کی حقیقتِ حال سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ دینِ حق کی حمایت وحفاظت فرمائی جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔ مگر یہ کیا فرقہ نئے نئے طریقہ مکر ایجاد کرتا رہا تا آنکہ اس زمانہ میں سنّیت کا دعوے دار بن کر رونما ہوا اپنے آپ کو اہلسنت کہنے لگا۔ اور اپنے اکابر کے اباطیل وکفریات پر پردہ ڈالنے

کیلئے طرح طرح کی ملمع کاریوں سے کام لینے لگا۔

ان کارروائیوں کا ایک مرقع جسکا نام رشاد الاخیار الی سبیل سید الابرار اور لقب سیفِ یمانی بر مکائد فرقہ رضا خانی ہے۔ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ وہابیت ملعونہ کے مکائد کا ایک ذخیرہ ہے۔

سیفِ یمانی کا اصلی مُصنّف

برائے نام تو اس کے مصنف مولوی محمد منظور سنبھلی ہیں۔لیکن اندازِ سخن و طریقۂ گفتگو کے پہچاننے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ لب و لہجہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کا ہے۔ لہٰذا اس کے اصل مُصنّف وہ ہیں۔اور باخبر لوگوں سے مسموع ہوا کہ اسمیں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا مشورہ بھی شامل ہے۔ اگرچہ یہ اصحاب اس کتاب کے مُصنّف کی حیثیّت میں بیحجاب ہونا پسند نہ کریں اور مولوی منظور صاحب کو پردہ بنائیں۔ لیکن تقریظوں نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی۔مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کو صاف ذمّہ دار بنا دیا ہے۔اور اس مجموعی کوشش سے یہ ثابت ہوگیا کہ وہابیہ کی بڑی طاقتیں حتیٰ کہ مولوی اشرف علی صاحب معہ اپنی جماعت کے باہمی تعاون و تناصر سے اپنی برأت کے لئے جو کچھ لکھ سکے ہیں۔ اور اہلسنّت کے مواخذات کے جوابات میں جو کچھ بول سکتے ہیں اس کی غایت یہ ہے جو اس سیفِ یمانی میں پیش کی گئی ہے یعنی وہابیّت کا نچوڑ اور اس کی قوّتوں کا تمام مواد صرف اس قدر ہے مولوی منظور کی بات تو کیا قابل التفات ہوتی وہ کس شمار میں ہیں۔ مگر تصدیقیں کر کے تمام کبرائے وہابیہ ذمّہ دار ہوگئے۔ اور انکی مساعی کا آخری ذخیرہ یہ رسالہ سیفِ یمانی ہے۔

اس لئے میرے بعض مکرم احباب نے فرمائش کی کہ میں اس رسالہ کی حقیقت واضح کروں اور نقاب پوشِ وہابیت کا برقعہ اُٹھا کر اس کی اصلی صورت دُنیا کو

دکھادوں تاکہ مسلمان اس تغلیط اور تضلیل سے امن میں رہیں۔ اہلِ باطل کی غلط بیانیوں سے دھوکہ نہ کھائیں۔ میں نے انکی اس نیک فرمائش کا خیر مقدم کیا اور اظہار حق و ابطال باطل کیلئے قلم اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ مجھے صدق نیت عطا فرمائے اور میرے اس نیک عمل میں برکت دے اور مقبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رسالہ مذکورہ مکائد سے لبریز ہے میں اس کے کید ناظرین باانصاف کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ وہ ہی ان کو حق و عدل کی میزان میں تولیں۔

سیف یمانی کے مکائد

پہلا کید سرِ ورق یعنی لوحِ رسالہ پر اس کو اہلسنّت کی حمایت کرنے والا ظاہر کیا ہے باوجودیکہ یہ رسالہ اہلسنّت کا مخالف اور ضلالتِ وہابیّت کا حامی ہے۔ جیسے کہ اس کے مضامین سے ثابت ہو گا۔

دوسرا کید اس رسالہ کا لقب سیفِ یمانی بر مکائد فرقہ رضا خانی لکھا ہے رضا خانی نام کا دُنیا میں کوئی فرقہ نہیں یہ خاص مولوی عبد الشکور لکھنوی کا طبعزاد لقب ہے جو انہوں نے اہلِ سُنّت کے لئے نیا تجویز کیا ہے اِن سے پہلے جو اُن کے اکابر گزرے ہیں انہوں نے کبھی کبھی اہلسُنّت کو فرقہ رضا خانی نہ کہا تھا۔ ؎

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

وہابیّت کا اہلسُنّت کو فرقہ رضاخانی کہنا مکّاری ہے

اہلسُنّت کثرہم اللہ تعالیٰ کے ایک فاضلِ جلیل۔ عالمِ نبیل۔ حامیٔ دین۔ ماحیٔ شرِ ضالین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت۔ صاحبِ حجتِ قاہرہ۔ مؤیّد ملّت ظاہرہ طاہرہ مُجدّد مائتہ حاضرہ مولانا مولوی شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی قدّس سرّہٗ، ہیں۔ جن کے رشحاتِ قلمِ فیض رقم نے دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بہت بڑی حمایت فرمائی۔ تمام دنیائے اسلام۔ عرب۔ عجم۔ مصر۔ شام۔ ہند۔ سندھ سب حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کے علمی کمالات اور حمایت دین کے مداح ہیں۔ زمانہ سابقہ میں بھی اکابر علمائے اسلام کیساتھ عالم اسلام کی ایسی عقیدتیں رہی ہیں۔ مگر ان عقیدتوں سے تمام —— اہلسنّت کو کبھی خاص اس عالم کا فرقہ نہیں کہا گیا۔ تو اہلسنّت کو اہلسنّت نہ کہنا اور فرقہ رضا خانی کہنا عوام کو اس مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ہے کہ یہ کوئی نیا فرقہ پیدا ہوگیا ہے۔ جس کے تمام دنیائے اسلام سے نئے نرالے عقائد ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ اہلسنّت کے قدیم عقائد کے حامی اور اسی کے علمبردار ہیں۔ اسی لئے تمام بلاد و امصار کے علماء مشائخ اُن کے ساتھ ہیں۔

اگر دریافت کیا جائے کہ فرقہ رضا خانی کس کو کہتے ہیں اور کون سا ایسا عقیدہ ہے جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا تو نہ مولوی عبدالشکور صاحب بتا سکتے ہیں نہ اُن کے منظورِ یہ تعصّب کا کرشمہ ہے کہ سیفِ یمانی کا سرورق بھی تلبیس و فریب سے خالی نہ رہا۔ ھداھم اللہ تعالیٰ۔

سیفِ یمانی کی تمہید اور اُس کا جواب

رسالہ سیفِ یمانی کی تمہید اس سے شروع کی ہے کہ پرستارانِ حق کی تضلیل و تذلیل اور ان کے بدنام کرنے کی ناکام سعی ہمیشہ سے اہلِ باطل کا شیوہ رہا ہے۔ اور اس کی مثال میں بہت سے ان انبیاء علیہم السّلام کے اسمائے طیبہ لکھے ہیں۔ جن کی اقوام نے انکی جناب میں گستاخیاں کیں۔ یہ بات تو سچ ہے کہ اہلِ باطل قدیم الایّام سے ہادیانِ برحق کی مخالفت کیا کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہاں تمہید میں اس کے ذکر کرنے سے صاحبِ سیفِ یمانی کا کیا مدّعا ہے آیا یہ کہ تضلیل و تذلیل اہلِ باطل کے ساتھ

خاص ہے اور تضلیل کرنے والے کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ مُراد ہو تو یقیناً غلط۔ باطل و محض فریب ہے۔

بے دینوں کی تضلیل و تذلیل طریقہ انبیاء علیہم السلام ہے

قرآن کریم نے کفار منافقین کی تضلیل و تذلیل فرمائی تمام انبیاء اور اُن کے سچے متبعین کا یہی عمل رہا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ حضرات کسی مُشرک کافر بے دین کی تضلیل و تذلیل نہیں فرماتے تھے۔ بے شمار آیات و احادیث میں اہلِ باطل کی تضلیل و تذلیل فرمائی گئی۔

اگر صاحب سیف یمانی کا یہ عقیدہ ہو کہ تضلیل و تذلیل کرنا مطلقاً اہلِ باطل ہی کا کام ہے تو پھر وہ اکابر وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ ہم کے حق میں کیا کہیں گے جو روافض و خوارج اور قادیانیوں وغیرہ کی تضلیل و تذلیل و تکفیر کرتے ہیں۔ اُن کے اِس نظریہ سے وہ سب اِن کے اعتقاد میں اہلِ باطل ہیں۔

سیفِ یمانی کے قاعدے سے تمام دیوبندی پیشوا باطل اور منافق و مکفر و مضلّل

اور اگر یہ مُدّعا نہ ہو بلکہ صرف یہ دکھانا منظور ہو کہ بزرگانِ دین و پیشوایانِ مِلّت کی جناب میں باطل پرست گمراہ ہمیشہ گستاخیاں کرتے رہے ہیں تو صاحبِ سیفِ یمانی کو شرمانا چاہیئے کہ اُن کے اکابر بھی انہیں گستاخ اہل باطل کی صف میں ہیں اگر انہوں (سابق انبیاء کے مخالفوں نے انبیاء سابقین کی جناب میں گستاخی کی تھی تو وہابیہ تمام مقربین بارگاہِ حق اور جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ربّ العزت جلّ جلالہٗ کی جناب میں بھی گستاخی سے نہیں چوکتے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں وہابیہ کی گستاخیاں۔

وہابیہ کی بیس گستاخیاں

دیکھئے تقویت الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی مطبوعہ مرکنٹائل پریس۔ دھلی۔

(۱) اللہ تعالیٰ مکار ہے۔:۔ سو اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیئے۔ [۱]

(۲) حضور کسی چیز کے مختار نہیں:۔ جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ [۲]

(۳) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔:۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ [۳]

(۴) نبی کی سرداری چوہدری اور گاؤں کے زمینداری کی ہے۔:۔ جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امّت کا سردار ہے۔ [۴]

(۵) انبیا کرام ذرّہ ناچیز سے کمتر ہیں:۔ سب انبیاء اور اولیاء اُس کے رُوبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ [۵]

(۶) وہابیہ کے نزدیک اعز مخلوقات چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔

اسی کے صفحہ ۱۶ پر انبیاء کرام وغیرہ ہم کے متعلق لکھا ہے۔ ہر مخلوقات بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ [۶]

(۷) انبیاء عاجز و بے اختیار ہیں۔:۔ اسی کے صفحہ ۲۹ میں انہیں حضرات انبیاء و اولیاء کو کہا۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار

---

[۱] تقویتہ الایمان ص ۵۲۔ [۲] ایضاً ص ۲۷۔ [۳] ایضاً صفحہ ۶۶ [۴] ایضاً ص ۶۲

[۵] ایضاً ص ۶۳۔ [۶] ایضاً ص ۱۶۔ [۷] ایضاً ص ۲۹۔

(۸) **انبیاء بے خبر اور نادان ہیں۔**:۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ [۱]

(۹) **انبیاء کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔**:۔ اسی کے صفحہ ۲۵ پر انبیاء کرام وغیرہ کے حق میں لکھتا ہے۔ اُن کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔ [۲]

(۱۰) **انبیاء کی تعظیم بڑے بھائی کی سی چاہیئے**:۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ [۳]

(۱۱)۔ **انبیاء بھائی ہیں اور عاجز**:۔ اولیاء انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ [۴]

(۱۲) **حضور مر کر مٹی میں مل گئے معاذ اللہ**:۔ اسی کے صہ ۶۹ پر دل سے حضور کا ایک قول گڑھ کر لکھا۔ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ [۵]

(۱۳) **انبیاء بوقت وحی بے حواس ہو جاتے ہیں۔**:۔ اس کے دربار میں انکا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ [۶]

(۱۴) **وہابیہ کے نزدیک حضور بے حواس ہو گئے۔**:۔ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ [۷]

(۱۵) **حضور کے برابر کروڑوں نبی اور ہو سکتے ہیں۔**۔ اللہ چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ [۸]

---

[۱]:۔ ایضاً صہ ۲۹۔ [۲]:۔ ایضاً۔ [۳]:۔ ایضاً صہ ۶۸۔ [۴]:۔ ایضاً صہ ۶۸
[۵]:۔ ایضاً صہ ۶۹۔ [۶]:۔ ایضاً صہ ۳۲۔ [۷]:۔ ایضاً صہ ۶۴۔ [۸]۔ ایضاً صفحہ نمبر ۵۰۔

(۱۶) انبیاء اولیاء کے معجزہ اور کرامت سے قوّت وکمال میں جادوگر اور طلسم والے بڑھ جاتے ہیں۔

انہیں امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے رسالہ منصبِ امامت میں انبیاء کرام و اولیاء عظام کی اس طرح شان گھٹائی۔

بسیار چیز است کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرقِ عادت شمردن میشود۔ حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی و اکمل از اں ارباب سحر و اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد	بہت چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوّت وکمال میں اُن سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔[۱]

(۱۷) نماز میں حضور کی طرف خیال لیجانا اپنے گدھے اور بیل کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

یہی امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں لکھتے ہیں۔

صرف ہمّت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔[۲]	نماز میں پیر اور اُس کے مانند بزرگوں کی طرف خیال لیجانا اگرچہ جناب رسالتمآب (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

(۱۸) وہابیہ کے نزدیک اعمال میں اُمتی انبیاء کرام سے بڑھ جاتے ہیں۔

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر النّاس میں لکھتے ہیں۔

---

[۱] ایضاً ص۳۵ منصب امامت بحوالہ فتاوی رشیدیہ ص۲۰ جلد ۲ [۲] صراط مستقیم ص۸۶

"انبیاء اپنی اُمّت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی (انبیاء سے) مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں" لہ

(۱۹) شیطان اور ملک الموت کو حضور سے زائد علم ہے

مولوی خلیل احمد انبیٹھی براہینِ قاطعہ کے صد ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے" لہ

(۲۰) حضور کے برابر علم بچوں۔ پاگلوں۔ جانوروں کو بھی ہے

یہی سیفِ یمانی کے مُصدّق مولوی اشرف علی تھانوی حفظ الایمان کے صد ۶ پر لکھتے ہیں۔

"پھر یہ کہ آپ کی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی) ذاتِ مُقدّسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔ ۳ہ

لہ۔ تحذیر الناس صد ۵۔ ۲ہ۔ براہینِ قاطعہ صد ۵۱۔ ۳ہ۔ حفظ الایمان صد ۶

وہابیہ انبیاء کی گستاخی میں پہلی قوموں سے بڑھ گئے

یہ چند عبارات بطورِ نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ وہابیہ کی اس طرح کی صدہا گستاخیاں ہیں۔ جو انہوں نے محبوبانِ حق کی شانوں میں لکھ لکھ کر چھاپی ہیں۔ ان چند نمونوں سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ انبیاء علیہم السلام والتسلیمات کے گستاخوں کا سیفِ یمانی میں جہاں تذکرہ کیا گیا ہے ان گستاخ قوموں میں اپنے ان اکابر کے نام کیوں نہیں لکھے۔ صاحب سیفِ یمانی کا کلیجہ بقول اس کے اپنے ان پیشواؤں کے ناپاک کلمات اور گندے الفاظ سے منہ کو کیوں نہیں آتا۔

ناظرین باانصاف غور فرمائیں۔

کیا دیوبندی قوم انبیاء کرام کی گستاخیوں میں ان پہلی قوموں سے کچھ کم ثابت ہوئی ہے اور انہوں نے جو جو کلمے اپنے نبی کی شان میں کہے تھے دیوبندی قوم نے کیا ویسے ہی کلمے بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر نہیں کہے۔

اس کے بعد صاحب سیفِ یمانی نے حضرات صحابہ و آئمہ و علماء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر کہیں کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور پھر بھی وہ اپنے اکابر کو بھول گیا جو ان تمام توہین کرنے والوں سے آگے بڑھ گئے ہیں کہ دیوبندیوں نے کسی پیشوائے دین کو مشرک کہا۔ کسی کو کافر بنایا۔ کسی کو بدعتی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اُن کے ایسے صدہا حکم ہماری اس کتاب میں مذکور ہوں گے۔ بلکہ اُن کے کفری و شرکی فتوؤں سے اس اُمّت کا کوئی فرد نہیں بچتا۔ یہاں بہ نظرِ اختصار صرف ایک ایسا نمونہ پیش کیا جاتا ہے جس

سے سارے علماء اولیاء آئمہ۔ تابعین۔ صحابہ۔ بلکہ تمام امّت کا فرو مشرک قرار پائی ہے چنانچہ تمام اُمّتوں کا اتفاقی۔ اجماعی۔ اعتقادی یہ مسئلہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام گنہگاروں کی شفاعت اور سفارش فرمائیں گے۔

امام صاحب کا ارشاد کہ انبیاء کرام کی شفاعت حق ہے

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ اکبر میں اسی عقیدہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

شفاعۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حق وشفاعۃ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام للمؤمنین المذنبین ولاھل الکبائر منھم المستوجبین العقاب حق ثابت۔ [۱]	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت حق ہے اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت گنہگار مسلمانوں اور اِن کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے جو عذاب کے مستوجب ہو گئے حق اور ثابت ہے۔

وہابیہ کے نزدیک جو انبیا کو شفیع اور سفارشی سمجھے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔

اب دیکھو کہ وہابیہ کا پیشوا اسمٰعیل دہلوی تقویت الایمان میں لکھتا ہے۔

انکو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی انکا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں [۲]۔

اب صاحب سیفِ یمانی سے دریافت کرو کہ کیا تجھ کو بیش و ایان دین پر اس سے زیادہ کفر و شرک کے فتوے درکار ہیں اور کیا اس امام الوہابیہ نے حضرت امام اعظم اور تمام علماء اولیاء۔ آئمہ۔ صحابہ وغیرہ ہم تمام امّت کو ابوجہل کے برابر مُشرک نہیں کہا۔

---

[۱] ۔ فقہ اکبر ص ۳ ۔ [۲] ۔ تقویت الایمان ص ۸ ۔

اور کیا یہ وہابیہ کا پیشوا اُن تمام باطل پرستوں سے نہیں بڑھ گیا۔ لہٰذا اس کو صاحب سیفِ یمانی نے اُن گستاخوں باطل پرستوں کے تذکرہ میں کیوں نہیں شمار کرایا۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے ایک غیر معروف شخص کے رسالہ کا کیوں جواب لکھا

صاحبِ سیفِ یمانی نے اپنے رسالہ کے ص۶ میں عزیز احمد صاحب کانپوری کے رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کا ذکر کیا ہے عزیز احمد صاحب کوئی غیر معروف شخص ہیں۔ باوجودیکہ وہابیہ کا عقائد نامہ وہابیہ دیوبندیہ کے مختصر عقائد وا باطیل کے نام سے بیس سال سے زائد کا عرصہ ہوا کہ حاجی لعل خانصاحب مرحوم و مغفور نے چھاپ کر شائع کیا تھا۔ اور اس وقت سے اب تک بار ہا چھپ کر لاکھوں کی تعداد میں ملک کے گوشہ گوشہ میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اس میں وہابیہ کی عبارتیں ان کے لفظوں میں نقل کی گئی ہیں اور ہر ہر حوالہ کے غلط ثابت کر دینے پر سو سو روپیہ انعام مقرر کیا ہے۔ آج تک وہابیہ کے اکابر و اصاغر میں سے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اس کا جواب دیتا اور اس کے کسی حوالہ کو غلط ثابت کرتا۔ اس کو چھوڑ کر عزیز احمد صاحب کے درپے ہو جانے کے کیا معنی ہیں۔ جواب دینا تھا تو اس کا دینا تھا جو بیس سال سے اکابر وہابیہ کے سروں پر سوار ہے۔ اس سے کیوں سکوت رہا۔ ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

سیفِ یمانی کا تیسرا کید اور بہتان سیفِ یمانی کے ص۶ میں عزیز احمد صاحب کانپوری کے رسالہ عقائد وہابیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہندوستان کے جملہ اکابر اہل سنت و جماعت کافر۔ مرتد۔ زندیق۔ ملحد ہیں۔"

حالانکہ اتنے بڑے الزام پر عزیز احمد صاحب کی کوئی عبارت پیش نہیں کی ایسا بہتان اور بے سند۔ بے حوالہ۔ ہر شخص جو سنے گا کہ عزیز احمد صاحب کے رسالہ کا نام "عقائد وہابیہ دیوبندیہ" ہے وہ اس نام ہی سے سمجھ لے گا کہ اس میں وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد ہیں نہ کہ اہلسنت کے تو اس میں تکفیر ہوگی۔ تو وہابیہ دیوبندیہ کی ہوگی اہلسنت سے کیا علاقہ۔ یا صاحب سیفِ یمانی کے زعم باطل میں صرف وہابیہ دیوبندیہ ہی اہلسنت کا اکابر

ہیں۔ اگر سُنّت سے سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہ لے بلکہ سُنّتِ ابن عبد الوہاب مراد لے تو سنّت ابنِ عبد الوہاب کے متبع وہابیہ دیوبندیہ ضرور ہیں۔ مگر اہلسنت کا لفظ ان کے لئے بولا نہیں جاتا اور وہ اس لفظ سے پکارے نہیں جاتے لہذا ان کو اہلِ سُنّت کہنا بد مذہبی کی پردہ پوشی اور فریب ہے۔

اب میں رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی وہ عبارات نقل کرتا ہوں جو مولوی اشرف علی اینڈ کو نے سیفِ یمانی میں رد و جواب کے لئے نقل کی ہیں اور ان کا جو کچھ جواب دیا ہے اس کی حقیقتِ حال ناظرینِ باالنصاف کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

رسالہ عقائدِ وہابیہ کی پہلی عبارت

(۱) نبی علیہ السلام کا علم ملائکہ اور شیطان سے کم ہے۔

(۲) شیطان کا علم نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت کے واسطے کون سی نصِ قطعی ہے۔

(۳) شیطان کے علم سے حضور کی ذات کو زیادہ علم دار سمجھنا شرک ہے۔ [لہ]

رسالہ عقائد وہابیہ کی یہ عبارت سرآمدِ وہابیہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی کتاب براہینِ قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ صفحہ نمبر ۵۱ کی اس عبارت کا خلاصہ ہے۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت

لہ۔ سیفِ یمانی ص

علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ [1]

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ نے عبارت مذکورہ بالا میں جو تین امر لکھے تھے وہ سب اس عبارت میں موجود ہیں۔ ہر اُردو جاننے والا ایک نظر میں دیکھ کر اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔

اس عبارت کو صاحب سیف یمانی نے تسلیم کر لیا ہے۔ پھر اس کے ہوتے ہوئے وہابیہ کے ان عقائد سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ جو رسالہ عقائد وہابیہ میں لکھے گئے۔ علاوہ بریں براہین کی عبارت سے اتنی باتیں اور ثابت ہوتی ہیں۔

عبارت براہین پر پہلا مطالبہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کا علم نصوص قطعیہ کے خلاف ہے یعنی بہت سی نصوصِ قطعیہ اس پر قائم ہیں۔ کہ حضور کو محیط زمین کا علم نہیں۔

صاحب سیف یمانی نے بہت یاوہ گوئی کی اور اپنے نامۂ اعمال کی طرح بہت سے اوراق سیاہ کئے مگر وہ نصوصِ قطعیہ پیش نہیں کیں جو اس پر ناطق ہوتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط زمین کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ اب لاؤ وہ نصوصِ قطعیہ جنہیں تمہارے پیشوا بھی براہین میں پیش نہیں کر سکے۔

عباراتِ براہین پر دوسرا مطالبہ

براہین میں لکھا ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ اور اس نص سے مراد بھی نصِ قطعی ہے کیونکہ براہین کے اسی صفحہ میں اس عبارت سے کچھ اوپر لکھا ہے۔ ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعتِ علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوصِ قطعیہ سے معلوم ہوا۔ [2]

---

[1] - (براہین صفحہ نمبر ۵۱) - [2] ایضاً۔

وہ نصوصِ قطعیہ پیش کرو جن سے تم ملک الموت اور شیطان کے وسعتِ علم پر ایمان لائے اور تم نے ان کے لئے محیطِ زمین کے علم کا اعتقاد کیا۔

سیفِ یمانی لکھنے والی پارٹی جس میں مولوی اشرف علی مولوی عبد الشکور لکھنوی مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، مولوی شبیر احمد دیوبندی شامل ہیں۔ اور آخر میں ان سب کی تقریظیں ہیں۔ یہ سب بھی وہ نصوصِ قطعیہ پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اور سیفِ یمانی میں وہ نصوص پیش نہ کر سکے اور بجائے اس کے یہ لکھ دیا کہ۔

"جو (نصوص) مولوی عبد السمیع نے ان دونوں کے علم کی وسعت ثابت کرنے کیلئے پیش کئے ہیں۔ [1]

سیفِ یمانی کا کذبِ صریح اور چوتھا کید

کیا خوب ملک الموت اور شیطان کی وسعتِ علم کا عقیدہ

تو وہابیہ کا اور نصوص پیش کریں مولوی عبد السمیع صاحب۔ پھر مولوی عبد السمیع صاحب نے وہ نصوصِ قطعیہ کہاں پیش کی ہیں۔ انوارِ ساطعہ براہینِ قاطعہ کے ساتھ چھپی ہوئی موجود ہے اسی میں سے کہیں وہ نصوصِ قطعیہ پیش کی ہو تیں یہ صاحبِ سیفِ یمانی کا چوتھا کید ہے۔

مولوی عبد السمیع صاحب مرحوم مغفور نے علمِ شیطان کے متعلق صرف شامی کی ایک عبارت لکھی ہے جس کا مفاد صرف اتنا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے نہ اس میں محیطِ زمین کا لفظ ہے نہ کوئی نص قطعی ہے مگر وہابیہ کو شیطان کے ساتھ اتنی خوش اعتقادی ہے کہ اس کی وسعتِ علم ثابت کرنے کے لئے شامی کی ایک عبارت ہی کو نصِ قطعی ہی نہیں بلکہ نصوصِ قطعیہ جان لیا۔ ایسی خوش اعتقادی

---

[1] :۔ سیفِ یمانی صنا

وہابیہ کو مقبولانِ بارگاہِ حق کے ساتھ نہیں۔

عبارتِ براہین پہ سارے وہابیہ نے کوشش کی لیکن نتیجہ صفر رہا

خلاصہ یہ ہے کہ جو مفاسد عبارتِ براہینِ قاطعہ میں صاحبِ رسالہ عقائد وہابیہ نے دکھائے تھے وقتِ تحقیق اس سے زیادہ برآمد ہوئے۔

سیفِ یمانی میں رسالہ عقائد وہابیہ کی عبارت پر بہت پیچ تاب کھایا ہے اور ورق کے ورق سیاہ کر ڈالے ہیں۔ مولوی اشرف علی و عبدالشکور لکھنوی و مرتضیٰ حسن دربھنگی۔ شبیر احمد دیوبندی سب متفقہ جماعت کی عرق ریزی اور محنت کا نتیجہ صفر ہے یعنی اتنی... کوششوں کے باوجود وہابیہ کے پُشت پناہ براہین کی اس کفری عبارت کی کوئی توجیہہ نہ کر سکے۔ اور سیفِ یمانی کی اس اخیر کوشش نے اس پر مزید رجسٹری کر دی کہ عبارتِ براہین کا کفر کسی طرح اُٹھایا نہیں جا سکتا۔

سیفِ یمانی نے اس موقع پر بہت سی لایعنی باتیں کی ہیں سب سے پہلے اپنا عقیدہ بیان کیا ہے کہ۔

"ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علومِ کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیئے۔" [1]

سیفِ یمانی والوں کے لیے عقیدہ کا اظہار وبالِ جان ہو گیا

اوّل تو۔ یہاں جناب کے عقیدہ کو کسی نے دریافت نہیں کیا تھا اس کا بیان

---

[1] (سیفِ یمانی ص ۸)

بے محل ہے۔

دوسرے . عقیدہ وہ ہوتا ہے جو نصِ قطعی سے ثابت ہو چنانچہ تمہارے پیشوا خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں ۔

"عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبرِ واحد بھی یہاں مفید نہیں" [۱]

سیفِ یمانی سے تیسرا مطالبہ

اب آپ اپنے اس عقیدہ پر . نصوصِ قطعیہ پیش کیجئے یہ تو مطالبہ رہا مگر جب تم نے ظاہر کیا کہ تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا یہ عقیدہ ہے تو تم نے مان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے بہ نصِ قطعی زیادہ ہیں اب مارو پتھر اس کے منہ پر جو یہ کہتا ہے کہ ۔

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ ۔ [۲]

پانچواں کید

یہ آپ کا پانچواں کید ہے کہ تمہارا وہ بزرگ جسے تم مومن ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو وہ تو حضور کا علم ملک الموت سے زیادہ کیا بلکہ برابر بھی نہیں مانتا اور آپ اس کے خلاف عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہے فریب کاری کہ عقیدہ کچھ ہے اور ظاہر کچھ کیا جا رہا ہے ۔

تھانوی صاحب کا عقیدہ عبارتِ براہین سے ٹکرا گیا

ملک الموت کے علم کو تو شاید آپ علوم کمالیہ میں شمار کرتے ہوں گے اور سیفِ یمانی میں مولوی اشرف علی کی یہ عبارت لکھی ہے۔

ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات

---

[۱]:۔ براہینِ قاطعہ ص ۵۱ ۔ [۲]:۔ براہینِ قاطعہ ص ۵۲

العلمیہ و العملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لہ

سیفِ یمانی سے چوتھا مطالبہ

تو اگر علم ملک الموت کمالاتِ علمیہ میں ہو تو مولوی اشرف علی صاحب کے عقیدہ میں بقول ان کے حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم ان امور میں بھی ملک الموت سے زیادہ عالم ہیں۔ بلکہ خدا کے بعد ان کا مرتبہ ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔؟

سیفِ یمانی سے پانچواں مطالبہ

اب مولوی اشرف علی صاحب کا یہ عقیدہ اگر نصِ قطعی کے مطابق نہ ہو تو خلافِ نص عقیدہ رکھنے والے کا جو حکم ہے وُہ اُن پر جاری کرو اور اگر نصِ قطعی کے مطابق ہو تو براہینِ قاطعہ میں حضور کے علم کو ملک الموت کے علم سے کم ماننا بھی خلاف نصِ قطعی ہوا اور جو نصِ قطعی کی مخالفت کرے وہ مومن ہے یا کافر۔ دد تو خلیل احمد پر فتوئے اور مولوی اشرف علی جس نصِ قطعی کی بنا پر یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ وُہ نصِ قطعی خلیل احمد کو سُنا دو جو براہین میں لکھتا ہے۔

کہ "فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے"

اور اس سے کہدو کہ بد دین اس نصِ قطعی کو نہیں دیکھتا۔ اور حضور کی وُسعتِ علم کو شرک بنائے دیتا ہے اور امر منصوصِ قطعی کو شرک بنانے والے کا شرع میں جو حکم ہو وہ خلیل احمد پر جاری کرو اور اس سے کہو کہ یہ کیا بے دینی ہے کہ امرِ منصوص کو شرک بنا کر شرک کو منصوصِ قطعی قرار دے رہا ہے۔

سیفِ یمانی سے چھٹا مطالبہ

مگر تمہارے عقیدہ میں تو وہ (خلیل احمد انبھٹوی) مر کر مٹی میں مل گیا ہو گا جیسا کہ تقویت الایمان

لہ۔ سیف یمانی صہ

میں لکھا ہے اور تم مُردوں کے سننے کے قائل بھی نہیں ہو تو کم سے کم اس کی نسبت فتوےٰ تو صادر کر دو۔ کہو ہے اگر کچھ دعوئے راست بازی کا تو۔

حقیقت حال یہ ہے کہ آپ کا یہ اظہارِ عقائد نمائشی ہے ورنہ علم شیطان کے اثبات کے درپے نہ ہوتے اور نہ ہی خلیل احمد کے ایسے نا قابل تاویل کفریات کی حمایت کرتے۔

سیفِ یمانی میں اس عقیدہ کے بیان اور اہلِ سُنت پر بہت سے سب وشتم وتبرے کے بعد عبارتِ مذکورہ براہین کی جو پیوند کاری کرنی چاہی ہے اس کا حال بھی ملاحظہ کیجئے۔

سیفِ یمانی کا چھٹا کید حضرت مولینا خلیل احمد صاحب مرحوم یہاں جس وُسعتِ علمی کا انکار فرما رہے ہیں اور جس کے ماننے کو شرک قرار دے رہے ہیں۔ وہ وہ ہے جو بغیر عطائے خداوندی ذاتی طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کی جائے۔ لہ

سیفِ یمانی کا صاحب براہین پر بہتان لگانا اور اسکو لایعقل بنانا۔

اس عبارت میں یہ تو اقرار ہے کہ مولوی خلیل احمد نے حضور کی وُسعتِ علمی کا انکار کیا اور اس کا ماننا شرک قرار دیا اور یہ طوفان وبہتان مولوی خلیل احمد پر باندھا کہ ان کی مراد یہاں علمِ ذاتی ہے کیونکہ وہ ایسے لایعقل تو نہ تھے کہ رد کرتے اس امر کا جس کا ان کا خصم قائل ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بلند آہنگیوں سے اعلان کر رہا ہے اور خود سیفِ یمانی میں بھی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سُنّت حضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کی خالص الاعتقاد صہ ۲۲ سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ۔

علمِ ذاتی اللہ عزّوجلّ سے خاص ہے اس کے غیر کے لئے محال ہے۔ جو اس

لہ :- سیفِ یمانی صہ

میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ کمتر سے کمتر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔ ؎۱

کوئی سُنّی عالم حضور کیلئے علم ذاتی کا اثبات نہیں کرتا۔

علاوہ بریں دنیا میں کسی سُنّی عالم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے لئے علم ذاتی کا اثبات نہیں کیا خود انوارِ ساطعہ سامنے ہے جس کے رد میں براہین لکھی گئی ہے۔ اس میں دکھا دو کہ کہیں حضور کے لئے علم ذاتی ثابت کیا ہو۔ جب خصم علم ذاتی کا قائل ہی نہیں ہے تو رد کرنے والا کیا دیوانہ ہے جو علم ذاتی کا رد کرے گا۔ یہ مولوی خلیل احمد کی دوستی ہوئی کہ اُن کی تجہیل و تحمیق کر ڈالی۔

سیفِ یمانی سے ساتواں مطالبہ

قطع نظر اس سے کہ براہین کی عبارت خود اس بہتان کا تحمّل نہیں کرتی ورنہ علم محیطِ زمین کا ذکر کیا معنی؟ کیا اس سے کم کا علم ذاتی ماننا شرک نہیں ہے؟ کدھر ہے عقل۔ علم ذاتی کا رد کرنا ہوتا تو یہ کہنا تھا کہ ملک الموت کے لئے علم عطائی ثابت ہے۔ اس سے علمِ ذاتی پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے پھر یہ کہ شرک بتایا اس نے وُسعتِ علم کو نہ کہ نفسِ علم کو دیکھو اس کے لفظ۔

"فخرِ عالم کی وُسعتِ علم کی کونسی نصِّ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ ؎۲

سیفِ یمانی سے آٹھواں مطالبہ

تو کیا مطلب یہ ہے کہ علمِ ذاتی کی وُسعت ثابت کرنا شرک ہے اور علمِ ذاتی غیر

؎۱۔ خالص الاعتقاد مصنفہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔ ؎۲۔ براہین ص ۵۱۔

وسیع مانا جائے تو نہ شرک نہ خلاف نصوص۔ اس تقدیر پر مولوی خلیل احمد مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اچھی توجیہہ کی کہ اپنے پیر کو مشرک ہی بنا ڈالا۔

سیفِ یمانی کی توجیہ نے مولوی خلیل احمد کو مشرک بنادیا

پھر اس سے اگلی عبارت دیکھئے جہاں لکھا ہے کہ۔
ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ [1]

سیفِ یمانی سے نواں مطالبہ یہاں نفی ملک الموت کی برابری کی ہے۔ اس سے کم کی نہیں تو کیا علمِ ذاتی ملک الموت سے کم حضور کے لئے مانتے ہو؟ یہ ہے آپ کی توجیہ کی حقیقت۔ ابھی تسلی نہ ہوتی ہو تو کچھ اور عرض کروں۔ اس عبارت کے بعد مولوی خلیل احمد لکھتے ہیں۔ الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے۔ وہ آپ شاید شرک میں بتلا نہ ہو۔ [2]

عبارتِ براہین سیفِ یمانی کی توجیہ کیخلاف اگر علم ذاتی مراد ہے تو اس کو مان کر اور ملک الموت سے زائد مان کر بھی شرک میں بتلا نہ ہو۔ یہ کیوں؟

صاحب سیفِ یمانی نے تو اپنی توجیہ میں تسلیم کیا ہے کہ حضور کے لئے علمِ ذاتی ماننا شرک ہے۔

سیفِ یمانی سے دسواں مطالبہ اگر یہاں علم ذاتی مراد تھا تو وہ مشرک کیوں نہیں ہوا۔؟ اب بھی کہہ سکتا ہے

---

[1] :- براہین صـ ۵۳۔ [2] :- براہین صـ ۵۲۔

کوئی وہابی کہ یہاں علمِ ذاتی مُراد ہے۔

اور اگر اب بھی آپ کی تسلّی میں کچھ کسر رہ گئی ہو تو ایک ضرب اور بھی رسید کروں یہی آپ کے مولوی خلیل احمد اس کے بعد لکھتے ہیں۔

"اگر اپنے فخرِ عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گنا اس سے زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر ثبوتِ فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔

کچھ کھلیں آنکھیں یہاں صاف علمِ عطائی کا اقرار ہو رہا ہے۔ اسی پر نص طلب کی جا رہی ہے۔ [1]

سیفِ یمانی کا فریب

اسی پر عقیدہ کرنے کی بحث ہے۔ اب یہ کہہ دینا کہ یہاں علم ذاتی مراد ہے کس قدر کوری نابینائی و دجل و فریب ہے۔ خود براہین کی عبارتیں پکار رہی ہیں کہ حضور کے لئے علمِ عطائی کا انکار کیا۔ اس پر نص طلب کی ہے۔ اور تم خود اقرار کرتے ہو کہ شیطان کے لئے علمِ عطائی کی وُسعت نَصِّ قطعی سے ثابت مانی۔ تو اب صاحب رسالہ عقائدِ وہابیہ کا الزام صحیح ثابت ہُوا۔ اور مولوی خلیل احمد کو کُفر سے بچانے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکی۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت   که باکه باخته عشق در شبِ دیجور

عبارتِ براہین کیلئے سیفِ یمانی کی دُوسری توجیہ

یہاں علمِ ذاتی مُراد ہونے پر سیفِ یمانی میں یہ ثبوت پیش کیا ہے۔

اس امر کا ثبوت کہ براہین کی عبارت زیرِ بحث میں وُسعت علمِ ذاتی ہی مُراد ہے، براہینِ قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اُس کی پہلی سطر یہ ہے۔

---

[1] براہین ص ۵۲ ۔

"تمام اُمّت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخرِ عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوق کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرّہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتبِ شرعیہ سے یہی مستفاد ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحبِ براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطائے خداوندی کے کسی مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے [1]

سیفِ یمانی نے مولوی خلیل احمد کو بد استعداد ثابت کر دیا

اس سے تو ثابت نہیں ہوا کہ عبارت زیرِ بحث میں علمِ ذاتی مراد ہے بلکہ آپ نے براہین کی یہ عبارت پیش کر کے صاحبِ براہین کی ایک اور بد استعدادی دکھائی کہ وہ کہتے ہیں کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے واقع میں جتنا علم عطا فرمایا ہو اس سے زیادہ اس کے لئے ثابت کرنا مطلقاً شرک ہے یہ بالکل غلط ہے بلکہ یہاں یہ تفصیل کرنی تھی کہ اس سے زیادہ ثابت کرنا خلافِ واقع اور غلط ہے اور اس کو بے عطائے الٰہی مانا جائے تو شرک ہے آپ نے جو شرارہ برافروختہ کیا اس سے آپ ہی کا گھر جل گیا ہمارا کیا حرج۔

نتیجہ آپ کے کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو جس قدر نعمت عطا فرمائی ہو اس سے زائد کا اثبات بہر تقدیر شرک ہے۔

سیفِ یمانی کے نزدیک جو سلطان اورنگ زیب کو عالمگیر کہے وہ مشرک ہے

مثلاً اورنگ زیب ہندوستان کے بادشاہ تھے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اس

[1] سیفِ یمانی صہ ۹

قدر ملک عطا فرمایا تھا انہیں جو عالم گیر کہے تمہارے نزدیک مُشرک ہے۔

وہابیہ کے نزدیک جو سلطان نورالدین محمد کو جہانگیر کہے وہ مشرک ہے

سلطان نورالدین محمد بھی ہندوستان کے فرمانروا تھے آپ کے قاعدہ سے اور آپ کے براہین کے حکم سے انہیں جہانگیر کہنے والا مشرک اور سلطنتِ ذاتیہ کا مثبت کیونکہ حق تعالیٰ نے انہیں جتنا مُلک عطا فرمایا تھا اُس سے زیادہ ثابت کر دیا۔

سیفِ یمانی کے نزدیک مولوی خلیل احمد کو جو افلاطون اور ارسطو سے فائق کہے وہ مشرک ہے

یا آپ مولوی خلیل احمد صاحب کی تعریف میں یہ کہیں کہ وہ افلاطون تھے ارسطو سے فائق تھے تو آپ مشرک ہو گئے کیونکہ آپ نے اُن کے لئے عطائے الٰہی سے زیادہ علم فلسفہ کا اثبات کیا اور آپ اُن مثالوں پر کیوں جاتے ہیں آپ کے گھر ہی کی مثال کیوں نہ سنا دوں۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے مرثیہ میں مولوی رشید احمد کے متعلق لکھتے ہیں۔

ع الٰہی کیا کریں کیونکر سُنیں وہ لحن داؤدی

آپ انصاف سے کہیئے کیا مولوی رشید احمد گنگوہی لحن داؤدی رکھتے تھے کیا اُن کے لحن پر بھی وہ تاثیریں مرتب ہوتی تھیں جو حضرت داؤد علیہ السّلام کے لحن شریف پر مرتب ہوتی تھیں۔

سیفِ یمانی کے نزدیک مولوی محمود الحسن دیوبندی مشرک

مولوی محمود الحسن صاحب نے اُن کے لئے وہ نعمت ثابت کی جو اللہ تعالیٰ

نے انہیں نہیں دی تھی تو بقول آپ کے مولوی محمود الحسن مشرک ہو گئے۔ اسی مرثیہ میں لکھا ہے۔ ع

وُہ صدیق معظّم تھے سحاب لطفِ رحمانی

اسی میں ہے۔ ع

وفات سرورِ عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

اسی میں ہے۔ ع

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے۔

اسی میں ہے۔ سے

محی الدّین اکبر جاتے ہیں دارِ فنا سے بس اُٹھے اُف دیر دیراں سے محی الدین گیلانی

اور اسی مرثیہ کی لوح پر لکھا ہے۔

حضرت قطبُ العالم خاتم الاولیاء والمحدّثین فخر الفقہاء والمشائخ حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولانا رشید احمد۔

اب انصاف سے کہئے یہ تمام صفتیں اللہ تعالیٰ نے مولوی رشید احمد کو دی تھیں ظاہر ہے کہ وہ بیچارے ایک مُلّاں آدمی تھے آپ کو کتنی بھی خوش عقیدگی ہو مگر آپ اُن کو صدیق۔ فاروق۔ محی الدین اکبر۔ محی الدّین گیلانی۔ قطب العالم۔ ماوائے جہاں مخدوم الکل۔ سارے جہاں کے مطاع نہ سمجھتے ہوں گے اور واقع میں ایسا ہے بھی نہیں تو ان کی شان میں ایسا کہنے والے آپ کے نزدیک بحکم براہین مشرک ہوتے۔ اور اگر آپ اپنی کتابیں تلاش کریں گے تو اُن میں آپ کو ایسے بے شمار شرک ملیں گے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی آپ کا یہ دعویٰ۔ کہ صاحب براہین کے نزدیک **صرف** اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطائے خداوندی کے کسی

مخلوق کے لئے ثابت کیا جائے۔ امام الوہابیہ اسماعیل کے نزدیک حضور کو علمِ عطائی ثابت کرنے والا بھی مشرک ہے۔

سیفِ یمانی کا ساتواں کید

یہ ساتواں کید ہے اس سے آپ مسلمانوں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں اور وہابیہ کا عقیدہ چھپانا چاہتے ہیں۔ آپ کا امام الطائفہ اسمعیل دہلوی اس کو صاف کر گیا۔ جو لکھتا ہے۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ [1]

سیفِ یمانی و براہین والے تقویت الایمان کے حکم سے مشرک

اب دیکھئے اس نے علمِ عطائی کو بھی شرک بنایا اگر آپ کا قول مانا جائے اور صاحبِ براہین کی یہی مراد سمجھی جائے کہ علمِ عطائی کا اثبات شرک نہیں ہے تو خود صاحبِ براہین تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ٹھہرے گا۔ اچھی توجیہہ کی کہ کفر سے بچانے کی فکر میں اس پر شرک ثابت کر دیا۔ مگر آپ کیا کریں باطل کی حمایت کا یہی انجام ہوتا ہے اس کا کلام ہی قابلِ تاویل و توجیہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ کے تمام گروہ کی سعی اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور کوئی مخلص آپ کے ہاتھ نہیں آ سکتا۔ آپ لوگ اِس کے کلام کی تحریف بھی کرتے ہیں۔ علم و عقل کے خلاف پیوند بھی لگاتے ہیں مگر کُفر ہے کہ آپ کے ٹالے نہیں ٹلتا کیوں اس قدر سر گردانی کرتے ہو۔ توبہ کرو۔ ایمان لاؤ۔

سیفِ یمانی کی توجیہ نے مولوی خلیل احمد کو کافر بنا دیا

الحمدللہ عبارتِ براہین کے متعلق جو دجل و فریب کر کے اہلِ باطل نے چاہا

---

[1]: ۔ تقویت الایمان مرکنٹائل پریس دہلی ص۱۰

تھا کہ اِس کلام کُفری کو حق ثابت کریں وہ سب ان کے گلے کا وبال ہُوا۔ اور وہابیہ کو مجال دم زدن باقی نہیں رہی۔ اس کی تمام کوششوں کا دار و مدار انہیں چند باتوں پر تھا جس کا رَدِّ بلیغ کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ اور کوئی توجیہہ صاحبِ سیفِ یمانی پیش نہ کر سکا۔ کُفر سے بچانے کے لئے کوئی تدبیر اِس کے ہاتھ نہ آسکی بجز اس کے کہ وہ تحریف کرے اور براہین کی عبارت کو بدل ڈالے اور ذاتی کی ایک قید اپنی طرف سے ایسی اضافہ کرے جس کا بطلان ہر شخص کے نزدیک اظہر من الشمس ہو۔

سیفِ یمانی کا اپنی توجیہ کیلئے عبارتِ براہین کو پیش کرنا مغالطہ ہے۔

ذاتی کے مُراد ہونے پر صاحبِ سیفِ یمانی نے آخر میں براہین کے اس جُملہ کو سنداً پیش کیا ہے کہ:۔

"یہ بحث اس میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو ثابت کر کے کوئی یہ عقیدہ کرے"۔ [۱]
یہ عبارت بھی صاحبِ سیفِ یمانی نے مغالطہ دہی کے لئے پیش کی اس سے اِس کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

عبارتِ براہین کا مطلب

اِس عبارت میں (یہ) کا اشارہ براہین کی عبارت زیرِ بحث کی طرف نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حاضر اعتقاد کرنے کی طرف ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اگر حضور کو بر بنائے علمِ ذاتی حاضر اعتقاد کرے تب تو معتقد مشرک ورنہ گنہگار چنانچہ براہین کی عبارت کے اگلے لفظ اس پر دلالت بھی کرتے تھے جن کو صاحب سیفِ یمانی نے اپنے مدعا کے

[۱]:۔ سیفِ یمانی۔ ص ۱۱

خلاف پاکر براہِ بد دیانتی چھوڑ دیا۔ پوری عبارت براہین کی یہ ہے۔

"یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علمِ ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالےٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے۔ شرک تو نہیں۔ مگر بدون ثبوتِ شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں" [1]

سیفِ یمانی کی پیش کردہ عبارتِ براہین اس عبارتِ مبحوثہ سے بے علاقہ ہے

اِس کل عبارت کو دیکھنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ صاحبِ براہین بحث کے بعد پھر اصل مبحث (حاضر ناظر ہونے) کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ حاضر اعتقاد کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک علمِ ذاتی کی بنا پر۔ اس سے تو حاضر اعتقاد کرنے والا مشرک ہو جاتا ہے اور ایک علمِ عطائی کی بنا پر۔ اس سے مشرک نہیں ہوتا۔

فقط اثنائے بحث میں جو بر طریقِ رد وہ کہہ گیا ہے کہ۔

"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے"

اِس کی طرف لفظ (یہ بحث) کا اشارہ نہیں اور اگر اندھے ہو کر اور تمام دلائل سے آنکھوں پر پتھر رکھ کر یہ فرض کر وکہ جملہ زیرِ بحث میں علمِ ذاتی مُراد ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ حضور کے لئے تو علمِ ذاتی مراد لیا جائے اور شیطان کے لئے علمِ عطائی۔

یہ تفریق کہ حضور کے لئے علمِ ذاتی اور شیطان کیلئے علمِ عطائی ہے محض بے جا اور باطل ہے۔

یہ تفرقہ محض بیجا اور باطل ہے تو اس تقدیر پر مطلب یہ ہو گا کہ شیطان و ملک الموت

[1] براہین صہ ۵۲۔

کے تو علمِ ذاتی کی وسعت نص سے ثابت مان لی اور حضور کے لئے اس سے انکار کرتا ہے اور اس پر نص طلب کرتا ہے۔ اور یہ متاخرین وہابیہ کے عقیدہ کے کچھ زیادہ خلاف بھی نہیں ہے کیونکہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل میں مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

حضور کے لئے علمِ ذاتی کا اثبات کُفر نہیں ہے

اور جو یہ عقیدہ ہو کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ[1] دیکھئے علم ذاتی کے اعتقاد پر بھی کافر کہنے سے زبان روکنے کا حکم دیتے ہیں۔ اب آپ سمجھئے اپنے اکابر کی کہنہ بکرنیوں کو۔

سیفِ یمانی کی توجیہ نے مولوی عبد السمیع صاحب کا مدّعا ثابت کردیا

ایک اور مصیبت آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ عبارت زیر بحث میں علمِ محیطِ ارض کے انکار کو علمِ ذاتی میں منحصر کر کے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے کہ براہین میں محیطِ ارض کے علم عطائی کا حضور کے لئے انکار نہیں ہے۔ اور مدعائے مخالف ثابت ہے۔

اور حاضر کہنے کیلئے علمِ ذاتی کی ضرورت ہی نہیں تو اب حضور کو بر بنائے علم عطائی حاضر کہنا درُست ہوا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب کا مدعا ثابت ہوا غرض صاحبِ براہین کی ساری لایعنی تقریر خبط محض ہو گی۔

[1] :۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص ۹۔

خالص الاعتقاد کی عبارت وہابیہ کو مفید نہیں

اسی سلسلہ میں صاحب سیفِ یمانی نے اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کی یہ عبارت بحوالہ خالص الاعتقاد پیش کی ہے۔

آیات و احادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کیلئے اثبات علم غیب سے انکار ہے۔ ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (یعنی ذاتی یا محیطِ کُل) مراد ہیں۔ [۱]

سیفِ یمانی سے گیارھواں مطالبہ

اس عبارت سے وہابی کو کیا فائدہ — اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ وہابیہ کی عبارت میں بھی جہاں انکار ہے۔ وہاں ذاتی کا انکار ہے۔ وہابی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب عطائی کے اثبات کو بھی شرک کہتے ہیں۔ جیساکہ ہم اوپر تقویت الایمان کی عبارت نقل کر چکے ہیں اگر تم یہ کہو کہ وہابی کے کلام میں بھی ذاتی کا انکار ہوتا ہے تو اگرچہ یہ دعویٰ غلط ہو گا مگر اس سے تمہیں ماننا پڑ جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان ومایکون کا علم عطائی ثابت ہے کوئی وہابی اس کا انکار نہیں کر سکتا کہو کیا سمجھ کر عبارت نقل کی تھی کہیں بھی کوئی مفر ہے۔

براہینِ قاطعہ کے متعلق سیفِ یمانی کی دوسری بحث

عبارت براہینِ قاطعہ کے متعلق یہ تمام ناکام فریب کاریاں کرنے کے بعد صاحب سیفِ یمانی نے دوسرے طور پر بحث شروع کی ہے چونکہ اس کو خود یقین تھا کہ اس کی یہ تحریفیں چل نہیں سکتیں اس لئے اپنے مخلص کی جستجو میں ایک دوسرا انداز

---

[۱] سیفِ یمانی ص ۱۱۔

اختیار کرتا ہے اور رکھتا ہے۔

اِس عبارت میں مطلق وسعتِ علم میں کلام نہیں بلکہ ایک خاص علم کی وسعت (یعنی علم زمین کی وسعت) کے متعلق بحث کی جا رہی ہے اس کی نفی سے مطلق وسعت کی نفی لازم نہیں آتی انتہٰی ملخصاً۔ لہ

سیفِ یمانی سے بارھواں مطالبہ

تنقیح طلب بات یہ ہے کہ علم زمین کمالات علمیہ میں ہے یا نہیں۔ کیا تمام زمین عجائب صنع الٰہی اور آیات قدرتِ ربانی سے بھری ہوئی نہیں ہے۔

حضور کے لئے علمِ زمین کا اثبات آیاتِ قرآنیہ سے

کیا قرآن کریم میں وارد نہیں ہوا۔

الذی جعل لکم الارض فراشا۔ ۲ہ — وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا۔

الم نجعل الارض مهادا والجبال اوتادا۔ ۳ہ — کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں۔

کیا کتاب ربانی میں نہیں پڑھا۔

فالق الحب والنوی۔ ۴ہ — دانے اور گٹھلی کا چیرنے والا۔

کیا یہ آیت نظر سے نہیں گذری۔

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل والنهار لاٰیٰت — بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں

لہ:- سیفِ یمانی صہ ۱۱ ۲ہ:- سورۃ بقر آیت نمبر ۲۱ رکوع ۳
۳ہ:- سورۃ انبیاء آیت ۵ ع ۱ ۴ہ:- سورۃ انعام آیت نمبر ۹۴ رکوع ۱۷

لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلاً[1]

کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

جب خلق سموات وارض میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور ذوی العقول میں سب سے بلند مرتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس کا علم حضور کے لیے کیوں کمالات علمیہ میں شمار نہ ہوگا۔ کیا آج تک یہ بھی نہیں سنتا۔ ؎

تفی کل شئی لہ اٰیۃ — تدل علی انہ واحد

ہر اک شے میں خالق کا ایک نشان — وہ کرتا ہے وحدت کا اس کی بیان

کیا گلستاں بھی یاد نہیں۔ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار — ہر ورقے دفتر لیست معرفت کردگار

اسی کو ہوائے نفس میں اندھے ہو کر سیف یمانی کے صـ۱۲ میں کہہ دیا کہ

دنیا دنی کے علوم ہرگز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے باعث کمال نہیں۔

تری شوخیوں کی کیا انتہا علم زمین کو دنیائے دنی بنا دیا اور اس کے کمال ہونے کا انکار کیا۔ کوئی آیت پیش کیجئے جس سے معلوم ہو کہ محیط ارض کا علم کمال نہیں ہے کوئی حدیث سنائیے۔ محض زبانی دعویٰ اور وہ بھی آیت و احادیث کے خلاف حضور کے علوم کا انکار کرنے والو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ایسے محیط ارض کا اثبات احادیث مبارکہ سے دیکھو۔

---

[1]: سورۃ بقر آیت ۱۲۳، رکوع ۳

ترمذی شریف کی حدیث کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔

فعلمت مافی السمٰوات والارض[۱] پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

یہ وہی علم عرض ہے جس کا تم حضور کی نسبت انکار کر رہے ہو اور شیطان کے لئے نص سے ثابت بتا رہے ہو۔

دوسری حدیث دیکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔

رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماھو کائن فیہا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔[۲]

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔

تیسری حدیث دیکھو۔

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا انتھٰی۔[۳]

روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔[۴]

اب ان آیات احادیث کو دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ علوم کمالیہ نہیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عطا نہیں ہوئے اب جو شخص ان علوم کا انکار کرتا ہے کیا وہ کمالاتِ محمدیہ کا انکار نہیں کرتا۔ اور جب ملک الموت علیہ السلام

---

[۱] مشکوۃ شریف ص۶۹ [۲] مواہب لدنیہ وطبرانی [۳] مشکوۃ شریف ص۵۱۲

اور شیطان لعین کا مقابلہ کر کے اُن کے لئے محیطِ ارض کا علم ثابت کرے اور حضور کے لئے اس کا انکار کرے تو کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین توہین نہیں ۔ تشبیہ نہیں ہے ۔

سیفِ یمانی کے عذر پر ایک فوٹو

مگر آپ کی تفہیم کے لیے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میزان الصرف بتدی طالبعلم سمجھ لیتا ہے مگر مولوی اشرف علی تھانوی نہیں جانتے تو کیا اس نے مولوی اشرف علی کی توہین نہیں کی ۔ ان کی تنقیص نہیں کی ۔ کیا یہاں سیفِ یمانی والا یہ عذر کام دے گا کہ مولوی اشرف علی کے لیے ایک علمِ خاص کا انکار کیا ہے ۔ مطلق وسعتِ علم کا انکار نہیں کیا ۔ لہٰذا مولوی اشرف علی کی توہین نہیں ہوئی ۔

سیفِ یمانی سے تیرھواں مطالبہ

انبیاء کرام کی توہین کرنے والے اعذار کفر سے نہیں بچا سکتے توبہ سے نہ شرماؤ اور بارگاہ رسالت کی گستاخی سے باز آؤ ۔

صاحب سیفِ یمانی نے علمِ دنیا کا انکار کرنے کے لئے شفا شریف کی تین عبارتیں پیش کی ہیں اور ان کو پیش کر کے اپنی نافہمی وجہالت کا ثبوت دیا ہے ۔

سیفِ یمانی کی پیش کردہ عباراتِ شفا شریف کا جواب

پہلی عبارت کا نتیجہ اس نے یہ نکالا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دنیوی باتوں کا علم نہ ہو ۔ اگرچہ یہ نتیجہ صحیح نہیں مگر اس سے بھی اس کا مدعا حاصل نہیں ہوتا کہ محض امکان کیا کام دے گا ۔ واقع تو یہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور کے سامنے دنیا پیش کی گئی اور اس کو اور اس کے قیامت تک کے ہونے والے جملہ واقعات کو مثل کفِ دست ملاحظہ فرماتے ہیں ۔ ایسے ہی دوسری

اور تیسری عبارتیں بھی اس کو کچھ مفید نہیں ان سے اور عبارات براہین قاطعہ سے کیا نسبت؟ یہاں امکان کی بحث ہے اور براہین میں وہ محیط ارض کے علم کو حضور علیہ السلام کے لئے نصوص قطعیہ کے خلاف بتا رہا ہے اور شیطان اور ملک الموت کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مان رہا ہے۔ این ھذا من ذالک زمین و آسمان کا تفاوت ہے. کفر و اسلام کا فرق ہے۔

وہابیو! اس پر صاف صریح نص قطعی پیش کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو محیط ارض کا علم نہیں دیا گیا جیسا کہ تمہارے پیشوا نے براہین قاطعہ میں دعوےٰ کیا ہے۔ علاوہ بریں اسی شفا شریف میں اس کور باطن کو یہ نظر نہ آیا۔

وبحسب عقلہ کانت معارفہ علیہ	غرض کہ جتنی آپ کی عقل زیادہ تھی اتنے ہی
السلام الی سائر ما اعلمہ اللہ و	آپ کے معارف زیادہ تھے. مع ان تمام
اطلعہ علیہ من علم یکون	علوم و فنون کے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے
وما کان وعجائب قدرتہ وعظیم	آپ کو تعلیم فرمائے اور ان اخبار گذشتہ
ملکوتہ قال اللہ تعالیٰ وَعَلَّمَکَ	اور آئندہ اور عجائب قدرت اور عظیم ملکوت
مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ	رب العزت کے جن پر کہ اس سبحانہ تعالیٰ
اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا حارت	نے آپ کو مطلع فرمایا. فرمایا اللہ تعالیٰ نے
العقول فی تقدیر فضلہ علیہ	وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ
وخرست الالسن دون وصف	فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا اور
یحیط بذالک او ینتھی الیہ۔[1]	آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے اور

آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے. غرض کہ اللہ عزوجل نے آپ پر وہ فضل فرمائے جن کے

[1]: شفا مطبوعہ ہندوستان جلد ۱ صہ ۸۳

اندازہ سے عقلیں حیران رہتی ہیں اور جن کے بیان کرنے سے زبانیں گونگی ہوتی جاتی ہیں[1]
اسی شفا شریف میں اس عزت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے والے نے یہ نہ دیکھا۔

ومن معجزاته الباهرة ماجمعه	اور آپ کے معجزات روشن میں سے ایک
الله له من المعارف والعلوم و	معجزہ آپ کے وہ علوم او معارف ہیں جن کو
خصه به من الاطلاع على جميع	کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ میں جمع فرمایا
مصالح الدنيا والدين و معرفته	ہے اور وُہ کل مصالح دین و دُنیا ہیں جن پر
بامور شرائعه وقوانين دينه	کہ خصوصیت کیساتھ آپ کو مطلع فرمایا ہے۔
وسياسة عباده و مصالح امته[2]	اور آپ کا امُور شرائع اور قواعد دین اور سیاست

بندگان خدا اور مصالح اُمّت سے واقف ہونا۔[3]
اِسی شانِ رسالت کے گستاخ کو... اسی عبارت شفا کی شرح کا پتہ نہ چلا۔

مُلّا علی قاری مکی علیہ الرحمۃ شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

(ومن معجزاته الباهرة) اے	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن
اياته الظاهرة (ماجمعه الله	معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
له من المعارف) اے الجزئية	آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم
(والعلوم) اى الكلية والمدركات الظنية	کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ
واليقينية والاسرار الباطنة	اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کیے ہیں اور
والانوار الظاهرة (وخصه به)	آپ کو دُنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع

[1] : شمیم الریاض کشوری جلد اصفحہ ۹۸ مصدقہ ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ [2]: شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۹۸
[3] : شمیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۸۵۔

اے ماخصہ بہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین اے ما یتم بہ اصلاح الامور الدینیة الدنیویة والاخرویة واستشکل بانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجد الانصار یلقحون النخل فقال لو ترکتموہ فترکوہ فلم یخرج شیئاً او خرج شیصا فقال انتم اعلم بامور دنیاکم واجیب بانہ انما کان ظنا منہ لا وحیا وقال الشیخ سیدی محمد السنوسی اراد انہ یحملہم علی خرق العوائد فی ذالک الی باب التوکل واما ھناک فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنة وسنتین لکفوا امر ھذا المحنة انتھی [1]

دیگر خاص کیا۔

اس پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے (یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے) حضور نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے (تو شاید بہتر ہوتا) لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دینوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اعتراض کا جواب دیا گیا کہ یہ حضور کا ظن تھا کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہیں ہوئی تھی شیخ سنوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نے اُن کو خرق و خلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا انھوں نے اطاعت نہ کی (اور جلدی کی) تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے (اور تلقیح نہ کرتے) تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

[1] :- شرح شفا مصری صـ ۲۰۔

بالجملہ شفا شریف سے وقوع کی عبارات کو چھوڑ کر امکان کی عبارات پیش کرنا صاحب سیف یمانی کا آٹھواں کید ہے۔

صاحب سیف یمانی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم گھٹانے کے لئے حدیث تلقیح نخل کے یہ الفاظ انتم اعلم بامر دنیاکم پیش کئے ہیں اور اپنی بد باطنی سے اس کا ترجمہ یہ گھڑا۔

"اپنی دنیا کی باتیں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو" ؎۱

سیف یمانی کی پیش کردہ حدیث انتم اعلم ـــ بامر دنیاکم کا جواب

اوّلاً: تو اس جاہل سے دریافت کرو کہ اس میں بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تصرف کہ اس کی مراد ہی بدل ڈالی کفر کی حمایت میں حدیث کا مضمون کچھ کا کچھ بنا دیا۔ ترجمہ کرنے بیٹھے تو وہ بھی غلط کیا۔

ثانیاً:۔ ابھی شرح شفا کی عبارت میں ان الفاظ کے ساتھ اعتراض اور اس کا جواب گزر چکا اور علامہ سنوسی کا کلام منقول ہوا کہ جب انہوں نے تلقیح کے بارے میں صبر نہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال صبر کرتے اور تلقیح نہ کرتے تو انہیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی۔

اب وہابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے علم دنیا کی نفی ان الفاظ سے محض اپنی خباثت قلبی سے نکالتا ہے۔ وہابیو دیکھو علمائے کرام ان الفاظ کے متعلق کیا فرماتے ہیں فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے منقول ہے۔

؎۱: سیف یمانی ص ۱۲۔

ولا یغرب عن علمہ صلی اللہ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبۃ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم ۔	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ وہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمائیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو۔

اے شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے والو۔ اور اے علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کم کرنے والو یہ وہی الفاظ انتم اعلم بامور دنیاکم ہیں جس کو تم نے علم اقدس کے گھٹانے کی دلیل بنا کر پیش کیا تھا اب علامہ قیصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام دیکھ کر تو وسعت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے ناپاک مذہب سے توبہ کرو۔

الحاصل صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ نے جو تین نمبر لکھے تھے وہ براہین قاطعہ کی عبارت سے ثابت ہوگئے اور ظاہر ہوگیا کہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان علیہ اللعن اور ملک الموت کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس کی بنا پر براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی کو کافر کہا گیا اور اس کی تکفیر پر حرمین شریفین و ہندوستان سندھ، پنجاب و بنگال و مدراس۔ و دکن۔ و کاٹھیاوار و گجرات وغیرہ کے دو سو اڑسٹھ علماء کرام و مفتیان عظام نے فتوے دیے۔

براہین کے اِس عقیدہ پر خود اس کے مصنف اور تمام بندیوں کے کفری فتوے

وہابیہ بہت شور مچایا کرتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد کو علماء اہلِ سُنّت نے کافر مرتد کہہ دیا لہٰذا آج میں اس فریب کا بھی قلع قمع کئے دیتا ہوں اور ثابت کرتا ہوں کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا کفر قابل انکار نہیں ہے کیونکہ مولوی خلیل احمد نے خود بھی اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دیا ہے دیکھو التصدیقات مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی مطبوعہ ہلالی پریس ساڈھورہ۔

ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السّلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یُوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ [۱]

نیز مولوی مرتضیٰ احسن دربھنگی اپنی کتاب قطع الوتین مطبوعہ افضل المطابع مرادآباد میں انہیں مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا مہری دستخطی فتوے نقل کرتے ہیں۔ اسمیں یہی مولوی خلیل احمد انبیٹھی لکھتے ہیں۔

میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ [۲]

ناظرین غور فرمائیں کہ مولوی خلیل احمد نے براہین قاطعہ کی عبارت زیرِ بحث میں تو شیطان کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ مانا! اوران دونوں عبارات میں وہ ایسا ماننے والے کو کافر مُرتد و ملعون کہتے ہیں لیکن وہ اپنے قول سے خود کافر مُرتد و ملعون ہوتے یا نہیں پھر اس التصدیقات پر مولوی اشرف علی تھانوی مولوی محمود حسن دیوبندی۔ مولوی عزیز الرحمٰن دیوبندی۔ مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی مولوی احمد حسن امروہوی ۔ مولوی کفایت اللہ شاہجہاں پوری وغیرہ تمام دیوبندی کنبہ کی تصدیقیں ہیں لہٰذا مولوی خلیل احمد انبیٹھی اِن سب کے نزدیک بھی کافر ہوئے۔
وہابیو! اب ہے کوئی جو تمہیں تمہارے قبول کئے ہوئے کفر سے بچا سکے۔ بحمد اللہ اب وہابیہ کی ساری مجموعی کوششیں خاک میں مل گئیں اور صاحب رسالہ وہابیہ دیوبندیہ کے الزام صحیح ثابت ہوئے۔

---

[۱]:۔ المہند صہ ۲۲ ۔ [۲]:۔ قطع الوتین صہ ۱۰

رسالہ عقائد وہابیہ کی دوسری عبارت

حضور کو علماء دیوبند کی بدولت اُردو آنے کا خواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء دیوبند کی شاگردی کی۔ ان وہابیہ دیوبندیہ سے تعلق ومعاملہ پیدا کر کے اُردو زبان سیکھی براہین قاطعہ میں ہے۔

"اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہِ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلماتِ ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"[1]

براہینِ قاطعہ کا پیش کردہ خواب درگاہِ الٰہی میں عظمتِ مدرسہ کی سند بنایا گیا ہے۔ اور خواب کے بعد صاحبِ براہین نے کہا ہے۔ سبحان اللہ اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ اس پر صاحبِ سیفِ یمانی نے بہت غصہ کیا کہ خواب کے ظاہری پہلو پر حکم لگا دیا۔ مگر یہ شکایت اُن کو مصنّف براہین سے کرنی چاہیئے۔ جس نے خواب کو سند بنایا۔ اس کے پیش کرنے والے پر عتاب۔ بجا ہے ایک مسلمان کو یہ بات

---

[1] :۔ سیفِ یمانی ص۱۴ بحوالہ براہین قاطعہ۔

ضرور تکلیف دیتی ہے کہ حضور کا یہ مقولہ بیان کیا جائے کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی اور اس کو علماء دیوبند اور مدرسہ کی عظمت کی سند بنایا جائے۔ ناحق کی طرف داری اور اُستاد پرستی کے مدہوشو عظمتِ شانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ تو لحاظ رکھو۔ وہابیہ کے یہاں یہ کوئی ایک ہی خواب نہیں۔ اس قسم کے خوابوں کا ایک ذخیرہ ہے اس خواب میں تو علماء دیوبند کے تعلق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان اُردو آنا بتایا۔ اور رسالہ الامداد میں ایک اور خواب ذکر کیا جس کا مضمون یہ ہے۔

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئیں گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرتِ عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔[۱]

وہابیہ کی حضرت صدیقہ کی جناب میں بے ادبی

وہابیو! کیا یہ جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہلبیتِ رسالت کی توہین نہیں ہے۔ بے غیرت سے بے غیرت آدمی بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کی کمسن مرغوبہ سے شادی ہوگی کوئی جاہل بھی ماں کے آنے کو جورو ملنے سے تعبیر نہیں کر سکتا حمیت و غیرت کے دشمنو خواب گھڑتے ہو اور ایک صالح کی طرف منسوب کرتے ہو پھر اس سے نتیجہ وہ نکالتے ہو جو تمہارے قلب کی گندگی کا ثبوت ہے۔

وہابیہ کو خواب بنانے کی بہت عادت ہے یہاں میں اس ایک ہی خواب

[۱] :- رسالہ الامداد صفر ۳۵ھ۔

کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اس کے پیش کرنے سے یہ مقصد ہے کہ بزرگوں کی توہین کیلئے خوابوں کو ذریعہ بنانا وہابیہ کی عادت ہے۔

براہین کے خواب کی تاویل بے کار ہے!

سیفِ یمانی والے نے براہین کی خواب کی یہ تاویل گھڑی ہے کہ احادیث اس وقت سے اُردو زبان میں شائع ہوئیں جب سے مدرسہ دیوبند قائم ہوا اگر یہ تعبیر اس کو کچھ مفید نہیں۔ کیونکہ صاحب براہین نے صرف خواب کو سند بنایا ہے اور تعبیر بھی کی جاتی تو یہ تعبیر نہ ہوتی۔ کیونکہ براہین قاطعہ کی تحریر کے وقت تک مدرسہ دیوبند میں احادیث کو اُردو میں شائع کرنے کا کونسا اہتمام بلیغ کیا گیا تھا لہٰذا یہ تعبیر مطابق نہیں بلکہ حال اس کے خلاف ہے اور پھر احادیث مبارکہ کے تراجم کی نسبت مدرسہ دیوبند کی طرف کرنا ویسے بھی غلط ہے۔ کیونکہ مدرسہ دیوبند سے پہلے بھی اُردو زبان میں بکثرت احادیث شائع ہو چکی تھی۔ اس قدر آج تک بھی دیوبندیوں کو شائع کرنی نصیب نہیں ہوئیں۔ حضرتِ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کی بکثرت تصانیف ہیں کوئی معجزات ہیں۔ کوئی سیر میں کوئی اعمال میں کوئی فضائل میں ان میں ہزارہا احادیث کے ترجمے ہیں یہ سب مدرسہ دیوبند سے پہلے شائع ہوئیں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ مشارق الانوار کا ترجمہ۔ حصن حصین کا ترجمہ۔ واقدی کا ترجمہ۔ شمائل ترمذی کا ترجمہ۔ اور بکثرت احادیث کے ترجمے پہلے ہو چکے تھے تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ سب سے اوّل احادیث کی اردو زبان میں اشاعت مدرسہ دیوبند نے کی بلکہ احادیث کے اس کثرت کے ساتھ اُردو میں آجانے کے بعد بھی مدرسہ دیوبند نے احادیث کے اُردو ترجموں میں کوئی قابلِ ذکر مصروفیت نہیں کی حتیٰ کہ صاحب سیفِ یمانی بھی یہ نہیں دکھا سکا کہ حدیث کی اتنی کثیر کتابوں کا ترجمہ دیوبند کے علماء نے کیا تھا اور

اس سے پہلے اُردو میں احادیث ملتی ہی نہ تھیں تو یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ احادیث اُردو میں مدرسہ دیوبند سے شائع ہوئیں۔ لہٰذا تعبیر غلط ہے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے ملفوظات والے خواب کا جواب

اس موقع پر صاحب سیفِ یمانی نے کھیا کر ملفوظاتِ اعلیٰ حضرتِ قدس سرہٗ سے ایک خواب نقل کر دیا ہے اور یہ ہوس کی ہے کہ یہ وہابیوں کے خواب کا جواب ہو جائے گا مگر چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

وہ مبارک خواب یہ ہے۔

مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے انتقال کے دن مولوی سیّد امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارتِ اقدسِ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے مشرف ہوئے کہ حضور گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے "

خواب ختم ہو گیا۔ اس کو بیان فرمانے کے بعد اعلیٰحضرت نے فرمایا۔ الحمدللہ کہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے صرف اتنے لفظ ہیں جن کا مطلب صاف یہ ہے کہ جو شخص رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا مورد الطاف ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس کے جنازہ کی نماز میں نے پڑھائی بیشک یہ بات قابلِ شکر ہے۔

سیفِ یمانی کا نواں کید

سیفِ یمانی والا وہابی یہ الزام لگاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی امامت کرنے کے مدعی ہیں یہ اس کا نواں کید ہے۔ نہ خواب میں یہ ہے کہ مولوی

احمد رضا خاں (صاحب)، کی اقتدا کرنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں نہ ـــ اعلیٰحضرت نے یہ لفظ فرمایا کہ میں نے حضور کی امامت کی معاذ اللہ یہ وہابی کا بہتان ہے

مولوی امیر احمد صاحب نے جو خواب دیکھا وہ ظاہر ہے کہ نمازِ جنازہ سے قبل یا بعد دیکھا ہوگا کیونکہ اگر عینِ نماز کے وقت دیکھتے تو اس تذکرہ میں یہ بھی ضرور بیان ہوتا۔ لہٰذا اس خواب سے تشریف آوری حضور کی اس نماز سے قبل یا بعد ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ بریں وہابی نے یہ کہاں سے سمجھا کہ حضور اس نماز میں شرکت کرنے تشریف لے جاتے ہیں جو عالم ظاہر میں ہو رہی ہے۔ جس عالم میں تشریف آوری ہے اسی عالم میں نماز ہوگی۔ اور اگر وہ نماز باجماعت ہوگی تو اُس کے حضور ہی امام ہوں گے حضور کی نسبت مقتدی ہونے کا گمان وہابی کا فسادِ قلب اور اس کی بے علمی ہے۔ اگر خاص اس نماز میں حضور کی بھی شرکت مانئے تو بھی حقیقی امامت حضور ہی کی ہوگی۔ اور ظاہری امام بھی حضور کا مقتدی ہوگا۔ وہابی جاہل کو یہ کیا معلوم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اماموں کے امام ہیں۔ جب تشریف لے آتے ہیں تو امام مقتدی ہو جاتے ہیں۔ کچھ علم ہوتا تو اسے خبر ہوتی بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مرض میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ اس حالت میں حضور تشریف لائے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تشریف فرما ہوئے۔ اب حضور امام ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام مقتدی حضور کے مقتدی ہو گئے۔ حدیث کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔ فجاء حتیٰ جلس عن یسار ابی بکر فکان ابو بکر یصلی قائما وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قاعدًا یقتدی ابو بکر بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس یقتدون بصلاۃ ابی بکر۔ اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی بخاری شریف کی حدیث میں موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں صلح کے لئے تشریف لے گئے تھے اور نماز کا وقت آنے پر حضرت صدیق اکبر نے نماز پڑھانی شروع کی۔

اس میں حضور تشریف لے آتے اور صحابہ کی تصفیق کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہٹ کر صف میں آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ سیفِ یمانی کا یہ اعتراض اس تمام پارٹی کے جہل کی دلیل ہے جن کی سیفِ یمانی پر تقریظیں ہیں۔ وہابی تو اس خواب کو پیش کر کے رسوا ہوا۔ اور جس پر اس نے صاحبِ رسالہ عقائد وہابیہ کو بہت گالیاں دی تھیں اس میں وہ خود نا فہم اور جاہل ثابت ہوا۔

ذرا اُسے تذکرۃ الرشید دکھاؤ جو براہین قاطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی مصدقہ کتاب ہے اس میں حاجی امداد اللہ صاحب کی طرف ایک خواب منسوب کیا ہے وہ یہ ہے۔

وہابیہ کا خواب جس میں حضور علیہ السلام کو علماء دیوبند کا کھانا پکانے والا ثابت کیا

ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکاوے۔ اس کے مہمان علماء ہیں (یعنی دیوبندی ملّے) اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا[1]

بدنصیبو! ایسے خواب گڑھتے ہو اور ان کو پیر کی مداح سرائی میں لکھتے ہو۔ اس سے تمہاری باطنی خباثت ظاہر ہوتی ہے اس کے لکھنے سے حضور کا کیا مرتبہ دکھانا مقصود ہے خدا سے ڈرو اور اس قدر بد لگام نہ بنو۔

---

[1] :۔ تذکرۃ الرشید جلد اوّل ص۴۶۔

رسالہ عقائد وہابیہ کی تیسری عبارت

مسئلہ میلاد شریف

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک میلاد شریف ہر حال میں ناجائز ہے چاہے مطابق شریعت کے کیوں نہ ہو۔ [1]

انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے الخ۔ [2]

اس کے جواب میں صاحب سیفِ یمانی نے پہلے تو یہ دعویٰ کیا۔

کہ اللہ علیم وخبیر شاہد ہے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر پاک دوسرے اذکار حسنہ کی طرح موجب رحمت اور باعث برکت ہے۔ [3]

یہ اس نے اللہ علیم وخبیر کو شاہد کر کے اپنے مسلک کا بیان کیا ہے۔ اس میں دوسرے اذکار حسنہ سے کیا مراد ہے۔ یقیناً ذکر الٰہی اذکار حسنہ میں داخل ہے۔ — بلکہ اذکار حسنہ کا سب سے اعلیٰ فرد ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ذکر ولادت شریف ذکر الٰہی کی طرح موجب رحمت و باعثِ برکت ہے اور یہ صحیح بھی ہے شفا شریف میں رفعت ذکر کے بیان میں ابن عطا کا یہ قول لکھا ہے۔

---

[1]: فتاوی رشیدیہ جلد ۳ ص ۸۳۔ [2]: سیفِ یمانی ص ۱۶۷۔ [3]: سیفِ یمانی ص ۱۰۔

وقال ایضاً جعلتك ذکراً من ذکری ومن ذکرک ذکرنی ۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ذکر ذکر الٰہی ہے۔ اس کے بعد صاحب سیفِ یمانی نے فتاویٰ رشیدیہ کی تین عبارتیں نقل کر کے ان کا یہ نتیجہ لکھا ہے۔

"ان ہر سہ عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مرحوم نفسِ ذکرِ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو مندوب و مستحب ہی سمجھتے ہیں البتہ عقد مجلسِ میلاد یا انعقاد مجلسِ میلاد کو نا درست کہتے ہیں۔" [2]

سیفِ یمانی سے چودھواں مطالبہ

گنگوہی کی عبارت کا یہ نتیجہ سیفِ یمانی کے نمائشی مسلک کے خلاف ہوگیا

وہاں وہ مان چکا ہے کہ ذکرِ ولادت دوسرے اذکارِ حسنہ کی طرح ہے تو کیا دوسرے اذکارِ حسنہ اور ان کے اعلیٰ فرد ذکر الٰہی کے لئے عقد مجلس ناجائز ہے۔ کوئی نصِ قرآنی وارد ہوئی ہے یا کسی حدیث میں ممانعت آئی ہے یا گھر سے ہی ناجائز کر دیا۔ صرف عقدِ مجلس کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی تو لکھی ہوتی۔ مگر لکھتے کہاں سے یہاں تو دین میں اپنی رائے کو دخل دینا اور حلال خدا کو حرام بنانا وہابیہ کا شیوہ ہوگیا ہے۔ حدیث میں تو ذکر کے لئے اجتماع کو باعث رحمت و برکت فرمایا گیا ہے۔

ذکر کے لئے اجتماع کا احادیث سے ثبوت

لایقعد قومٌ یذکرون اللّٰہ اِلا جو قوم ذکر الٰہی کیلئے بیٹھتی ہے ملائکہ ان پر چھا

---

[1]: شفا شریف صہ ۱۵ ۔ [2]: سیفِ یمانی صہ ۱۷ ۔

حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السکینة وذکرهم اللہ فیمن عندہٗ رواہ مسلم [1]

جاتے ہیں رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

عقدِ مجلس کا حدیث سے ثبوت

ایک اور بھی حدیث سن لیجئے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر رواہ الترمذی۔ [2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں پر گزرو تو ان کے میوے کھاؤ (یعنی حظ وافر حاصل کرو)۔ صحابہ نے عرض کیا جنتی باغوں سے کیا مراد ہے فرمایا۔ ذکر کی مجلیں۔

ان احادیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کے لئے عقد مجلس باعث رحمت و برکت اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہے حضورؐ نے اس کے لئے ترغیب فرمائی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم ذکر ولادت کو اذکار حسنہ کی طرح سمجھتے ہیں تو پھر اس کے لئے عقد مجلس کس طرح ناجائز ہوا۔

سیفِ یمانی والا بدعتی اور حدیث کا مخالف

عقد مجلس میلاد کو ناجائز کہنا احادیث کی مخالفت ہے۔ اور احادیث کی کی مخالفت ہی بدعت ہے۔

اے اہل بدعت خدا سے ڈرو اور ہوائے نفس سے سنت کی مخالفت کر کے ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے سے باز آؤ۔

[1] مشکوٰۃ شریف ص۱۹۶ ۔ [2] مشکوٰۃ شریف ص۱۹۸

علّامہ ابنِ حجر کی عبارت سے عقدِ مجلس میلاد کے سُنت ہونے کا ثبوت

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں محفل مولود شریف کی نسبت جو منکرات شرعیّہ سے خالی ہو فرماتے ہیں۔

والقسم الثانی سنة تشمله الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصة والعامة کقوله صلی اللہ علیہ وسلّم لایقعد قوم یذکرون اللہ تعالیٰ الاحفتھم الملائکة وغشیتھم الرحمة ونزلت علیھم السکینة وذکرھم اللہ تعالیٰ فیمن عندہ رواہ مسلم (رادی)، أیضا انہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالیٰ ویحمدونہٗ علی ان ھداھم للاسلام اتانی جبرئیل علیہ الصلوٰة والسلام فاخبرنی ان اللہ تعالیٰ یباھی بکم الملآئکة وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس لہ وان الجالسین علی خیر کذلک یباھی اللہ بھم الملآئکة وتنزل علیھم السکینة

اور قسم ثانی یعنی میلاد مبارکہ کی وہ محافل جو عورتوں مردوں کے ناجائز اختلاط واجتماع وغیرہ منکرات ومحرمات سے خالی ہوں ایسی محفلیں سُنّت ہیں اور اذکار عامہ وخاصہ کے باب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ان محافل کو شامل ہیں جیسے کہ حضور کی یہ حدیث کہ جو کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتی ہے فرشتے اس پر چھا جاتے ہیں رحمت حق اس کو ڈھانپ لیتی ہے سکینہ اس پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں اُن کا ذکر فرماتا ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا نیز ایک اور حدیث روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس قوم کے لئے فرمایا جو ذکر الٰہی کے لئے مجلس بناتی ہے اور اس پر حمد الٰہی بجالاتے ہیں کہ اس نے انہیں اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ (ان کے حق میں حضور نے فرمایا) کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے

وتغشهم الرحمة ويذكرهم الله تعالى بالثناء عليهم بين الملائكة فانظر فضائل اجل من هذه۔ [1]

خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملائکہ پر فخر فرماتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں بڑی روشن دلیل ہے۔ اس اجتماع کی فضیلت پر جو نیکی کے لئے ہو اور اس میں بیٹھنے پر اور اس پر کہ امر خیر کے لئے بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ملائکہ پر فخر فرماتا ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ملائکہ کے درمیان ان کا ذکر ثنا کے ساتھ فرماتا ہے اس سے برتر کون سی فضیلتیں ہیں۔

بحمد اللہ اس عبارت نے مسئلہ صاف کر دیا اور خاتم المحدثین حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح فرما دی کہ میلاد شریف کی پاک مجالس اگر محرمات سے خالی ہوں ان کا عقد سنت ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ بڑی جلیل فضیلتوں برکتوں رحمتوں کا موجب ہے۔

صاحب سیف یمانی سے پندرھواں مطالبہ

اب وہابی بتائیں کہ عقد مجلس میلاد جب سنت ہوا حدیث سے ثابت ہوا تو اس کو نادرست کہہ کر وہ حدیث کے مخالف اور سنت کے دشمن ہوئے یا نہیں۔

تمام اکابر وہابیہ اور ان کے اعلیٰ حضرت کا اقرار برائے مولود

اور محفل منعقد کرنے کا اقرار وہابیہ کے اکابر بھی کر چکے ہیں۔ دیکھو مولوی عزیز الرحمٰن

---

[1] فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۹

مفتی دیوبند کا فتویٰ جس پر مولوی محمود الحسن مولوی مرتضیٰ حسن مولوی انور شاہ مولوی اشرف علی کی تصدیقیں ہیں ۔ اس میں لکھا ہے۔

والاحتفال بذکر ولادتہ الشریفۃ ان کان خالیا من البدعات المروجۃ فھو جائز بل مندوب کسائر اذکارہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [1]

یعنی میلاد شریف کی محفل بنانا (مجلس منعقد کرنا) اگر بدعات مروجہ سے خالی ہو تو جائز ہے ۔ بلکہ مندوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اذکار کی مثل۔

وہابیہ کے اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اپنے رسالہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر اپنے گھر پر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ [2]

عقد محفل شریف کو جب تمہارے اکابر بھی مان چکے اور اس کی ممانعت پر تمہارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تو کس منہ سے منع کرتے ہو۔

سیفِ یمانی کا دعویٰ اب سیفِ یمانی کا یہ دعویٰ باطل ہوا کہ۔

"نفسِ ذکرِ ولادت جو درجہ اطلاق میں ہے ہمارے نزدیک امرِ مستحسن ہے اور عقد یا انعقاد جس کے مفہوم میں تداعی وغیرہ دیگر اہتمامات و تخصیصات بھی داخل ہیں اور جو درجہ تقیید میں ہے ہمارے نزدیک ممنوع اور نادرست ہے"۔ [3]

---

[1]: تتمہ جلد رابع فتاوےٰ امدادیہ صد ۳۲۰۔ [2]۔ ہفت مسئلہ صد ۵ ۔ [3]۔ سیفِ یمانی صفحہ نمبر ۱۸

تمہارا نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے تمہیں اور تمہارے عندیہ کو پوچھتا کون ہے دین میں اپنی رائے کو دخل کیوں دیتے ہو۔ جب احادیث سے ثابت ہو گیا۔ محدثین نے تصریح فرمادی کہ اذکارِ حسنہ کے لئے اجتماع اور مجلسیں بنانا سنّت ہے تو تم ممنوع کرنے والے کون ہو؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اجازت موجود ہے تو ممنوع کس کے حکم سے ہوا۔ ان دیوبندی مُلّوں کی ذاتی رائے سے! استغفراللہ اتنا لمبا چوڑا دعویٰ اور دلیل خاک بھی نہیں۔

مُصنّف سیفِ یمانی کی جہالت

صاحبِ سیفِ یمانی کا اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل کی جگہ سوال پیش کرنا بھی تو ایک جہالت ہے۔

دلیل کی جگہ سوال پیش کرتے ہیں اور فن مناظرہ کے بڑے واقف کار بنتے ہیں۔ دعوے کے ثبوت میں سوال۔ سبحان اللہ کیا عقل وفہم ہے۔ کیا علم وخرد ہے اس حماقت کے دعویٰ کی دلیل میں آپ لکھتے ہیں۔

کیا تداعی و دیگر اہتمامات کسی امر مباح یا مستحسن کے لئے بہ تصریح فقہائے حنفیہ مکروہ نہیں۔ ؎[1]

جب سوال و دلیل کا فرق بھی معلوم نہ تھا تو کتاب لکھ مارنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اور مُصنّفوں میں کیوں نام درج کرانیکا شوق ہوا تھا۔ یا بُنَیَّ تعلّم ثمَّ تکلّم۔

سوال بھی کرنے بیٹھے تو ایسی چال بازی کا کہ کیا کسی امر مباح کے لئے تداعی مکروہ نہیں۔

؎[1]:۔ سیفِ یمانی صـ۱۸

سیفِ یمانی سے سولھواں مطالبہ

اگر تمہاری خاطر کے لئے اس سوال کا جواب اثبات میں بھی دیا جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ امر مباح کے لئے تداعی مکروہ ہو سکتی ہے تو دلیل کی ترتیب کس طرح ہوگی۔ یہ کبریٰ ہوگا دلیل کا اور یہ جزئیہ تو نتیجہ کس طرح نکلے گا۔ شرح تہذیب بھی پڑھی ہوتی تو ایسی جہالت کی بات نہ کرتے اب آپ کے حسب منشاء دلیل ترتیب دی جائے تو مقدمات یہ ہوں گے۔

بعض محافل المیلاد مشتمل علی التداعی وبعض مشتمل علی التداعی مکروہ۔

تو اب جمیع محافل میلاد پر حکم کس کے گھر سے آئے گا۔ صغریٰ کی جزئیت نتیجہ میں جمیع محافل پر حکم کی مانع ہے اور کبریٰ کی عدمِ کلیّت قیاس ہی کو بے اساس کئے ڈالتی ہے یہ گفتگو اگرچہ بہت سہل پیرایہ میں کی گئی لیکن اغلب ہے کہ مصنّف سیف یمانی کی فہم سے بالاتر ہو اس لئے اس بات کو دوسرے پیرایہ میں عرض کرتا ہوں۔

تداعی کی بحث

اگر کسی ایک امر مباح کے لئے تداعی کسی وجہ سے مکروہ ہو تو ضروری نہیں کہ تمام امورِ مباحہ کے لئے مکروہ ہو جائے جہاں وجہ کراہت نہ پائی جائے گی وہاں مکروہ نہ ہوگی۔ فقہا فرماتے ہیں۔

لابد للکراھۃ من دلیل خاص۔ [1]

تو جہاں دلیل کراہت نہ پائی جائے گی وہاں حکمِ کراہت کس طرح ہوگا۔؟ ہاں اگر آپ یہ کہتے کہ تداعی ہر امر مباح کو مکروہ کر دیتی ہے تو یہ بات اس موقع پر قابلِ ذکر ہو سکتی ہے مگر پھر یہ دعویٰ محتاج دلیل رہتا اور شرح مطہر میں اس کی کوئی دلیل آپ کو دستیاب نہ ہوتی اور امر باطل کے لئے شرع سے دلیل مل ہی نہیں سکتی۔

---

[1] :- ردالمختار وغیرہ۔

بلکہ اس کے خلاف دلیلیں قائم ہیں جو میں ابھی ذکر کر چکا ہوں اور امورِ خیر کے لئے اجتماع اور خاص عقدِ مجلسِ میلاد کی دلیل تو میں نے ابھی فتاوی حدیثیہ کے حوالے سے ذکر کی ہے اور۔ تداعی و اہتمامات و تخصیصات باقرار صاحبِ سیفِ یمانی داخل عقد محفل ہیں اور جب عقد و اجتماع ثابت ہوا تو یہ سب امور ان کے اقرار سے ثابت ہو گئے۔ اب میں آپ کو یہ بھی سنا دوں کہ محفل میلاد مبارک تو سنّت اور حدیث سے ثابت ہے۔

بدعات مباحہ کے لئے اجتماع و عقد محافل کا فتاوی حدیثیہ سے ثبوت

اجتماع و عقد محافل بدعات مباحہ تک کے لئے جائز ہے فتاوی حدیثیہ میں ہے۔

اھل الاجتماع لبدع المباحۃ جائز جوابہ نعم ھو جائز۔[1]

کیا بدعات مباحہ کیلئے اجتماع جائز ہے جواب اس کا یہ ہے کہ ہاں جائز ہے۔

صاحب سیفِ یمانی سے سترھواں مطالبہ

مسئلہ تو بحمد اللہ واضح ہو گیا مگر وہابیہ سے یہ اور پوچھ دیکھئے کہ تمہارا جب یہ مذہب ہے کہ مباحات و مستحسنات محض تداعی و اہتمام سے مکروہ ہو جاتے ہیں تو دستار بندی کے جلسے کچھ فرض و واجب تو نہیں ہیں، ہیں تو بدعت ہی۔ ان کے لئے کس زور شور سے تداعی ہوتی ہے۔ اشتہار چھاپے جاتے ہیں خطوط لکھے جاتے ہیں بلائے ہوئے علماء کو کرائے دیئے جاتے ہیں جلسوں کے لئے پروگرام مقرر کئے جاتے ہیں اس میں چندے مانگے جاتے ہیں بہت سے ہاتھوں سے طلبہ کے سروں پر دستاریں باندھی جاتی ہیں۔ ایسی سخت تداعی اور ایسے زبردست اہتمامات سے بھی یہ جلسے مکروہ نہیں ہوتے ممنوعیت اُن سے چھو نہیں جاتی۔

---

[1] : فتاوی حدیثیہ ص ۱۰۹

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تداعی واہتمام آپ کے نزدیک بھی کسی امر کو مکروہ و نادرست نہیں کرتے۔ مولود شریف کو رد کرنے کے لئے صرف حیلہ ہیں۔ اور آپ صاحبوں کے مدارس کی تخصیصات واہتمامات تنخواہ دار مدرسوں کا مقرر کرنا تحصیل چندہ کے لئے اُجرت پر سفیر مقرر کرنا کسی شخص کے عالم ہونے کے لئے ایک نصاب مقرر کر دینا مختلف قسم کے فنوں کی کتابیں ایک ساتھ پڑھانا۔ ہر ہر کتاب کے لئے گھنٹے مقرر کر دینا جمعہ عیدین رمضان المبارک کے ایام کو تعطیل کے لئے مقرر کرنا۔ یہ سب اُمورِ بدعت ہی تو ہیں اور علماء نے ان کو بدعت ہی تو فرمایا ہے۔

علاّمہ ابنِ حجر مکّی نے مدارس کی بنا کو بدعت مندوبہ کہا

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

ومن البدع المندوبۃ احداث نحو المدارس۔[1]

مدارس وغیرہ کا بنانا بدعات مندوبہ میں سے ہے۔

شیخِ محقق نے مدارس کی بنا سے سنن استنجا کی رعایت کو بہتر کہا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مطبوع کلکتہ میں فرماتے ہیں۔

رعایت آداب خلا واستنجا بر وجہ سُنت بہتر است از بنائے رباط و مدرسہ۔[2]

یعنی خلا واستنجا میں سنتوں کی رعایت اور لحاظ رکھنا مدرسہ اور مسافر خانوں کے بنانے سے بہتر ہے

مگر باوجود اس کے آپ لوگ مدرسوں کے لئے عمریں گزار دیتے ہیں اور بدعت

---

[1] فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۹۔ [2] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۱۲۰۔

کی محبت میں غرق ہیں۔ وہاں کے اہتمام خصوصیات پابندیاں امتحانات میں نصاریٰ کی تقلید گھنٹوں گھڑیوں سے اسباق کی تحدید سب کچھ گوارا ہے آپ کے طور پر کتنی کراہتیں ہوئیں ذرا شمار تو کیجئے۔

سیفِ یمانی سے اٹھارھواں مطالبہ

غرض تمہارے اعمال شہادت دیتے ہیں کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ خود تمہاری نظر میں بھی صحیح نہیں۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے امورِ خیر کے لئے اہتمام و اجتماع کے بدعت ہونے کی سند بناکر یہ دو اثر (حدیث) پیش کئے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز کے لئے اہتمام کے ساتھ جمع ہوتا دیکھا تو آپ نے ان لوگوں کے اس فعل کو بدعت قرار دیا ہے۔ حالانکہ چاشت کی نماز فی نفسہ ایک امر مستحب ہے جس کی فضیلت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی ختنہ میں بلائے گئے تو آپ نے جانے سے انکار فرما دیا کسی نے وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ زمانہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہم لوگ ختنوں میں نہیں جاتے تھے اور نہ یہ بلاتے جانے کا دستور تھا مسند ص ۱۱۷ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس امر میں شریعت مطہرہ نے تداعی اور دوسرے اہتمامات کی تعلیم نہ دی ہو اس میں تداعی اور اہتمام کرنا بدعت و ممنوع ہے۔ [1]

[1]:- سیفِ یمانی ص ۱۸۔

.... پہلے تو یہ بتلائیے کہ آپ نے یہاں عربی کی عبارت کس لئے نقل نہیں کی۔

وہابیہ کا دسواں کید اولاً :۔ حدیث گھڑ دی مسلم شریف کا غلط حوالہ دے دیا۔

ثانیاً۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر مسلم شریف میں کہاں ہے اور اس کا کونسا لفظ ہے جس کا یہ ترجمہ ہے کہ آپ نے اس اہتمام کو بدعت ممنوعہ مذمومہ قرار دیا اس مضمون کا کوئی اثر مسلم شریف میں کیا حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے یہ صاحبِ سیفِ یمانی کا دسواں کید ہے۔ اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلم شریف پر افترا ہے۔ یہ مکاری کہ صحابہ کرام پر بہتان اٹھانے لگے۔ مولود شریف کی عداوت میں مسلم شریف پر تہمت لگانے لگے۔ جھوٹا حوالہ دیدیا۔ جاہل کو یہ بھی خبر نہیں کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت مروی ہے اس میں آپ نے نماز چاشت کو بدعتِ حسنہ فرمایا۔

حضرت ابنِ عمر کی دو احادیث جو سیفِ یمانی والی حدیث کے مخالف ہیں

عن ابن عمر انہ قال انہا محدثۃ وانہا لمن احسن ما احدثوا

ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نماز چاشت محدثہ ہے اور بہ یقین احسن محدثات میں سے ہے۔

واما الثانی فما رواہ ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح عن الحکم ابن الاعرج قال سئلت ابن عمر عن صلاۃ الضحیٰ فقال بدعۃ نعمت البدعۃ [1]

دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح حکم بن اعرج سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نماز چاشت کی بابت دریافت کیا

[1] :- عینی شرح بخاری جلد ۳ صہ ۶۶۴ ۔

آپ نے فرمایا بدعت ہے۔ بہتر بدعت۔

صاحب سیفِ یمانی کی یہ بد دیانتی قابل ہزار نفرت ہے۔ کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو نماز چاشت کی نسبت فرما رہے ہیں کہ وہ بدعت حسنہ ہے اور وہابی صاحب اس کا یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بدعت و ممنوع ہے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

تھانوی صاحب اور تمام مصدقین سے حدیث کا مطالبہ

یہ سیفِ یمانی دین پر چلائی جاتی ہے اس سے دیانت کو ذبح کیا جاتا ہے لعنت ایسی سیف پر۔ اس خیانت و جرم میں مولوی اشرف علی مولوی شبیر احمد مولوی مرتضیٰ احسن۔ مولوی عبدالشکور سب شامل ہیں جن کے نام سیفِ یمانی کے آخر میں تصدیقوں کے ساتھ درج ہیں کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز چاشت یا اس کے لیے با اہتمام جمع ہونے کو بدعت و ممنوع فرمایا ہو۔

حضرت ابنِ عمر کا تیسرا اثر نماز چاشت کو بدعت حسنہ فرمانا۔

وہ تو فرماتے ہیں ما ابتدع المسلمون بدعۃ افضل من صلوٰۃ الضحیٰ[1] مسلمانوں نے کوئی بدعت نماز چاشت سے افضل نہیں نکالی۔ یعنی اور بدعات سے یہ افضل ہے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت سب مذموم و ممنوع نہیں ہوا کرتیں بلکہ ایک قسم بدعتوں کی وہ ہے جو احسن و افضل ہوتی ہے۔ اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

[1]:۔ عینی ص ۶۶۴

سیفِ یمانی کا صحابہ پر بہتان

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات میں اجتماع اور اہتمام کا کوئی ذکر نہ تھا لیکن علماء نے توفیق و تطبیق روایات کے لئے ان روایات میں بدعت سے نماز چاشت کا مساجد میں اظہار کے ساتھ بملازمت ادا کرنا مراد لیا کہ جس کا مرتبہ کم از کم مستحب ہے۔ وہابی اس کو ممنوع کہتا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی پر بہتان باندھ کر اپنی عاقبت برباد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان بے دینوں کے مکر سے امن میں رکھے۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی دوسری حدیث میں خیانت

دوسری عبارت مسند کی جو اس وہابی نے ذکر کی ہے اس کی اصل عبارت بھی نہیں لکھی ہے اور یہ بھی اپنی خیانت کو چھپانے کی ایک چال ہے لیکن اگر فرض بھی کر لیجئے کہ مسند میں یہ مضمون ہو تو اس میں یہ کہاں ہے کہ میں اس کو بدعت و ممنوع جانتا ہوں۔ یہ وہابی اپنی طرف سے کیوں بڑھاتا ہے۔

اب بفضل اللہ ہر صاحب انصاف پر روشن و ہویدا ہو گیا۔ کہ وہابی کے پاس مجلس میلاد مبارک کے انعقاد اور اسکی تداعی و اہتمام کے بدعت و ممنوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور وہ مجبور ہو کر صحابہ پر اور حدیث کی کتابوں پر بہتان باندھتا اور حدیث صحیحہ کی مخالفت کر کے امر مسنون کو روکتا ہے۔

اس کے بعد صاحب سیفِ یمانی کو خیال آیا کہ عقدِ میلادِ مبارک کے بدعت و ممنوع ہونے کا دعویٰ چل نہیں سکتا۔ اور جھوٹے حوالے اور فریب کاریاں کام نہیں آ سکتیں۔ علماء اہلسنت نے قلم اٹھایا تو ان تمام مکائد کو بے نقاب کر دیں گے اس لئے لکھا کہ۔

"اگر نفس ذکر ولادت اور عقد و انعقاد کے اس روشن فرق سے قطع نظر بھی کرلیجائے تب بھی سد اللباب اس مجلس کے انعقاد کی اجازت نہ دینا ہی اسلم ہے۔" [1]

بدعت و ممنوعیت کے دعوے تو خاک میں مل گئے اب صرف اتنا رہ گیا ہے کہ محافل میلاد کے انعقاد کی احتیاطاً اجازت نہیں دیتے ہیں۔

سیفِ یمانی کے طور پر میلاد کو بدعت کہنے اور بُرا بتانے والا گناہ گار

اس تقدیر پر محفل شریف کو بُرا کہنے والے بدعت بتانے والے سب گنہگار ہوں گے جس امر کو احتیاطاً روکا جاتا ہے اس کو مکروہ ممنوع کہنا غلط ہے مگر یہ دونوں حکم خود صاحبِ سیفِ یمانی مولوی رشید احمد سے نقل کر چکا ہے تو اب بتائیے کہ جس امر میں فقط احتیاط تھی اس کو مکروہ و ممنوع کہنا غلط حکم اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور شریعت کی خیانت ہے یا نہیں۔

اس احتیاط کی تائید میں صاحبِ سیفِ یمانی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن الحاج اور چند غیر معروف اشخاص کی عبارتیں فتاویٰ رشیدیہ سے نقل کی ہیں۔ اور ایک عبارت القول المعتمد کی لکھی ہے۔

مجدد صاحب کی عبارت کا جواب

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت میں ایسا ایک لفظ بھی نہیں ہے جس سے عدم جواز یا ممنوعیت کی بُو آتی ہو۔ بلکہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانہ میں کسی جگہ کے لوگ مولود شریف کی محفلوں میں راگ

---

[1]:- سیفِ یمانی صہ ۱۸ ۔

گانا قواعدِ موسیقی کی رعائیت کے ساتھ۔ اور قرآن پاک راگ اور نغمے کے ساتھ اور تالی بجاکر پڑھتے تھے۔ اور یقیناً یہ امر قابل رد کئے کے تھا اس کی نسبت حضرت مجدّد صاحب رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کے دل میں یہ آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو بالکل نہ بند کریں بوالہوس لوگ نہ رکیں گے۔ اگر تھوڑے کی اجازت دی تو بہت بھی ہوجائیگا۔ یہ رائے مبارک نہایت صحیح ہے۔ جہاں کے لوگ اس قدر حد سے گزر گئے ہوں جب تک ان کی وہ خراب عادتیں نہ چھوٹ جائیں انہیں روکنا ہی چاہیئے کہ یہ آداب قرآن کی حفاظت ہے باوجود اس کے مجدّد صاحب نے حکم شریعت کو نہایت دیانت داری کے ساتھ بیان فرمایا۔

اور مولوی رشید احمد وغیرہ کی طرح جائز کو ناجائز نہیں کیا۔ اور صاف فرمادیا۔ کہ اگر یہ مفاسد نہ ہوں تو مجلس میلاد شریف میں کوئی مانع نہیں یہ تو صاف رَد ہے مولوی رشید احمد اور وہابیہ کا جو یہ کہتے ہیں۔

"کہ مجلس میلاد اگرچہ دوسرے منکرات سے خالی بھی ہو تب بھی صرف عقد مجلس اور اہتمام مخصوص کی وجہ سے بدعت و نامشروع ہے" [1]

ان لوگوں کو حضرت مجدّد صاحب کی عبارت پیش کرتے ہوئے شرمانا چاہیئے تھا اب میں مجدّد صاحب کی پوری عبارت لکھتا ہوں۔

مجدّد صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوری عبارت

در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآں خواندن بصورت حسن و در قصائد	مولود خوانی کے باب میں اندراج فرمایا ہے صرف قرآن پڑھنے میں خوش آوازی کے ساتھ

[1] براہین قاطعہ۔ سیف یمانی صہ ۱۹

نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغییر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وتردید صوت بآن بطریق الحان باتصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است اگر بر نہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نہ شود ودر قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نہ گردد وآں راہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است مخدوما بخاطر فقیر میرسد ایں باب مطلق نہ کنند بوالہوسان ممنوع نمی کردند اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہ یفضی الی کثیرہ قول مشہور است والسلام ۔ [۱]

اور نعت ومنقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے منع تو قرآن پاک کے حروف کا بدلنا اور ان کو متغیر کرنا ہے اور نغمے کے مقامات کی رعایت کا لازم رکھنا اور اس کے ساتھ راگ کے طریقہ پر آواز گھمانا اور اس کی مناسبت سے تالیاں بجانا کہ یہ شعر میں بھی مباح نہیں ہے۔ اور اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن پاک میں کوئی تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں راگ اور تالی بجانا وغیرہ نہ ہو اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو کوئی مانع نہیں (یعنی جائز ہے)

میرے مخدوم فقیر کے خیال میں یہ آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو مطلقاً بند نہ کریں گے بوالہوس لوگ اپنی عادتوں سے باز نہ آئیں گے اگر تھوڑی اجازت دی تو بہت تک پہنچائیں گے۔ یہ مشہور بات ہے والسلام۔

عبارت مدخل کا جواب

اسی طرح مدخل علامہ ابن الحاج رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت وہابیہ کو کچھ مفید نہیں اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جو مجلس شریف کے انعقاد کو ممنوع اور نامشروع بتاتا ہو یا مجلس شریف کے مکروہ ہونے کا اس میں کوئی شائبہ یا اشارہ بھی ہو۔ ہاں ان کے زمانہ میں جن لوگوں نے

[۱]: مکتوبات ج ۳ ۔ مکتوب ۷۲ ص ۱۲۰ ۔

مجلس شریف میں بہت سی بُری رسمیں اور گانا اور باجا بجانا اختیار کیا تھا اس پر انہوں نے انکار فرمایا ہے۔ اگر ہمارے سامنے بھی ایسا ہو تو ہم اسکو روکیں گے اور مجلس شریف کے آداب کے خلاف بتائیں گے۔ اور صرف مجلس شریف ہی پر کیا موقوف ہے قرآن کریم میں تو نشہ و شراب کی حالت میں نماز کو منع فرمادیا۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔

لیکن کیا کوئی جاہل بددین یہ کہہ سکتا ہے کہ اس آیت سے معاذ اللہ نماز ممنوع ہوگی۔

مدخل کی جو عبارت صاحب سیفِ یمانی نے نقل کی ہے اگرچہ اس میں وہ حسب عادت قطع و برید سے باز نہیں رہا ہے تاہم اس میں ایسے لفظ موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جس مجلس کو انہوں نے منع فرمایا ہے وہ محرمات پر مشتمل تھی۔

حضرت شیخ محقق مولینا عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

قال ابن الجزری فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذی نزل القراٰن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم من امتہ یسر بمولدہ ویبذل ماتصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما کان جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ

ابن جوزی نے کہا کہ ابولہب کافر جس کی مذمت قرآن پاک میں ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ اس کو دوزخ میں بھی (تخفیف عذاب کے ساتھ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت خوشی کرنے کا بدلہ ملا تو آپ کی اُمت کے مسلمانوں کے حال کا کیا کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا سرور کرتے اور آپ کی محبت میں حسب مقدرت خرچ کرتے ہیں قسمیہ کہا جاتا ہے کہ اس کی جزا ایں خدائے کریم ان کو اپنے فضل عمیم سے جناتِ

العميم جنات النعيم و لا نزال
اهل الاسلام يحتفلون بشهر
مولده صلى الله تعالى عليه
وسلم ويعملون الولائم ثم
ويتصدقون في لياليه
بانواع الصدقات ويظهرون
السرور ويزيدون في المبرات
ويعتنون بقراءة مولده الكريم
ويظهر عليهم من بركاته كل فضل
عميم ومما جرب من خواصه
انه امان في ذلك العام وبشرى
عاجل بنيل البغية والمرام فرحم
الله امرءا اتخذ ليالي شهر مولده
المبارك اعيادا ليكون اشد علة على
من في قلبه مرض وعناد ولقد
اطنب ابن الحاج في المدخل في الانكار
على ما احدثه الناس من البدع والاهواء
والغناء بالآلات المحرمة عند عمل
المولد الشريف فالله تعالى يثيبه
على قصده الجميل ويسلك بنا سبيل
السنة فانه حسبنا

نعیم میں داخل فرمائے گا اور اہلِ اسلام ہمیشہ
سے ولادت شریف کے مہینہ میں محفلیں کرتے
اور خوشی کے کھانے پکاتے اور اس کی شب
ہائے مبارکہ میں طرح طرح کے صدقات دیتے
اور نیکیوں میں زیادتی کرتے اور مولود شریف
پڑھنے میں اہتمام کرتے رہے ہیں اور
اُن کے اوپر فضلِ عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی
رہی ہیں۔ اور مولود شریف کے خواص مجربہ میں
سے ہے کہ اس سال کے لئے امن ہوتا
ہے۔ اور حاجت روائی و حصول مراد کی بشارت
عاجلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے
جو ماہ مبارک میلاد کی راتوں کو
عید منائیں تاکہ بیمار دل اور اہلِ
عناد پر نہایت گراں ہو۔ اور ابن حاج
نے مدخل میں اس کے انکار پر زور
دیا۔ جو بدعتیں اور نفسانی حرکتیں اور حرام
مزامیر کے ساتھ گانا لوگوں نے عمل پاک
مولد شریف میں نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ
ان کو ان کے نیک ارادہ کی جزا دے۔
اور ہمیں راہ سنت پر چلائے وہی ہمیں
کافی اور بہتر وکیل ہے۔

ونعیم الوکیل ۔ ؎

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے سات فوائد

اس عبارت سے مسطورۂ ذیل امور معلوم ہوئے ۔

۱ ۔ ولادت مبارکہ کی خوشی کی بدولت جب ابولہب کافر تک محروم نہ رکھا گیا تو مسلمانوں کے لئے رحمت الٰہی سے بیشمار برکات کی اُمید ہے ۔

۲ ۔ میلاد مبارک کی خوشی میں اپنی مقدرت تک صرف کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کا موجب ہے ۔

۳ ۔ اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں ۔ اور عقدِ محافل مدتہائے دراز سے اہل اسلام کے عمل میں ہے ۔ اس کے ساتھ خوشی کے کھانے صدقے ۔ اظہار سرور ۔ میلاد شریف کا پڑھنا مسلمانوں کا معمول رہا ہے ۔

۴ ۔ حصول مُراد اور امن کے لئے میلاد شریف عمل مُجرّب ہے ۔

۵ ۔ ماہ ربیع الاول کی شبوں کو عید بنانا حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مستحسن قرار دیا ۔

۶ ۔ ماہِ مبارک میں عید منانا ان لوگوں پر شاق گزرتا ہے جن کے دلوں میں مرض اور عناد ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہابیہ جو میلاد مبارک سے چڑتے ہیں اس کا سبب ان کے دلوں کی بیماری اور عناد ہے ۔

۷ ۔ مدخل میں ابن حاج کا انکار ان لوگوں پر ہے جنہوں نے محفل مولود میں حرام باجے ۔ گانے ۔ اور ناقص عمل جاری کئے تھے ۔

؎ :۔ ماثبت بالسنہ مطبوعہ قیومی صد ۸۳

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت مدخل کو ممانعت محفل میلاد میں کوئی دخل نہیں ہے وہ ممانعت صرف اس زمانہ اور اس مقام کے اہل اہواء سے متعلق ہے جنہوں نے میلاد شریف کی پاک محفل میں گانے۔ باجے اور قبیح افعال کا ارتکاب کر رکھا تھا اور ایسا ہو تو منع کرنا لازم ہے اور یہ ممانعت کچھ میلاد شریف ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جس اجتماع میں بھی حرام کام داخل ہو جائیں گے۔ ان کو روکا جائیگا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس نماز تراویح کا حکم جس میں حرام کام ہونے لگیں۔

وحیث حصل فی ذٰلک الاجتماع	جہاں کہیں ذکر یا نماز تراویح وغیرہ کے اجتماع
لذکر او صلوٰۃ التراویح او نحوھا	میں کوئی حرام کام ہونے لگے تو ہر ایک قدرت
محرم وجب علیٰ کل ذی قدرۃ	رکھنے والے شخص پر اس کو روکنا واجب
النھی عن ذٰلک وعلیٰ غیرہ الامتناع	ہے اور قدرت نہ رکھے تو اسے شرکت سے
من حضور ذٰلک۔ ؎	باز رہنا لازم ہے۔

دیکھئے علماء دین مجلس میلاد مبارک اور نماز تراویح دونوں کیلئے یکساں حکم دیتے ہیں کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو تو اس میں شرکت نہ کیجائے اور اس کو روکا جائے۔

سیف یمانی کا گیارھواں کید

اس سے اگر کوئی مُصنّف سیف یمانی جیسی عقل کا انسان یہ نتیجہ نکالے کہ تراویح کیلئے اجتماع بہر حال ممنوع ہے خواہ وہ فعل حرام سے خالی ہو۔ تو یہ نتیجہ نکالنا گمراہی اور مکاری ہے لہٰذا عقد محفل میلاد کی ممانعت کے لئے عبارت مدخل کو سند بنانا صاحب سیف یمانی کا گیارھواں کید ہے اور نہایت مکاری اور دیدہ دلیری یہ کہ خود سیف یمانی اور اس کے اکابر کی قطع وبرید کے بعد بھی اس کی اپنی نقل کی ہوئی عبارت مدخل میں یہ لفظ موجود تھے۔

؎ :- فتاویٰ حدیثیہ ص۱۱۰ ۔

قد احتوی ذٰلك علٰی بدع و محرمات یعنی (حضرت علامہ نے اس محفل کو منع کیا ہے) جس میں بہت سی بدعتیں اور بہت سے حرام فعل تھے۔

سیفِ یمانی نے عبارتِ مدخل کا ایک جزو ہضم کرلیا

اس کے بعد کی عبارت جو مدخل میں ہے اس کو سیف یمانی والا معلوم نہیں کیوں کھا گیا وہ اسے کیا نقصان پہنچاتی تھی۔ ایک جُزوِ عبارت کا ہضم کرنے کے بعد لکھتا ہے وھذا المفاسد مرتبة علی فعل المولد اذا عمل بالسماع اور اس کا ترجمہ خود ہی لکھتا ہے۔ اس مجلس میلاد پر یہ مفاسد اس صورت میں مرتب ہوتے ہیں جب کہ اس میں سماع ہو تو اب یہاں کی مجالس جن میں سماع و مزامیر اور کوئی فعل حرام نہیں ہے وہ کیسے ممنوع ہوں گی۔ علامہ ابن الحاج کے اتنے تصریح فرما دینے کے بعد بھی ان کی عبارت کو سندِ ممانعت بنا کر پیش کر دینا وہابیہ کی حیاداری کا عجیب نمونہ ہے۔

عبارت مدخل اس میلاد کو منع کرتی ہے جس میں سماع و مزامیر ہوں

جس مجلس میں سماع وغیرہ محرمات نہ ہوں اگرچہ اس میں تداعی ہو کھانا پکایا جائے۔ یعنی زبردست اہتمامات کئے جائیں اس کیلئے اپنے زمانہ کے لوگوں کی عادتوں کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت علامہ نے دو لفظ فرمائے۔ ایک بدعت اور ایک لیس من عمل السلف الماضیین اور اس کا حکم یہ دیا اتباع السلف اولیٰ اس میں انہوں نے ممنوعة۔ محرمة۔ سیئة۔ مکروھة۔ کچھ نہیں فرمایا تو صاحب سیفِ یمانی اس عبارت سے نامشروع ہونا کیسے نکالتا ہے اور حضرت علامہ کی طرف اس کی نسبت کس طرح کرتا ہے۔؟ یہ اس کا حضرتِ علامہ پر ایک اور افترا ہے یہ

بِدْعَۃٌ" ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نماز چاشت کو بدعت فرما دینا جس کے مستحب ہونے کو صاحب سیف یمانی احادیث صحیحہ سے ثابت مانتا ہے تو جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی کے بِدْعَۃٌ فرما دینے کے بعد نماز چاشت کی فضیلت اور استحباب میں کوئی کمی نہ آئی ایسے ہی علامہ ابن حاج کے بدعت فرما دینے سے بھی مجلس میلاد مبارک درجہ استحباب سے باہر نہیں ہو سکتی بلکہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو سُنّت فرمایا اور اس کو احادیث سے ثابت کیا تو ابن حاج کا اطلاق بدعت بھی محتاج تاویل ہوگا۔ رہا ابن حاج کا یہ فرمانا داتباع السلف اولیٰ یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بناء مدارس کے لئے فرمایا کہ اس سے استنجے میں آداب سُنّت کی رعایت اولیٰ ہے۔

تو جس طرح یہ فرمانے سے بناء مدارس نامشروع نہیں ثابت ہوتی اسی طرح مدخل کی اس عبارت سے عقدِ محفل میلاد نامشروع ثابت نہیں ہو سکتا۔

اتنا تو اردو داں اور مدارس کے مُبتدی طالب علم تک جانتے ہیں کہ کسی فعل کی نسبت یہ کہہ دینا کہ اس کا نہ کرنا زیادہ بہتر ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ فعل ناجائز ہے یا اس میں بہتری نہیں ہے۔

صاحبِ سیف یمانی کی اس بے جا جرأت پر بہت تعجّب ہے کہ اس نے خود مدخل کے لفظ (اولیٰ) کا ترجمہ (زیادہ بہتر ہے) کیا اور پھر اس کا نتیجہ خود نامشروع نکالا غیر اولیٰ کے معنی نامشروع کس نے بتلائے۔ بس اتنا علم رکھتا ہے اور اس پر اشرف علی مرتضیٰ حسن۔ شبیر احمد۔ عبد الشکور کی تصدیقیں ثبت ہیں۔ سیف یمانی کا لفظ (نامشروع) ان سب کے علم و دیانت کا ماتم کر رہا ہے۔ واہ رے دیوبندی قابلیت۔

عبارت عبدالرحمٰن مغربی کا جواب

باقی عبارتیں بھی سب اسی طرح کی ہیں۔ عبدالرحمٰن مغربی غیر معروف شخص ہیں۔ ان کی عبارت میں کوئی کلمہ ممانعت و کراہت نہیں ہے۔ صرف لفظ بدعت ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سی محفل مولد کو بدعت کہہ رہے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ ان کے سامنے بھی اسی مجلس کا سوال پیش ہوا ہو جو راگ باجے وغیرہ محرمات پر مشتمل ہوتی تھی۔

فتاویٰ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی عبارت کا جواب

قاضی شہاب دین دولت آبادی علیہ الرحمۃ کا فتاویٰ متداول نہیں پھر بھی اس کی عباوت کا ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے جس میں مجلس میلاد کا لفظ بھی نہیں ہے ایسی تراش خراش کر کے جو عبارتیں پیش کی جائیں ان سے کیا ثابت ہو سکتا ہے کیوں نہیں پوری عبارت لکھی؟ اس میں کیا چال تھی ہمت ہو تو پوری عبارت پیش کرو۔ اور بتاؤ کہ قاضی صاحب کا فتاویٰ کہاں چھپا ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ وہابی اس میں ناکام رہیں گے۔ اور نہ ثابت کر سکیں گے کہ قاضی صاحب کے کلام سے محض عقد مجلس میلاد بدعت ثابت ہوتا ہے جس کا صاحب سیف یمانی مدعی ہے۔

نصیر الدین شافعی و شرف الدین مالکی کی عبارات کا جواب

مولوی نصیر الدین شافعی اور مولوی شرف الدین مالکی کس طبقہ کے لوگ ہیں کس زمانہ میں ہوئے ان کی جو عبارات نقل کی ہیں کس کتاب میں ہیں۔ اس کتاب کا نام کیوں چھپایا گیا ہے اور ان دونوں کی عبارتوں میں یہ کہاں ہے کہ صرف عقد مجلس میلاد مبارک نامشروع ہے۔ عبارتیں چالاکی سے بھی لکھیں۔ کتابوں کے نام بھی چھپاتے کتر بیونت بھی کی اور اس سے مراد بھی حاصل نہ ہوئی۔

القول المعتمد کی عبارت پر گفتگو اور صاحب سیف یمانی کی مکاری

آخر میں القول المعتمد کی ایک عبارت نقل کی یہ کتاب بھی غیر معروف ہے۔ایسے حوالے پیش کرنے ہی بیکار ہیں اور اس پر دلیل ہیں کہ وہابیہ کے مدعات پر دلالت کرنیوالی کوئی عبارت کتب معتبرہ میں نہیں ہے اس لئے وہ ہر طرف ہاتھ مارتے پھر رہے ہیں کتب غیر معروفہ کا ذکر بیکار ہوتا ہے۔ حوالے وہ معتبر ہوتے ہیں جن کو دنیا مانتی ہے اور اگر کوئی غیر معروف شخص ہو تو پہلے ثابت کرو کہ وہ علمائے معتبرین میں سے ہے اور اس کا قول قابل اعتماد ہے بغیر اس کے کسی عبارت کا پیش کر دینا محض بیکار ہے اور اس کے ساتھ یہ جھوٹ کہ ۔

"اس وقت تک جو عبارتیں پیش کی گئیں وہ صرف ان حضرات کی ہیں جو اُمت میں مشہور ہونے کے ساتھ ساتھ فریقین کے نزدیک مسلم الثبوت بھی ہیں" [1]

یہ بالکل غلط ہے اور القول المعتمد کی عبارت ناقص اور قطع برید سے خالی نہیں ہے اس میں فَمِمَّن یذ مہٗ کا جملہ ہی ناتمام معلوم ہوتا ہے۔ صاحب سیفِ یمانی نے ترجمہ میں اس کو بالکل اُڑا ہی دیا۔ ایسی بے سروپا عبارتوں کا لکھنا بے حاصل ہے۔

سیفِ یمانی کا دعویٰ بے دلیل رہا

خلاصہ یہ ہے کہ صاحب سیفِ یمانی نے صد ۱۹ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ۔

---

[1] سیفِ یمانی صد ۲۱ ۔

"مجلس میلاد اگرچہ دوسرے منکرات سے خالی بھی ہو تب بھی صرف عقد مجلس اور اہتمام مخصوص کی وجہ سے بدعت و نامشروع ہے"

اس دعوے کو صاحب سیف یمانی نہ حدیث سے ثابت کر سکا نہ فقہ سے نہ اقوال علماء سے اور نہ کبھی کوئی وہابی اس کو ثابت کر سکے گا۔ یہ دعویٰ ہی باطل ہے۔ میں مہلت دیتا ہوں کہ سارے وہابی مل جل کر سال بھر میں تو اس کا کوئی قابل قبول ثبوت پیش کر دیں۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ یہ ان سے قیامت تک بھی نہ ہو سکے گا۔

عُرس کا بیان

صاحب سیف یمانی لکھتا ہے۔

"شاہ عبدالعزیز صاحب کے نواسے اور شاگرد خاص حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی اپنی مشہور کتاب اربعین میں اسی عرس کے متعلق ارقام فرماتے ہیں مقرر ساختن روز عرس جائز نیست در تفسیر مظہری مینویسد۔ لَایجوز مایفعلہ الجھال بقبور الاولیاء والشھداء من السجود والطواف حولھا واتخاذ السرج والمساجد الیھا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونہ عرسا۔ انتھٰی۔ [1]

شاہ محمد اسحاق دہلوی وہابیوں کے پیشوا تھے ان کی کتاب اربعین کا علمائے اہلسنت [2] نے رد لکھا ہے۔ صاحب سیف یمانی کی مجبوری کا یہ عالم ہے کہ کتب معتبرہ میں اسے اپنی تائید کہیں نہیں ملی تو اس نے اپنے پیشوا ہی کے اقوال نقل کرنے شروع کر دیئے یہ بھولا پن قابل دید ہے کہ مخالفین کے مقابلہ میں پیش کیا جائے۔ اپنے ان مقتداؤں

---

[1] :۔ سیف یمانی ص ۲۱ ۔ [2] :۔ اربعین کا حضرت مولانا شاہ ابوسعید احمد صاحب مجددی جیسے عالی قدر بزرگ نے رد فرمایا اور اس کا نام حق الیقین ہے۔

کاکلام حق کا انہوں نے رد کیا ہو اور ان کو وہابی جانتے ہوں اور ان کے نقول میں خیانتیں ثابت کر چکے ہوں اور شاہ اسحاق کا اعتبار پیدا کرنے کے لئے لکھا کہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد و نواسے ہیں۔ خود حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ کیوں نہیں نقل کر دیا جو فرماتے ہیں۔

دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر مجتمع شوند و ختم قرآن اللہ کنند و فاتحہ بر شرینی وطعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند این قسم معمول درزمانہ پیغمبر خدا و خلفائے راشدین نہ بود۔ اگر کسے ایں طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبیح نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل میشود۔[1]

(قبروں پر سال میں ایک دن معین کر کے جانیکی) دوسری صورت یہ ہے کہ بہیت اجتماعیہ کثیر آدمی جمع ہوں اور ختم کلام اللہ کریں اور شرینی یا کھانے پر فاتحہ دے کر حاضرین میں تقسیم کر دیں یہ طریقہ زمانہ پیغمبر خدا اور زمانہ خلفائے راشدین میں معمول نہیں تھا اگر کوئی اس طرح کرے کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس طریقہ میں کوئی برائی نہیں بلکہ زندوں اور مردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

شاہ صاحب کے اس جواب سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ عرس کے لئے دن معین کرنا جائز ہے۔

۲۔ قبروں پر بہیت اجتماعیہ آدمیوں کا جمع ہونا جائز ہے۔

۳۔ شرینی یا کھانے پر فاتحہ دینا اور حاضرین میں تقسیم کرنا جائز ہے خواہ ان حاضرین میں (مالدار) بھی ہوں۔

۴۔ جو امر زمانہ رسالت و زمانہ خلفائے راشدین میں معمول نہ ہو اگر اس میں کچھ برائی نہ ہو تو جائز ہے۔

---

[1] :۔ فتاوی عزیزیہ ص ۴۰۔

شاہ اسحاق صاحب کے پیر و اُستاد کی تو یہ عبارت تھی انہوں نے تو عُرس کی بیان کی ہوئی شکل کا فتوے دیا تو شاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمتہ کا قول آپ کے نزدیک معتبر نہ تھا جو اُستاد کو چھوڑ کر شاگرد کا قول اختیار کیا۔

فقہ کی کتابوں میں ایسی عبارتیں موجود تھیں جن سے عرس کی اصل معلوم ہوتی تھی۔ مگر آپ کو فقہ اور فقہا سے کیا مطلب۔ ردالمختار میں ہے۔

روی ابن شیبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشھداء باحد علی رأس کل حول۔ [1]

ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی قبروں پر ہر سال کے اوّل تشریف لے جایا کرتے تھے۔

یہی عُرس کی اصل ہے۔ جب حضور سے شہدائے اُحد کے مزار پر سالانہ تشریف لے جانا ثابت ہے تو کون اُمّتی ہے جو حضور کی سُنّت کے اتباع کو موجب برکت نہ سمجھے گا اور جب اس سُنّت کے اتباع کے لئے بکثرت لوگ پہنچیں گے تو آپ ہی اجتماع ہو جائیگا۔ پھر وہاں پہنچ کر تلاوت قرآن و ذکر و ایصال ثواب بہترین مشاغل ہیں اور یہ زیارت کی سُنّتیں بھی ہیں۔ یہاں تک تو کوئی بات قابلِ اعتراض نہیں یہ سب امور احادیث سے ثابت ہیں۔ اور جب وہاں زائرین کا اجتماع ہوا تو ان کے لئے اور قرآن کریم کی تلاوت کے لئے روشنی کی حاجت ہوگی۔ اور مقصد حسن کے لئے چراغ جلانا بھی حسن اور بہتر ہوگا کہ فقہ کا قاعدہ مقرر ہے الامور بمقاصدھا اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ انما الاعمال بالنیات حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔

---

[1] :- ردالمختار

اما اذا کان موضع القبور مسجداً او علیٰ طریق او کان ھنالک احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیماً لروحه المشرقة علیٰ تراب جسده کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انه ولی لیتبرکوا به ویدعوا اللّٰہ تعالیٰ عنده فیستجاب لھم فھوا مرجائز لا منع منه والاعمال بالنیات۔[۱]

اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبور سر راہ ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جائیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلاً ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

الحمد للہ کہ عرس کا جواز حدیث سے ثابت ہوا اور جو لغویات صاحب سیف یمانی نے اختیار کئے باطل ہوئے۔

قبروں کو سجدہ

قبروں کو سجدہ مفہوم عرس میں داخل نہیں۔ اس کو کوئی جائز نہیں کہتا سجدہ اگرچہ تعظیمی ہو جب بھی حرام ہے۔

اور صاحب سیفِ یمانی نے یہ بات عجیب لکھی کہ قبروں کی طرف کو مسجد بنانا اسے بھی داخل عرس کیا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں عرس کو ناجائز کرنے کے لئے کیسے کیسے جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ ساری دنیا میں جہاں کہیں مسجد بنتی ہے قبلہ کیطرف بنتی ہے قبر کی طرف مسجد آج تک سنی بھی نہیں۔ ایسی باطل بات لکھتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ ایسا صریح جھوٹ بتاؤ

---

[۱]:- حدیقہ ندیہ مصری جلد دوم ص ۴۲۹

تو دنیا میں کہاں کوئی مسجد قبر کی طرف بنی ہوئی ہے اور کون سے عُرس میں قبر کی طرف مسجدیں بنائی جاتی ہیں۔ جو قبر کی طرف مسجد بنانا داخلِ عُرس کہا ہے۔ رہا اولیاء اللہ کی قبروں پر گنبد بنانا اس کی نسبت فقہا میں اختلاف ہوا ہے۔ متاخرین نے جائز فرمایا ہے۔ ردالمختار ص۶۲۷ میں ہے۔

اوّلاً: ولا یرفع علیہ بناء ای یحرم لو لزینۃ ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن واما قبلہ فلیس بقبر (امداد) وفی الاحکام عن جامع الفتاوی وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیّت من المشائخ والعلماء والسادات[1]

(۱) قبر پر بنا بلند نہ کی جائے یعنی اگر زینت کیلئے عمارت بنائی جائے تو حرام مضبوطی کی غرض سے بعد دفن بنائی جائے تو مکروہ۔ اور اگر قبل دفن بنائی جائے تو اُس پر حرمت و کراہت کا حکم نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ قبر ہی نہیں ہے (امداد الفتاویٰ) اور احکام میں جامع الفتاویٰ سے ہے اور کہا گیا ہے کہ عمارت مکروہ نہیں جب میّت علماء مشائخ اور سادات میں سے ہو۔

ثانیاً: من اتخذ فی المسجد جوار صالح وقصد التبرک بالقرب منہ لا للتعظیم لہ والتوجہ نحوہ فلا یدخل فی ذالک الوعید[2]

(۲) جس شخص نے کسی صالح کے مزار کے قریب بقصدِ تبرک مسجد بنائی اور بہ نیت تعظیم نماز اس کی طرف نہ پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں یعنی جائز ہے۔

قبروں پر چادر ڈالنا

اگرچہ صاحب سیف یمانی نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن چونکہ عُرس کا ذکر آچکا ہے اس لیے مناسب ہے کہ چادر کے متعلق بھی فقہ کی ایک عبارت نقل کر دی جائے۔

---

[1] :۔ ردالمختار یعنی شامی ص۶۲۷۔ [2] :۔ فتح الباری جلد ۲ ص۲۶۱

قال فی فتاوی الحجة وتکره الستور علی القبور و لکن نحن نقول الآن اذا قصد به التعظیم فی عیون العامة حتی لا یحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فهو جائز لان الاعمال بالنیات[۱]	فتاوے حجۃ میں کہا ہے مکروہ ہیں پردے قبروں پر لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج کل جبکہ اس سے نظر عوام میں تعظیم مقصود ہو کہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ جانیں۔ اور حضور دل اور غافل زائروں کا ادب مطلوب ہو تو جائز ہے۔ کیونکہ اعمال کا حکم نیات کے ساتھ ہے۔

قبروں کا طواف

اس سلسلہ میں صاحب سیف یمانی نے طواف کا بھی ذکر کیا ہے۔ درحقیقت طوافِ قبر یعنی اس کے گرد پھرنا نہ حقیقت عرس میں داخل ہے نہ ہمیں اس کی حمایت منظور لیکن ہم دہابیہ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اسی سیف یمانی کے تصدیق کرنے والے جناب مولوی اشرف علی صاحب اس کے متعلق اپنا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کیا خیال ظاہر کرتے ہیں۔

مولنا شاہ ولی اللہ صاحب کا ارشاد سو اس میں کچھ حجت نہیں کیونکہ یہ طواف اصطلاحی نہیں ہے جو تعظیم و تقرب کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور جس کی ممانعت نصوص شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ یہ طواف لغوی ہے یعنی محض اس (قبر) کے گرد پھرنا واسطے پیدا کرنے مناسبتِ روحی کے صاحبِ قبر کے ساتھ اور لینے فیوض کے بلا قصد تعظیم و تقرب کے اور وہ بھی عوام کے لئے نہیں جن کو فرق مراتب کی تمیز نہیں بلکہ اہلِ نسبت کے لئے جو جامع ہوں درمیان شریعت وطریقت کے۔[۲]

---

[۱] شامی جلد ۵ صہ ۲۲۹ ۔ [۲] حفظ الایمان صہ ۲ ۔

اِس عبارت سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر خاص لوگ بہ نیت حصول فیض واخذ مناسبت روحی قبر کے گرد پھریں تو جائز ہے اس میں اولیاء سے مدد حاصل کرنا بھی آگیا ہے کیونکہ فیض لینا مدد حاصل کرنا ہی ہے۔

ك بقیہ حاشیہ ص۸۲ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بیان ذکر کشف قبور میں فرماتے ہیں

ولعبد ہفت کرتہ طواف کند و دراں تکبیر بخواند وآغاز از راست کند لبعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد انتہی راز حفظ الایمان صا

رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی چوتھی عبارت

التصدیقات لدفع التلبیسات کے صہ ۲۷، ۲۹ میں مولود شریف کو جائز و مستحب ظاہر کیا ہے۔ اِس کے جواب میں صاحبِ سیفِ یمانی نے لکھا کہ۔

"التصدیقات کوئی نایاب کتاب نہیں جو نہ مل سکے کوئی قلمی فتویٰ نہیں جس میں تغیر و تبدل اور جعل سازی ممکن ہو بلکہ ایک چھپی ہوئی کثیر الاشاعت کتاب ہے جسکے ہزار ہا نسخے ہندوستان میں پائے جاتے ہیں ہم اس کی عبارت ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ناظرین اس کو ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں نفس ذکر ولادت شریفہ کو مندوب و مستحسن لکھا گیا ہے یا عقد مجلس میلاد کو۔ [1]

ہاں التصدیقات میں مجلس میلاد ہی کا ذکر ہے اس کے صہ ۲۸ میں مولوی احمد علی سہارنپوری کا فتوےٰ درج کیا ہے اور سوال کو ان لفظوں سے ذکر کیا ہے۔ [2]

وہابیہ کا تقیہ المہند میں مجالس میلاد کو خیر و برکت کہنا۔

مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس شریف کس طریق سے جائز ہے اور کس طریق سے ناجائز۔ [3]

---

[1]:- سیف یمانی صہ ۲۳ - [2]: عربی عبارت اس سوال کی یہ ہے سئل هو رحمة الله تعالےٰ عليه عن مجلس الميلاد بای طریق لا تجوز عربی عبارت میں مجلس میلاد کا لفظ تھا اردو کے ترجمہ میں اس کو اڑا دیا۔ یہ بھی ایک تقیہ ہے۔ [3]: التصدیقات صہ ۲۸

یہاں سائل مجلس کا سوال کر رہا ہے اس کے جواب میں مولوی صاحب کے یہ لفظ مقبول ہیں۔

ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے۔ [۱]

یہاں جواب میں بھی مجلس کا ذکر ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ عقد مجلس شریف ہی کا ذکر ہے اسی کو سبب خیر و برکت بتایا ہے۔ اور صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا الزام صحیح ہے وہابیہ کا تقیہ کرنا ان کی کتاب التصدیقات سے ثابت ہوگیا۔ یہ صاحب سیف یمانی کا نیا تقیہ ہے کہ وہ ایسی کثیر الاشاعت کتاب کے چھپے ہوئے الفاظ کا انکار کرتا ہے اور بدترین خیانت اس کی یہ ہے کہ اس نے التصدیقات ص ۲۹ کی عبارت کا یہ ٹکڑا نقل کیا کہ۔

"حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز و بدعت ہے"۔ [۲]

اس ٹکڑے کے نقل کرنے سے اس کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ التصدیقات میں مجلس کا لفظ نہیں ہے مگر یہ اس کا فریب ہے یہیں اسی عبارت میں مجلس کا لفظ موجود ہے اور یہ کلمے جو اس نے نقل کئے مجلس مولود ہی کے حق میں ہیں مگر وہ برائے تقیہ و خیانت عبارت کا وہ جزو چھوڑ گیا جس میں مجلس کا لفظ موجود تھا اور جس سے وہابیہ کا تقیہ ثابت ہوتا تھا پوری عبارت یہ ہے۔

پس اگر کوئی مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکرِ ولادت شریفہ ناجائز و بدعت [۳] ہے۔

اس عبارت کے صاف معنی یہ ہیں کہ جو مجلس مولود منکرات سے

---

[۱]: التصدیقات ص ۲۸۔

[۲]: سیف یمانی ص ۲۲ [۳] التصدیقات ص ۲۹

خالی ہو اس کو بدعت و ناجائز کہنا ذکر ولادت شریفہ کو بدعت و ناجائز کہنا ہے۔
صاحبِ سیفِ یمانی نے تقیہ کا انکار بھی تقیہ کر کے کیا۔

وہ ترک غارت ایماں کو لوٹ لیتا ہے۔
نہیں ممکن کہ فرق آئے ذرا عاداتِ رہزن میں۔

رسالہ عقائد وہابیہ کی پانچویں عبارت

یعنی

مولوی اشرف علی کا براہ تقیہ محافل میلاد شریف میں شریک ہونا!

مولوی اشرف علی صاحب کانپور میں میلاد شریف پڑھتے تھے اور قیام بھی کرتے تھے لیکن ساتھ ساتھ تقیہ بھی کرتے تھے وہ (اشرف علی) لکھتے ہیں۔ "تیسرے میں نے دیکھا کہ وہاں (کانپور میں) بدون شرکت ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں ذرا انکار کرنے سے وہابی کہہ دیا در پئے تذلیل و توہین ہو گئے اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کو یہ ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض واجبات کی حفاظت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح ہے۔ بہر حال وہاں کانپور میں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دیبوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔" الخ دیکھا آپ نے یہ ہے ان لوگوں کی حالت [1]

اس پر صاحب سیف یمانی نے بہت پیچ وتاب کھایا صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کو بہت برا بھلا کہا اس پر خیانت کا الزام بھی لگایا۔ مولوی اشرف علی کے خط کی بہت سی عبارتیں بھی بے فائدہ نقل کیں مگر وہ نہ اس الزام کو اٹھا سکا نہ

[1]:- سیف یمانی ص۲۳، ۲۴ ۔

کوئی معقول جواب دے سکا نہ صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی کوئی خیانت ثابت کر سکا نہ اس کی نقل عبارت کے کسی عقائد کا انکار کر سکا۔ اور یقیناً صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا مدعیٰ مولوی اشرف علی کی اس عبارت سے ثابت ہے جو اوپر نقل ہوئی۔ اس اس میں مولوی اشرف نے شرکتِ مجالسِ مولود شریف کا اقرار کیا ہے اور اس کی وجہ دنیوی نفع اور لوگوں میں اپنے خیالات کی ترویج اور اپنی وہابیت کا اخفا بتایا ہے اور اپنے خیال میں مولود شریف کا مکروہ ہونا بھی ظاہر کیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا تقیہ ہوگا۔

رسالہ عقائد وہابیہ کی چھٹی عبارت

دیکھئے ان (وہابیہ) کا تقیہ کتاب التصدیقات کے ص۱۱۱ پر میلاد شریف کا اقرار کیا اور اس کے قیام کو جائز قرار دیا ہے۔

اس کے جواب میں صاحب سیفِ یمانی نے کہا ہے کہ اصل رسالہ التصدیقات مصنفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ص۴۴ پر ختم ہے۔ [1]

صاحبِ سیفِ یمانی کی بدحواسی

یہ صاحب سیفِ یمانی کی بدحواسی ہے تنہا خلیل احمد کا تصنیف کیا ہوا رسالہ التصدیقات کیسے ہوگیا۔ بدعقل کو اتنا شعور نہیں کہ یہاں تک تو ایک بھی تصدیق نہیں تصدیقات تو اُس کے بعد ہی شروع ہوں گی اور وہ خلیل احمد کی مُصنّفہ کیسے ہو جائیں گی۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ مولوی خلیل احمد نے سب تصدیقات خود ہی تصنیف کر لی ہوں۔

اب رہی یہ بات کہ وہ تمام تصدیقیں مولوی خلیل احمد کو مسلّم ہیں یا نہیں تو یقیناً مسلم ہیں اگر مسلم نہ ہوتیں تو ان کی طلب کیوں کرتے اور طلب کے بعد شائع کیوں فرماتے اور انہیں اپنی سند کیوں بناتے اتنا ہی نہیں کہ ان تصدیقات کے مسلّم ہونے پر صرف اتنے ہی قرینے ہوں بلکہ مولوی خلیل احمد نے اسی التصدیقات کے ص۴۴ پر جو صاحب سیف یمانی

---

[1] :- سیفِ یمانی ص۲۶

کے اقرار سے بھی مولوی خلیل احمد کی مصنّفہ ہے خود تحریر کر دیا ہے کہ.

"جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے۔ سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مُہر سے مزیّن کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے۔ اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہو گا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہانتک کہ حق ظاہر ہو جاوے اور خفا نہ رہے۔ [1]

مُصدّقین کے نزدیک جو کچھ حق تھا۔ وہ انہوں نے لکھا مولوی خلیل احمد کو اگر اس میں کوئی شُبہ ہوتا تو وہ اپنے حسب تحریر دوبارہ لکھ کر صاف کرتے مگر جب وہ اس کے بعد برسوں زندہ رہے اور انہوں نے تصدیقات کو چھپوایا اور کوئی شُبہ مُصدّقین کی خدمت میں پیش نہیں کیا تو مولوی خلیل احمد کی تحریر و اقرار سے ثابت ہو گیا کہ وہ تمام تصدیقیں ان کو مسلّم ہیں۔ اور خود صاحب سیف یمانی نے تسلیم کر لیا کہ صہ،،،، پر جواز محفل میلاد اور جواز قیام کا بیان ہے تو اب مولود و قیام کا جائز ہونا مولانا احمد علی مالکی اور مولانا شیخ سلیم مصری کی تحریروں سے ثابت ہوا اور مولوی خلیل احمد اور تمام دیوبندی مُصدّقین تصدیقات کو تسلیم ہوا۔ اب اس کا انکار تقیہ نہیں تو اور کیا ہے۔

اس وقت صاحبِ سیفِ یمانی اپنا تحریر کردہ شعر ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا

تین دفعہ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر لیں۔

---

[1] :۔ التصدیقات ص۴۴

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی ساتویں عبارت

— یعنی —

وہابیہ کے نزدیک صحابہ کو کافر کہنے والا اہل سنت میں داخل ہے

وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک اگر صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کی جائے۔ تب بھی وہ کافر کہنے والا شخص خارج از اہلسنت نہیں ہوتا فتاوے رشیدیہ جلد ۲ صا۱۱ اور جو شخص صحابہ کرام سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ [۱]

صاحب سیف یمانی سے اس کا کوئی جواب نہ بنا بجز اس کے کہ کاتب سے غلطی ہوگئی۔ (خارج ہوگا) کی جگہ (نہ ہوگا) لکھا گیا۔ باوجودیکہ فتاوی رشیدیہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے کتابت کی غلطی کی تصحیح ایک مرتبہ نہ ہوتی تو دوسری مرتبہ، تیسری مرتبہ ہوتی اور پھر اسی عبارت میں لفظ (کبیرہ) اس بات کو بتاتا ہے کہ مولوی رشید احمد کے نزدیک صحابۂ کرام کی تکفیر کرنے والا مرتکب کبیرہ و فاسق ہے۔ چنانچہ اسی صفحہ میں اس عبارت سے صرف دو سطر اوپر وہ لکھ چکے ہیں۔ کہ جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ اور محض فسق کی بنا پر کسی شخص کو اہلسنت سے خارج نہیں کیا جا سکتا اس لئے کتابت کی غلطی کا عذر غلط و بیجا ہے اور وہابی مولویوں کی تصانیف میں اس

---

[۱] سیف یمانی صد ۲۶۔

قسم کے مسئلے بہت ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب کے فتاوٰے امدادیہ میں ایک سوال ہے۔ جس میں مولوی اشرف علی نسلی مشرک کی نجات کے قائل ہیں جو بُت پرستی کرتے کرتے مرگیا ہو۔

سوال :- ایک شخص مشرک ہے اور اس کے بزرگوں سے بُت پرستی کا سلسلہ چلا آتا ہے اس کو خدا کا ثبوت پہنچا نہ کسی نبی آنے کی خبر ہوئی نہ اس کو کسی سے ہدایت ہوئی کہ خدا ایک ہے کہ جس کی وہ عبادت کرتا اور وہ اسی حالت میں مرگیا اس کا حکم شرح میں کیا ہے۔

اس کے جواب میں مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

الجواب اس شخص کو اگر کسی اہل حق کے کہنے سے یا خود کسی خیال کے آنے سے اپنے طریقہ میں شبہ پڑا ہو اور پھر بھی تحقیق کی فکر نہ کی ہو تب تو اس پر مواخذہ ہوگا۔

(یعنی ابدالاباد کے لئے جہنمی تو کہا نہیں جاتا البتہ ترک تحقیق پر مواخذہ ہوگا۔)

اور اگر محض خالی الذہن رہا تو علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اس کی نجات کے قائل ہیں۔ لہ

دیکھئے جو مشرک شرک کرتے کرتے مرگیا ہو اس کے باپ دادا بھی مشرک و مجسّم پرست ہوں خدا و رسول کی کچھ خبر نہ ہو اگر اسے کسی نے ہدایت نہ کی ہو خود اسے اپنی بُت پرستی میں کوئی شبہ نہ پڑا ہو تو مولوی اشرف علی صاحب اس کی نجات کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لہ :- تتمہ جلد رابع فتاوٰے امدادیہ صـ ۲۴۶

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ ط

جس گروہ کے عالم مشرک بُت پرست تک کی نجات ممکن سمجھتے ہوں اور اس کو ائمہ دین کا قول بتاتے ہوں وہ اگرچہ صحابہ کے کافر کہنے والے کو اہلسنّت سے خارج نہ جانیں تو کیا تعجب ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی مولوی اشرف علی کی اس عبارت کو بھی کاتب کی غلطی بتادیں بلکہ اگر وہابیہ کے سارے ضلالات کو ہی کاتب کے سر تھوپ دیں تو معاملہ ہی صاف ہے۔

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی آٹھویں عبارت

یعنی

وہابیہ کے نزدیک رحمۃ اللعالمین حضور کی صفتِ خاصہ نہیں

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک رحمتہ اللعالمین صفت خاصۂ رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صـ۱۲ لفظ رحمتہ للعالمین صفتِ خاصۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔ [1]

صاحبِ سیف یمانی سے اس کا کچھ جواب نہ ہو سکا مولوی رشید احمد کا یہ کہنا کہ رحمتہ للعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں اس کی وہابیہ کے پاس کیا سند ہے۔

صاحب سیف یمانی نے اپنے پیشوا کی عبارت پر یہ پیوند لگایا کہ۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاص حیثیت سے سارے عالم کے لئے باعثِ رحمت ہیں۔ اسی طرح بعض دوسری حیثیات سے دوسرے انبیاء و اولیاء و اغواث واقطاب بھی عالم کے حق میں رحمت کا سبب ہیں۔ [2]

آیت میں وارد ہوا تھا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ [3] اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

---

[1]: سیف یمانی صـ۲۷ ۔ [2]: سیف یمانی صـ۲۷ ۔ [3]: الانبیاء آیت ۱۰۷ رکوع ۶۔ پارہ ۱۷

اس میں ایک خاص حیثیت کی قید کہاں سے بڑھائی اور دوسرے انبیاء واولیاء کو اسی طرح رحمت عالم ماننے کا اگر یہ مطلب ہے کہ وہ دوسری حیثیت سے سارے عالم کے لئے رحمت ہیں تو وزن برابر ہو گیا یعنی انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک... رحمتِ عالم ہونے میں آپ کے مساوی ہے یہ خیال ہو تو اس کی سند میں کوئی آیت یا حدیث پیش کرو جس میں کسی دوسرے کے لئے بھی رحمۃ للعالمین آیا ہو اور اگر کوئی دوسرا سارے عالم کے لئے رحمت نہیں تو یہ حضور کی صفتِ خاصہ ہو گئی۔ اس کو صفتِ خاصہ کہتے ہیں۔ صفتِ خاصہ ہونے کا انکار کرنا جہل ہے مگر حقیقۃ الامر یہ ہے کہ وہابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کمالیہ سنے ہی نہیں جاتے اسی لیے مولود شریف کی مجلس کا منکر ہے جسمیں حضور کے کمالات کا بیان ہوتا ہے۔ اس سیاہ دلی کی کوئی حد ہے کہ رحمۃ للعالمین کی صفت خاصہ خاتم الانبیاء ہونیکا انکار کر دیا باوجودیکہ وہ نصِ قطعی میں وارد ہے اور کسی دوسرے کے لیے کہیں بھی یہ صفت وارد نہیں ہوتی۔

درپردہ گنگوہی جی کا رحمتِ عالم ہونے کا دعوٰی اور صاحب سیفِ یمانی کی کمینہ حرکت

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کو اپنی دریدہ دہنی سے کہہ دیا کہ اس نے شرمناک خیانت سے کام لیا مگر اس نے تو کوئی خیانت نہ کی تھی جس قدر عبارت قابل اعتراض تھی بہ نظر اختصار اسی قدر نقل کر دی۔ بے شرمی کی خیانت یہ ہے کہ فتاوی رشیدیہ کی پوری عبارت کہہ کر جو عبارت نقل کی اسمیں قطع برید کر گیا۔ فتاوٰی رشیدیہ میں تھا۔ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اس میں سے علماء ربانیین کا لفظ اڑا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس پر اعتراض ہو گا کہ گنگوہی عالم ربانی بنکر اپنے آپ کو رحمت عالم قرار دے کر حضور کی ہمسری کرنا چاہتا ہے۔ اس کے عیب پر پردہ ڈالنے

کے لئے فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں (علماء ربانیین) کا لفظ نقل نہیں کیا۔ اور اسی کی تائید میں جو کلمہ اس نے آخر میں لکھا ہے کہ ۔

"دوسرے پر اس لفظ (رحمتہ للعالمین)، بتاویل بول دیوے تو جائز ہے" [1]

اس سے مشابہ ہے کہ اس کو اور وہابی مُلّوں کو رحمتہ للعالمین کہا جائے یہ عبارت بھی صاحب سیف یمانی نے چھوڑ دی۔ اور دعویٰ یہ کیا کہ پوری عبارت نقل کرتا ہوں اس سے زیادہ کمینہ پن کی کیا خیانت ہو گی۔ اس منہ سے ہی دوسروں پر خیانت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ ؎

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن ۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ کلمہ کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے بالکل حق ہے یہ تو غوث ہیں مومنین کی شان سناؤں تو آنکھیں کھل جائیں ۔

اگر سات مسلمان بھی باقی نہ رہیں تو زمین اور اسکی کائنات ہلاک ہو جائے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ۔

اخرج عبد الرزاق فی المصنف وابن المنذر فی التفسیر بسند صحیح علی شرط الشیخین عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال لم یزل علی وجه الدهر فی الارض سبعة مسلمون فصاعدا ولولا ذلك هلكت الارض ومن علیها [2]

عبد الرزاق نے المصنف میں اور ابن منذر نے تفسیر میں ایسی سند صحیح کے ساتھ جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا روئے زمین پر ہمیشہ سات مسلمان یا زیادہ رہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو زمین اور اس کی ساری کائنات ہلاک ہو جائے ۔

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۲ ۔ [2] السبل الجلیلہ ص ۱۱

مگر کہاں زمین و آسمان اور کہاں عالمین۔ اعلیٰ حضرت کے اس مقولہ کو کیا سمجھ کر نقل کر دیا کہ ان جاہلوں کے نزدیک عالمین صرف زمین و آسمان میں منحصر ہیں لہٰذا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا قول اس بحث سے بے علاقہ ہے۔

صاحب رسالہ عقائدِ وہابیہ کی نویں عبارت

یعنی

وہابیہ ختم نبوّت کے منکر ہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ منکرِ خاتمیّت یعنی آخریّت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ہیں۔ [1]

صاحبِ سیفِ یمانی نے رسالہ مذکورہ کا اتنا ہی قول نقل کیا چاہیئے تھا کہ اس کا پورا کلام نقل کرتا تاکہ دیکھنے والے اس کے پیش کئے ہوئے حوالوں سے نتیجہ تک پہنچ سکتے اور اس کا اندازہ کر سکتے کہ اس کے پیش کردہ حوالوں کا صاحبِ سیفِ یمانی کچھ جواب بھی دے سکا یا نہیں مگر صاحب سیف یمانی کو اتنی جرأت نہ تھی اور وہ اس کے جواب پر قادر نہ تھا اس لئے اس نے مولوی قاسم نانوتوی کی وہ عبارات پیش نہیں کیں جو انہوں نے تحذیر الناس میں لکھی ہیں اور جن پر علماءِ عرب وعجم نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ پھر جو کچھ لغویات لکھے ہیں وہ اِس امر کی شہادت ہیں کہ تحذیر الناس کی کُفری عبارات کے کوئی ایسے معنی بیان کرنا جو کفر سے بچادیں وہابیہ کے امکان میں نہیں ہے قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ وعلی وآلہ وبارک وسلّم کو خاتم النبیین۔ فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے جو اس کا انکار کرے اس میں شک کرے کافر ہے لیکن خاتم النبیین ماننے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس لفظ کا تو اقرار کرے اور معنی

---

[1]: سیف یمانی ص ۲۸

جواس کا دل چاہے گڑھ لے بلکہ اس آیت کے معنی معیّن ہیں. تیرہ سو برس سے مسلم ہیں. بہ تواتر ثابت ہیں آیات واحادیثِ کثیرہ اِن معنی کو معین فرماتی ہیں. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ نے وہ معنی بتاتے ہیں تمام اُمّت نے آیت کے وہی معنی مراد ہونے پر اجماع کیا اور وہ معنی یہ ہیں کہ حضور آخر الانبیاء ہیں. یہ بات مخالفین کو بھی تسلیم ہے۔

سیف یمانی کا جھوٹ ایک رسالہ کے چار بتا دیے

مولوی محمد شفیع دیوبندی جن کا ذکر سیف یمانی نے بھی کیا ہے اور بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ مسئلہ ختم نبوّت میں ان کے چار رسالے ہیں اگرچہ اس کا یہ قول دروغ صریح ہے دیوبندی جھوٹ بولنے کے بہت عادی ہیں درحقیقت ایک رسالہ ہے جسکا نام ہدیۃ المہدیین ہے۔ اور اس کے چار باب ہیں اِس نے ایک رسالہ کے چار رسالے گنا دیے اور بابوں کے عنوانوں کو ایک ایک رسالہ ظاہر کر دیا ایسے جھوٹوں کی کون سی بات قابل التفات ہو سکتی ہے۔

الحاصل سیف یمانی کے اس تسلیم کئے ہوئے رسالہ میں لکھا ہے۔

ولعلك قد تبينت بهذا الجملة ان اللغة العربية حاكمة بان معنى خاتم النبيين فى الأية لا غير [1]

اور اُمید ہے کہ تم اس گفتگو سے یہ سمجھ گئے ہو گے کہ لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے اس کے معنی آخر النبیین ہیں نہ کچھ اور۔

نیز اسی میں ہے۔

---

[1]: ہدیۃ المہدیین ص ۲۱۔

فكان معنى الآية بحكم اللغة وقواعد العربية انه عليه الصلوٰة والسلام رسول الله وآخر النبيين كلهم اجمعين من دون تاويل وتخصيص [1]

پس آیت کے معنی بحکم لغت وبلحاظِ قواعدِ عربیہ بغیر کسی تاویل وتخصیص کے یہ ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور انبیا میں سب سے آخر ہیں۔

لغت سے لفظ خاتم النبیین کے معنی بیان کرنے کے بعد احادیث سے اس جملہ مبارکہ کی تفسیر نقل کر کے لکھتے ہیں۔

انظر كيف فسر النبي الكريم صلى الله عليه وسلم لفظة خاتم النبيين بقوله لا نبي بعدي [2]

دیکھو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما کر کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لفظ خاتم النبیین کی کیسی تفسیر فرما دی۔

اسی میں آثارِ صحابہ وتابعین سے آیت کی تفسیر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

فهذه ستون اسماء من اصحاب النبي الكريم صلى الله عليه وسلم منهم الخلفاء الراشدون واكثر العشرة المبشرة وكتاب الوحي وغيرهم وانا نعلم بيقين انه لو وزنت الدنيا وما فيها باحدهم لرجح بها هؤلاء كلهم شهداء على ما ذكر من التفسير

یہ ساٹھ اسما ہیں اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان میں خلفاء راشدین بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ کے اکثر حضرات بھی اور وحی کے کاتب بھی اور دوسرے اصحاب بھی اور ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ اگر دنیا مع اپنی تمام کائنات کے ان میں سے ایک کے ساتھ بھی وزن کیجائے تو اس ایک صحابی ہی کا وزن زیادہ ہوگا۔ پس یہ تمام

[1] :- ہدیۃ المہدیین ص ۲۴ [2] :- ہدیۃ المہدیین ص ۲۷

وروی عن کلھم مایفسر الآیہ ویعین مرادھا وحسبنا بھم قدوۃ وبعقائدھم واعمالھم اسوۃ۔[۱]

حضرات تفسیر مذکور پر شاہد ہیں اور ان تمام حضرات سے آیت کی تفسیر اور اس کی تعیین مراد مروی ہے اور ہمیں عقائد واعمال میں انہیں کو پیشوا بنانا کافی ہے۔

پھر شفا سے نقل کرتے ہیں۔

اجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل وتخصیص فلا شک فی کفر ھولاء الطوائف کلھا قطعاً واجماعاً وسمعاً۔[۲]

اُمّت نے اجماع کیا ہے اس کلام پر یعنی آیات واحادیث اپنے ظاہر معنے پر محمول ہیں جو ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے قطعاً اجماعاً وسمعاً کافر ہیں۔

عبارت مذکورۂ بالا سے یہ امور ثابت ہوئے۔

لغت وقواعد عربی اور احادیث کثیرہ اور آثار صحابہ وتابعین سب سے ثابت ہے کہ آیۂ کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور سب میں آخری نبی ہیں۔ حضور پر نبوّت ختم ہوگئی۔ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اُمّت کا اس پر اجماع ہو گیا ہے اور اس کے منکر کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ آیہ خاتم النبیین کے معنی متواتر وقطعی یہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سب انبیاء کے زمانہ کے بعد اور سب میں آخر نبی ہیں۔ اسی معنی پر ایمان لانا فرض اور اس معنی کا انکار کفر ہے۔ مولوی محمد شفیع دیوبندی نے تفسیر

[۱]:- ہدیۃ المہدیین صـ ۳۱ - [۲]:- ہدیۃ المہدیین صـ ۳۴

روح المعانی سے نقل کیا ہے۔

اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر[۱] — اُمت نے خاتم کے یہی معنی مُراد ہونے پر اجماع کیا ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اگر اصرار کرے قتل کیا جائے۔

یہ تمام عبارات مولوی محمد شفیع دیوبندی کے رسالہ سے نقل کی گئیں جو تمام دیوبندیوں کو اور صاحب سیف یمانی کو تسلیم ہے۔ اب مولوی محمد قاسم ..... نانوتوی کی عبارت سامنے لائیے اور انصاف اور بغیر کسی طرف داری کے دیکھیے کہ یہ عبارات مذکورہ بالا اس پر کیا حکم کرتی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے مولوی قاسم لکھتے ہیں۔

"بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب گزارش یہ ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں"

یہی معنی متواتر وقطعی آیات واحادیث وآثارِ صحابہ واجماعِ اُمّت سے ثابت ہیں انہیں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ انہیں کو مولوی قاسم عوام کا خیال بتاتے ہیں اور نافہمی ٹھہراتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

"مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

یعنی اہلِ فہم اور دانش مند وہ ہیں جو آیات واحادیث وآثار صحابہ وتابعین واجماع اُمّت کے معین کئے ہوئے معنی کو یہ کہیں کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں وہ

---

[۱] :- ہدیۃ المہدیین صہ ۳۵

عبارت کو دیکھئے اس میں کس شدومد سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ اس کو فہم عوام بتایا۔ اہل فہم کے خلاف ٹھہرایا۔ یہ کہا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہیں خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ نہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام ہی نہیں ہے اور یہ وصف اوصاف مدح میں سے نہیں ہے اور اگر حضور کو آخر الانبیا مانو اور اس وصف کو مدح جانو تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے (معاذ اللہ) اور حضور کی طرف کم مرتبہ ہونے کا احتمال (خدا کی پناہ) اس قسم کے حالات ایسے ویسے لوگوں کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں خدا کی بھی توہین ہے اور اس کے رسول کی بھی تحقیر ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادہ گوئی کا لفظ کہا ہے۔ زیادہ گوئی بیہودہ بکواس کو کہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (ایسے ویسے) کا لفظ کہا ہے۔ یہ دریدہ دہنی اور یہ گستاخیاں العیاذ باللہ۔

غرض اتنی تاکیدوں سے ایسی شدت اور کریہہ گفتگو سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہونے کا انکار ہے۔ اس عبارت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا پھر کیا انتظار ہے کیا رعایت ہے۔ کیا طرف داری ہے اپنے ہی لکھے ہوئے احکام ان پر جاری کرنے میں کیا عذر ہے۔ اب تک تو وہابیہ یہ رد تے تھے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مولوی محمد قاسم کو کافر کہہ دیا۔ علمائے عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتوےٰ دیا۔ مگر آج تو میں آپ کے سامنے آپ کے مسلم عالم مولوی محمد شفیع کی تحریر پیش کر چکا ہوں۔ جس میں انہوں نے کفر و قتل کا حکم دیا ہے۔ اور اس پر پیشوایان و مفتیان دیوبند کی تصدیقیں ہیں۔

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندیوں کی تحریر سے کافر

لہٰذا مولوی قاسم نانوتوی تمام دیوبندیوں کے نزدیک بھی کافر۔ مرتد

عبارت کو دیکھئے اس میں کس شد و مد سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا گیا ہے۔ اس کو فہم عوام بتایا۔ اہل فہم کے خلاف ٹھہرایا۔ یہ کہا کہ اس میں کچھ فضیلت نہیں مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہیں خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ نہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام ہی نہیں ہے اور یہ وصف اوصاف مدح میں سے نہیں ہے اور اگر حضور کو آخر الانبیا مانو اور اس وصف کو مدح جانو تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے (معاذ اللہ) اور حضور کی طرف کم مرتبہ ہونے کا احتمال (خدا کی پناہ) اس قسم کے حالات ایسے ویسے لوگوں کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں خدا کی بھی توہین ہے اور اس کے رسول کی بھی تحقیر ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادہ گوئی کا لفظ کہا ہے۔ زیادہ گوئی بیہودہ بکواس کو کہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (ایسے ویسے) کا لفظ کہا ہے۔ یہ دریدہ دہنی اور یہ گستاخیاں العیاذ باللہ۔

غرض اتنی تاکیدوں سے ایسی شدت اور کریہہ گفتگو سے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہونے کا انکار ہے۔ اس عبارت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا پھر کیا انتظار ہے کیا رعایت ہے۔ کیا طرف داری ہے اپنے ہی لکھے ہوئے احکام ان پر جاری کرنے میں کیا عذر ہے۔ اب تک تو وہابیہ یہ روتے تھے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مولوی محمد قاسم کو کافر کہہ دیا۔ علمائے عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتوےٰ دیا۔ مگر آج تو میں آپ کے سامنے آپ کے مسلم عالم مولوی محمد شفیع کی تحریر پیش کر چکا ہوں۔ جس میں انہوں نے کفر و قتل کا حکم دیا ہے۔ اور اس پر پیشوایان و مفتیان دیوبند کی تصدیقیں ہیں۔

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندیوں کی تحریر سے کافر

لہذا مولوی قاسم نانوتوی تمام دیوبندیوں کے نزدیک بھی کافر۔ مرتد

واجب القتل ہوا۔

الحمد للہ مسئلہ واضح ہوگیا اب رہا صاحب سیف یمانی کا یہ عذر کہ مولوی قاسم نے خود لکھا ہے کہ حضور کے آخر الانبیا ہونے کا منکر کافر ہے یہ کہنا کفر سے نہیں بچا سکتا اقرار کفر کسی کافر کو مسلمان نہیں کرتا اور پھر ختم زمانی کے منکر کو کافر کہا لیکن آیت کے معانی ختم زمانی ہونیکا تو انکار پھر بھی باقی رہا۔ کفر کا حکم تو تمام دیوبندی اس پر کر چکے اور پھر یہ تماشئی تکفیر تو تحذیر الناس کے صفحہ نمبر ۱ اپر ہے۔ اس کے بعد پھر اسی کفر کا اعادہ ہی لکھتے ہیں۔

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ [۱]

اس کے بعد پھر اسی کفر کا اعادہ ہے لکھتے ہیں۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کر لیا جاوے۔" [۲]

اس عبارت کے بعد حضور کا آخر الانبیا ہونا کہاں باقی رہا۔ اگر حضور کے زمانہ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا تجویز کیا جائے تو خاتمیت بمعنی آخریت کہاں رہی اور خاتمیت زمانی کو کہا تھا کہ خاتمیت ذاتی کو لازم ہے۔ جیساکہ صاحب سیف یمانی نے لکھا ہے۔

کہ اس (خاتمیت ذاتی) کے لیے خاتمیت زمانی عقلاً لازم ہے۔ [۳]

---

[۱]: تحذیر الناس ص ۱۴ ۔ [۲]: تحذیر ص ۲۸ ۔ [۳]: سیف یمانی ص ۳۰

توجیب لبعد زمانۂ نبوی نیا نبی تجویز کرنے سے لازم باطل ہوا تو ملزوم کہاں رہا بطلان لازم دلیل ہے بطلان ملزوم کی۔ اب نہ خاتمیت ذاتی رہی نہ زمانی سب کا خاتمہ ہوگیا اور صاحب سیفِ یمانی کی کوئی ملمع کاری نہ چلی۔

الحمدللہ مسئلہ واضح ہوگیا اور صاحب سیف یمانی کا کوئی عذر وحیلہ باقی نہ رہا اور دیوبندی مُلّوں کی تحریر سے ان کے پیشوا کا کُفر ثابت ہوا۔

صاحبِ سیفِ یمانی سے اس عبارت کی تردید میں بہت سی جہالتیں سرزد ہوئی ہیں۔ مگر وہ اس سے بعید بھی نہیں۔ میں انکا ذکر کر کے کتاب کی تطویل نہیں کرنا چاہتا۔

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی دسویں عبارت

یعنی

وہابی کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

صاحب سیف یمانی نے رسالہ مذکورہ کی پوری عبارت نقل نہیں کی نہ اس کے اعتراضات اس کے الفاظ میں نقل کئے اور بیکار اس شخص کے خط کی طویل عبارت نقل کر دی جس کے متعلق صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا اعتراض ہے جس قدر عبارت اس مدعا سے علاقہ رکھتی ہے وہ سیف یمانی ہی سے نقل کی جاتی ہے۔

"کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے (اشرف علی) نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت

طاری ہوگئی زمین پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ بدن میں بدستور بیحسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دُور کیا جاوے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا لیکن پھر یہ کہتا ہوں۔ اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولینا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بے داری میں رقت رہی خوب رویا۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں انتہی بلفظہ۔

جواب:۔ اس جواب میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ [۱]

یہ خبیث مضمون سوائے وہابی کے دنیا میں کسی اور کافر کے ذہن میں بھی نہ آیا ہوگا۔ ایماندار کے دل میں سوتے جاگتے کبھی کلمہ شریف میں بھول چوک نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ محمد رسول اللہ کی جگہ اشرف علی رسول اللہ زبان سے نکلے۔ حدیث شریف

[۱]:۔ سیف یمانی ص۳۵ ۔ص۳۶ ۔ص۳۸ دیگر رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص۳۵

میں آیا ہے۔ النوم اخ الموت نیند کو موت سے قوی مناسبت ہے سوتے میں جس کے منہ سے باوجود کوشش کے کلمہ شریف صحیح نہ نکلا موت کے وقت اس کا کیا حال ہوگا جس دل میں ایمان ہو اس میں کلمہ شریف کے اندر حضور کے نام اقدس کی جگہ دوسرے کے نام کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ بات ہر ایمان دار کو اس کا ذوق ایمانی بتاتا ہے لیکن جہاں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہو جن کے دلوں سے مرتبہ رسالت کی قدر جاتی رہی ہو۔ ان کو یہ کلمے گراں نہ ہوں تو تعجب نہیں۔ یہ حالت اور زیادہ اندیشہ ناک ہے کہ وہ شخص اس طرح غلط کلمے پڑھتے ہوئے غلطی کا خیال بھی دل میں لاتا ہے۔ صحیح پڑھنے کا ارادہ بھی کرتا ہے اور اس حالت میں اشرف علی کو اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ احادیث میں ہے کہ میّت کے سامنے شیطان آتا ہے اور کلمہ میں اپنے نام لینے کا اشارہ کرتا ہے یہاں مولوی اشرف علی سامنے ہے اور معتقد کلمہ میں ان کا نام جپ رہا ہے۔ اللہ کی پناہ ! اللہ کی پناہ ! یہ بات سن کر ایماندار کا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ قلب اس قدر تاریک ہوگیا تھا کہ اس شخص کو خواب سے بیدار ہوکر بھی وہی خیال رہا اور پھر غلطی کا خیال آیا۔ اور اس کے تدارک کی غرض سے درود شریف پڑھا تو اس میں بھی حضور کا نام زبان سے نہ نکلا۔ نَبِیِّنَا کہہ کر بھی اشرف علی کا نام لیا۔ کیسا شیطانی اثر تھا۔ اور وہ قلب جس کی یہ حالت تھی کیسا سیاہ ہوگا۔ اس سے زیادہ سیاہ دل وہ پیر ہے جو مرید کو اس پر اور پختہ کرتا ہے۔ مرید کو تو یہ خیال بھی آیا کہ وہ غلطی پر ہے مگر پیر صاحب نے اس ناشدنی حال کو بہتر قرار دیا اور مرید کو اس پر پختہ اور مستقل کرنے کے لئے حالت خواب کو نہیں بلکہ بیداری کے واقع کو کہا۔

"اس واقع میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو (یعنی اشرف علی)

وہ متبع سُنّت ہے "

اس کے دل سے غلطی کا خطرہ بھی دور کیا اور اُسے خوب جما دیا کہ اشرف علی کے نام کا درود پڑھا کرے۔ اور اس کو سیّدنا ونبیّنا بھی کہے۔ کیونکہ پیر کے تبع ہونے کی تسلی تو کچھ ایک دن کے ساتھ خاص نہیں ہے ہمیشہ ہی مرید کو یہ تسلّی چاہیئے۔ تو مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہے۔ اور ایک وہ ہی کیا بلکہ سارے مریدوں اور معتقدوں کو جو اشرف علی کے تبع سُنّت ہونے کی تسلّی چاہتے ہوں یہ تلقین ہے کہ وہ کلمہ اور درُود شریف میں اس کا نام لیا کریں۔ اُس کو نبی اور رسول کہا کریں۔ اسی لیے اس کا یہ خط چھاپ کر شائع کر دیا۔ گمراہی کے مراتب میں وہابیہ نے کیا کمال پیدا کیا اب اتنا اور رہ گیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں اللہ کے نام پاک کی جگہ (اشرف علی) کا نام لینے لگیں۔ اور خواب و بیداری میں اس کی مزاولت رکھیں۔ اور جب اشرف علی سے پوچھا جاتے تو وہ کہہ دیں کہ اس واقعہ میں تسلّی تھی تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ موحد کامل ہے جب تبع سُنّت ہونے کی تسلّی رسول کہنے سے ہوتی ہے تو موحد ہونے کی تسلّی خدا کہنے سے ہو گی۔ اور کچھ تعجب نہیں ہے جو اشرف علی صاحب کا کوئی مرید یہ مرتبہ بھی حاصل کرلے۔ اور بجائے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے لَا إِلٰهَ إِلَّا أَشْرَفُ عَلِی کا ورد کرنے لگے۔ سیف یمانی کے فرضی مصنّف مولوی منظور بھی بڑی محبّت کرنے والے ہیں خدا نہ کرے کہ یہ قربت ان کے نصیب میں ہو۔ صراط مستقیم میں یہ راستہ بھی بتا دیا گیا ہے۔

از جملہ آں شدت تعلق قلب	حب عشق کے آثار میں
است بمرشد خود استقلالاً	سے دل کا انتہائی تعلق اپنے
یعنی نہ بآں ملاحظہ کہ ایں شخص	مرشد کے ساتھ ہے اور وہ
ناوداں فیض حضرت حق	بھی استقلالاً یعنی اس

وواسطہ ہدایت اوست	لحاظ سے نہیں کہ یہ شخص
بلکہ بحیثیتیکہ متعلق عشق ہماں	اللہ تعالیٰ کے فیض و ہدایت
میگرود۔ چنانکہ یکے از	کا واسطہ ہے بلکہ اس طرح
اکابراین طریق فرمودہ کہ اگر	کہ عشق کا تعلق خاص اسی
حق جل وعلا درغیر کسوف	سے ہو چنانچہ اس طریق کے اکابر میں
مرشدمن تجلی فرماید۔ ہرآئینہ	سے ایک نے فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ میرے
مراباد التفات درکار نیست[1]	پیر کے سوا اور کسی شان میں ظاہر ہو

تو مجھے اس کی طرف التفات درکار نہیں۔

صاحب سیف یمانی کو کلمہ اور درود شریف میں حضور کے نام پاک کی جگہ اشرف علی کا نام لیا جانا ناگوار نہ ہوا۔ اسکے دل کو ذرا بھی نہ کھٹکا۔ اس نے نہ کہا کہ یہ کفری کلمے ہیں۔ اور ایسا حال نہایت خراب ہے جلد توبہ کرو استغفار کرو مجھے ان کلموں سے بہت تکلیف ہوئی۔ خبردار پھر اس حال کا اعادہ نہ ہونے پائے بلکہ بجائے اس کے اس نے اس کی حمایت اور طرفداری کی اس سے اس کے ایمان کا حال معلوم ہوتا ہے۔

وہابیہ کی پیر پرستی

درحقیقت وہابیہ کو اپنے پیروں کے ساتھ جو تعلق ہے وہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ نہیں۔ ان کی پیر پرستی انتہا کو پہنچ گئی۔

صاحب سیف یمانی نے اس بے دینی کی حمایت میں ورق کے ورق سیاہ کر دیئے مگر لایعنی گفتگو کا طومار کیا نتیجہ رکھتا ہے۔ ایک پورے صفحہ میں تو اس

---

[1]: صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی میرٹھ ص ۱۲۔

نے اس کفری کلمات والے بیان کو نمبر دے کر دوہرایا ہے مگر اس میں یہ نہیں لکھا کہ اس نے خواب کے علاوہ بیداری میں اَللّٰھمّ صلِّ علی سیّدنا ونبینا ومولٰنا اشرف علی کہا اور اشرف علی نے خواب کو نہیں بلکہ بیداری کے اس واقعہ کو تسلّی بتایا۔

صاحب سیف یمانی نے یہ تو اقرار کیا کہ اس کی ضرورت تھی کہ مولوی اشرف علی اپنی ذات سے نبوت و رسالت کی نفی کرتے۔ لیکن بعد میں یہ کہہ دیا کہ مولوی اشرف علی نے تبع سُنّت کا لفظ لکھ کر یہ بتلا دیا کہ مجھ کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے صرف غلامی کی نسبت ہے۔ یہاں نبوت و رسالت کا احتمال بھی نہیں۔

صاحب سیف یمانی کا یہ حیلہ بیکار ہے یہ کہہ دینا کہ اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ تبع سُنّت ہے۔ یہ لفظ اس وقت کے مذموم اور بُرے ہوتے پر تنبیہہ نہیں کرتے۔ اور ان سے اس قائل کی جرأت اور زیادہ ہوگی۔ یہ تو اس واقعہ کی مدح اور یہ کہہ دینا کہ اپنے آپ کو تبع سُنّت کہہ دینے میں انکار رسالت و نبوت ہو گیا غلط ہے کیونکہ تمام انبیاء حضور کے تبع ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے۔

لوکان موسیٰ حیًا لما وسعہ الا اتباعی۔ — کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بحیات ظاہر اس وقت ہوتے تو انہیں میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ تھا۔

کسی نے کہا ہے کہ حضور کا اتباع منافی نبوّت ہے اور کیا دوسرے انبیا بھی باہم ایک دوسرے کے تبع نہیں ہیں۔ مرزائی بھی یہی کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب تو غلام احمد ہیں انہیں اسی غلامی پر فخر ہے تو کیا ان کا یہ قول مرزا کے ساتھ اعتقاد نبوّت کا انکار ہو جاتا ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے اس بحث میں بہت سر کھپایا ہے کہ حالت خواب قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ اس نادان سے کہو کہ خواب کی بحث تو جب کرنی تھی جبکہ بیداری میں اس نے اپنے دل میں اشرف علی کی نبوت کے خیال کے جمے ہونے کا بیان نہ کیا ہوتا۔ اور جاگتے ہوئے بحالت ہوش و حواس اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا اشرف علی نہ کہا ہوتا جب وہ جاگتے میں کہہ رہا ہے بحالت ہوش کہہ رہا ہے یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ یہ کلمے اس کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں۔ ان کلموں کی غلطی کا بھی اس کو خیال آجاتا ہے باوجود اس کے وہ یہی رٹے جاتا ہے۔ اسی پر جما ہوا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں مجبور تھا بے اختیار تھا تو کیا شریعت سے کوئی ایسی ضعیف سے ضعیف سند بھی صاحبِ سیفِ یمانی پیش نہ کر سکا ایسے تو ہر کافر کہہ سکتا ہے کہ کلام کفری کے لئے وہ بیقرار ہو رہا تھا اور بے اختیار اُس کی زبان سے نکلتا تھا اس بے اختیاری کے دعوے پر کون سی دلیل شرعی ہے کون تلوار لئے اس کے سر پر سوار تھا ہاں اشرف علی کی محبت نے اسے بے قرار کیا ہو تو ایسی محبت ہر بت پرست کو اپنے باطل معبودوں کے ساتھ ہوتی ہے کیا وہ ان کے لئے عذر ہو جائے گی۔ اس کو عذر قرار دینا صریح بے ایمانی ہے۔ صاحبِ سیفِ یمانی اس کفر کی حمایت میں راہ گم کردہ مسافر کی طرح چاروں طرف بھاگتا ہے اور کسی طرف اس کو راہ نہیں ملتی۔ اسی سراسیمگی میں اس نے کوئی عذر چلتا نہ دیکھ کر لغزش زبان اور خطا کا بہانہ بنایا۔ آدمی سے کبھی لغزش بھی ہوتی ہے زبان کبھی خطا بھی کرتی ہے۔ مگر ایسا اچانک واقع ہوتا ہے۔

سیفِ یمانی کے عذرِ لغزش و خطا کا جواب

لمحہ در لمحہ یہ کیفیت رہتی ہے اکثر تو ایسا بے شعوری میں ہوتا ہے اور اس کو خبر

نہیں ہوتی کہ اس کی زبان سے کیا کلمہ نکل گیا۔ اور اگر شعور ہوا تو دوسری تیسری دفعہ میں اس کو صحیح کرلیتا ہے ایسی لغزش زبان بھی کبھی نہیں سُنی کہ مدّتوں کوشش کرنے سے بھی صحیح کلمہ زبان پر نہیں آیا۔ اور شام تک اس کے ادا کرنے سے مجبور رہا۔ پھر کلمہ بھی کونسا کوئی غیر مانوس کلمہ نہیں کوئی غیر معروف لفظ نہیں وہ کلمہ جو مومن کا حرزِ جان اور وردِ زبان ہے یعنی حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا نام پاک **محمد** یہ نام اقدس دن بھر زبان پر نہ آئے اور وہ بھی درود شریف میں یہ بات کس کی عقل قبول کرسکتی ہے ایسی خطا تو کسی نسلی کافر سے بھی واقع نہیں ہوتی علاوہ بریں زبان کی لغزش سے ایک کلمہ کی جگہ دوسرا ایسا کلمہ کبھی ادا ہوسکتا ہے جو لفظاً اس سے قریب ہو یا کسی طرح کی مشاکلت رکھتا ہو نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ لفظ اشرف علی کو نہ لفظی قرب ہے نہ کسی طرح کی مشاکلت۔ محمد کی جگہ زبان کی لغزش سے محبت نکل جاتا تو اس کو کچھ لفظی قرب بھی تھا نہ کہ اشرف علی نکل گیا۔ کوئی عاقل باور نہیں کرسکتا کہ ایسے موقع پر زبان کی لغزش یا خطا ہوسکتی ہے نہ کوئی اس بیان کو صادق سمجھ سکتا ہے کہ کسی مدعی ایمان کی زبان سے دن بھر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام پاک ادا ہونا اختیار سے باہر ہوسکتا ہے۔ اور اشرف علی کا نام جو کبھی درود شریف میں نہیں آتا وہ زبان سے بے اختیار ادا ہوتا ہے۔ یہ زبان کی لغزش وخطا نہیں قلب کا فساد ہے کہ دن بھر کوشش کرنے سے بھی اللہ کے محبوب کا نام زبان پر نہ آئے یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ اپنے محبوب کے نام سے کسی کو محروم کرے یہی حالت اگر وقت نزاع ہوئی یا قبر میں وقت سوال نکیر ہوئی تو سیف یمانی کی ایک جلد اس کے کفن میں رکھوا دینا کہ ملائکہ کے سامنے خطاء لسانی کا لایعنی حیلہ تو پیش کردے۔

وہابیو! بتاؤ کہ سیف یمانی والی حجت وہاں چل جائے گی اور یہ بہانے

کچھ کام آ سکیں گے۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی حدیثِ مُسلم شریف سے غلط استناد

اِس حال پرُ ضلال کی تائید میں حدیثِ مسلم کی وہ تمثیل پیش کرنا محض تلبیس و تزویر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کمال فرحت کے لئے ذکر فرمائی۔

"کہ خدائے تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ کوئی مسافر کسی بے اب وگیاہ لق ودق میدان میں جا رہا ہو۔ اور وہاں اس کی سواری کا اونٹ جس پر اُس کے کھانے پینے کا سامان بھی لدا ہوا ہو اس سے گم ہو جائے اور وہ اِدھر اُدھر تلاش کر کے اس سے نا امید ہو کر مرنے کے لیے کسی درخت کے سایہ میں آ لیٹے پھر اُسی حال میں اس کی آنکھ بھی لگ جائے پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی آنکھ کھُلے تو وہ دیکھے کہ اس کا وہ اُونٹ مع اپنے سازوسامان کے اس کے پاس کھڑا ہوا ہو اور اس کی زبان سے انتہائی خوشی میں یہ لفظ نکل جائیں اللھم انت عبدی وانا ربك اے پروردگار تو ہی میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (معاذ اللہ منہ) اتنا فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اخطاء من شدۃ الفرح یعنی زیادتی خوشی کی وجہ سے اس کی زبان بہک گئی اور اس سے خطاءً یہ کلمات کفریہ سرزد ہو گئے۔ حالانکہ وہ بیچارا یہ کہنا چاہتا تھا کہ اے اللہ تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ [۱]

---

[۱]۔ سیف یمانی صہ ۴۳

پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث میں کسی واقعہ کا تو بیان نہیں ۔ شدّت فرحت کی یہ ایک تمثیل ہے اس تمثیل میں اَنْتَ وانا کے دو لفظ ہیں اور دو ضمیریں ہیں ایک یائے متکلم دوسری کاف خطاب خطایہ ہوئی کہ کلمات کے محل بدل گئے ۔
اَنَا کی جگہ اَنْتَ اور اَنْتَ کی جگہ اَنَا اور کاف خطاب کی جگہ یائے متکلم اور یائے متکلم کی جگہ کاف خطاب ادا ہوا کسی جملہ میں احیاناً ایسی خطا ہو سکتی ہے اس کلمۂ کفر کو کوئی مناسبت نہیں اس میں کہیں اشرف علی نہیں تھا کہ محل بدلنے سے کلمہ کی یہ صورت پیدا ہوئی وہ موقع ہی خطا کا نہیں ہے علاوہ بریں حدیث شریف میں ہے اخطاءمن شدّۃ الفرح جس سے ظاہر ہے کہ شدّت فرحت میں بیخودی کا یہ عالم ہوا کہ اس کو شعور نہ رہا کہ اس کی زبان سے کیا نکلتا ہے ۔ اور اشرف کے کلمے پڑھنے والے کا بیان ہے کہ اس کو شعور ہے اور وہ غلطی بھی سمجھ رہا ہے جو کچھ کہتا ہے ۔ جان بوجھ کر کہتا ہے اس کے حال کو تمثیل سے کیا مناسبت ۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمثیل میں جو خطا ہوئی وہ ایک لمحہ یا دو لمحہ رہی ۔ یہ ممکن ہے کہ ایک مرتبہ حالت بے شعوری میں آدمی کی زبان سے کچھ کا کچھ نکل جائے ۔ مگر اشرف علی رسول اللہ کہنے والے کی زبان پر باوجود شعور کے دن بھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام پاک نہ آیا اور وہ اسی کلمۂ کفر کی تکرار کرتا رہا ۔ خطا کی یہ شان نہیں ہوتی ۔

تیسری بات یہ ہے کہ حدیث شریف میں یہ کہاں ہے کہ ایسا کہنا بحالت شعور بھی ہو اور دیر تک یہ کیفیت بھی رہے تو اس پر نہ کوئی مواخذہ نہ توبہ و استغفار لازم ۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر یہ بھی ہوتا کہ خطا پر مواخذہ نہیں تو اس سے یہ کب ثابت ہوتا تھا کہ کلمات کفریہ بکنے والے کا دعویٰ خطا بہر حال مقبول ہے ۔ شفا قاضی

عیاض میں ہے۔ لایعذر احد فی الکفر بالجھالۃ ولا بدعوی زلل اللسان۔ ؎ — یعنی کفر میں نادانی اور زبان بہکنے کا دعویٰ کرنے سے کوئی شخص معذور نہیں سمجھا جاتا۔

جب زبان بہکنے کا دعویٰ مسموع نہیں اور شریعت محض دعوے سے کفر بکنے والے کا خاطی ہونا نہیں مانتی تو خاطی کے متعلق جس قدر عبارات پیش کیں سب بے محل اور بے کار ہوئیں۔ پہلے دلیل شرعی سے ثابت تو کرے کہ وہ شخص خاطی ہے جب یہ ثابت ہی نہیں تو وہ خطا و ذلت کی بحث بے فائدہ ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ سے کفریات میں عذر کرنے والوں کا حکم

خود وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں شفا شریف سے نقل کرتے ہیں۔

الوجہ الثانی وھوان یکون	وجہ ثانی یہ ہے کہ حضورِ اقدس
القائل لما قال فی جھتہ صلی	صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں
اللہ علیہ وسلّم غیر قاصد	زبان کھولنے والے نے جبکہ
للسب والازراء ولامعتقد	گالی اور گستاخی کا قصد نہ
لہ ولکنہ تکلم فی جھتہ	کیا ہو اور وہ نہ اس کا معتقد
صلی اللہ علیہ وسلّم	ہو لیکن شانِ اقدس میں
بکلمۃ الکفر من لعنہ	اُس نے کلمۂ کفر کہا ہو لعنت
اوسبہ اوتکذیبہ	یا دشنام یا تکذیب یا ان کی

؎ :- شفا شریف جلد نمبر ۲ صـ ۲۵۸

او اضافة مالا يجوز عليه او نفى ما يجب له مما هو فى حقه عليه الصلوٰة والسلام نقيصة الى ان قال او يأتى بسفه من القول او قبيح من الكلام ونوع من السب فى جهته وان ظهر بدليل حاله انه لم يتعمد ذمه ولم يقصد سبه اما لجهالة حملته على ما قاله او لضجر او سكر او قلة مراقبه وضبط للسان او عجز مة وتهور فى كلامه فحكم هذا الوجه حكم وجه الاول القتل دون تعلثم انتهى ملخصاً۔

(فتاوی رشیدیہ جلد نمبر ۳ صد ۳۱)

طرف ایسی چیز کی نسبت کی جو آپ پر جائز نہیں۔ یا ایسی چیز کی نفی کی جو آپ کے لیے واجب ہے۔ غرض کوئی بات جو حضور کے حق میں نقص ہو (الیٰ ان قال) یا کوئی گستاخی کی بات کہی یا بُرا کلام کہا یا کسی طرح کی دشنام دی تو اگرچہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے حضور کی بدگوئی اور دشنام دہی کا ارادہ نہ کیا بلکہ یا تو اس کی جہالت اس قول کا باعث ہوئی یا کسی قلق یا نشہ نے اس کو مضطر کیا یا قلت نگہداشت اور زبان کے بے قابو ہونے کی وجہ سے یا بے پروائی یا بیباکی کی وجہ سے اس سے صادر ہوا اس وجہ کا وہی حکم ہے جو وجہ اوّل کا ہے کہ بے توقف قتل کیا جائے۔

سیف یمانی کی دوسری مثال کا جواب

صاحب سیف یمانی نے دوسری مثال اس کی تائید میں

واعظ کی پیش کی کہ واعظ کہنا کچھ چاہتا ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے اور غلطی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ لیکن تصحیح کی قدرت نہیں ہوتی تو کس نے کہا ہے کہ ایسے واعظ کو وعظ کہنا حلال ہے۔ وہ تو خلق خدا کو گمراہ کرے گا اور غلطی کا احساس ہونے کے باوجود تصحیح نہ کرنے پر ماخوذ ہوگا اور قدرت نہ ہونے کا جھوٹا حیلہ اس کو بچا نہ سکے گا۔ کہیں سارے وہابی ایسے ہی تو نہیں ہیں کہ چاہتے کچھ ہیں اور زبان و قلم سے کچھ نکل جاتا ہے اس تقدیر پر تو آپ کی یہ تحریر بھی قابل اعتبار نہیں شاید آپ اس کو کافر کہنا چاہتے ہوں اور بقول آپ کے بے اختیار آپ کے قلم سے مجبوراً اس کی تائید نکلتی ہو۔

یہی نہ کہہ دیا کہ مولوی اشرف علی اسے لکھنا تو چاہتے تھے کافر۔ مگر بے اختیار ان کے قلم سے اس کی تائید نکل گئی۔ تف ہے اس اندھی حمایت پر۔

سیف یمانی کی تیسری نظیر کا جواب

تیسری نظیر یہ دی ہے کہ کچہری میں سادہ مزاج گواہ وکیلوں کی جرح میں کچھ سے کچھ کہہ جاتا ہے۔

کہیں یہ آپ بیتی تو نہیں فرمائی کہ کبھی کسی کچہری میں جناب کی عقل کٹی ہو۔ مگر اس آدھی بات کے کہنے سے کیا حاصل۔ گواہ اگر بہک جائے تو کیا اس کا کلام لغو کر دیا جاتا ہے یہ نہ کہا کہ وکیل مخالف اس سے فائدہ اٹھالیتا ہے اور وہ شخص کہ جس نے اسے گواہی میں پیش کیا ہے۔ اگر یہ عذر کرے کہ گواہ نے جو بیان کیا ہے یہ اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف ہے۔ اس کی زبان بہک گئی تو یہ عذر کبھی نہ چلے گا بلکہ اس کے اسی بیان میں مقدمہ کا حکم لکھ دیا جائے گا۔

وہابیو! کیا ایسی لغو باتوں سے کفر کو اسلام بنانے کی کوشش کرتے ہو۔ ذرا تو شرماؤ۔

دیکھو؟ نہ قانون میں نہ شریعت میں نہ دنیا کے کسی اہل خرد کے سامنے کہیں بھی یہ عذر نہیں چلتا کہ زید بحالتِ ہوش و حواس یہ سمجھتے ہوئے کہ کیا کہہ رہا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے کیا کہنا چاہیئے کلمہ کفر کی رٹ لگا رہا ہے۔ اگر یہ عذر چل جایا کرے تو عورت پر طلاق ہی واقع نہ ہو۔ آپ اپنے ہی مولویوں سے یہ مسئلہ پوچھئے۔

تمام وہابیہ سے اس طرح کے ایک خواب اور واقعہ طلاق کا سوال

ایک شخص سو کر اُٹھا خواب میں اس نے دیکھا تھا کہ اپنی عورت کو طلاق دے رہا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد یہ جانتے ہوئے کہ طلاق دینا بُرا ہے۔ اور یہ سمجھتے ہوئے کہ جو کلمے اس کی زبان پر جاری ہیں وہ طلاق کے ہیں۔ دیر تک اپنی عورت کو صدہا طلاقیں دے ڈالیں اور وہ اپنے قائل کی طرح یہ کہتا ہے کہ حالت بیداری میں جب طلاق کے کلمہ کی برائی کا خیال آیا تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دُور کیا جائے۔ پھر دوسری کروٹ پر لیٹ کر اس بیوی سے محبت کی باتیں کہتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے تجھے طلاق دی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں ایسے شخص کی طلاق واقعی ہو گی یا نہیں عجب بات ہے کہ طلاق تو واقع ہو جائے۔ اس میں تو یہ کوئی عذر نہ چلے مگر اشرف علی کو نبی کہنا کفر نہ ہو اس میں مجبوری و بے اختیاری کا حیلہ کافی ہو جائے۔

وہابیہ سے مولوی اشرف علی کے گالی دینے کے ایسے عذر کا سوال

اگر اسی معتقد کی طرح کوئی شخص مولوی اشرف علی کو کافر کہے اور گالیاں دے اور یہ بیان کرے کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں بے اختیار ہوں تو آپ کے نزدیک

اس کا بیان قابل قبول ہوگا اگر ایسا نہ ہو تو وجہ فرق بتاؤ۔

الحمدللہ اس تحریر سے مہر منیر کی طرح روشن ہوگیا کہ اشرف علی کو نبی کہنا یقیناً کفر اور کفر کی حمایت بھی کفر۔ اگرچہ مولوی اشرف علی صاحب نے اس شخص کی حوصلہ افزائی کی جس نے ان پر درود بھیجا اور ان کو نبی کہا۔ اور اس کو کوئی تنبیہ نہ کی یہ نہ بتایا کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔ اور کلمۂ کفر کا ایسا عاشق بن جانا بہت بدتر حال ہے۔ مگر اہلسنت کے اعتراضات سے مجبور ہو کر صاحب سیف یمانی کو اقرار کرنا پڑا کہ وہ کلمۂ کفر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ کلمۂ محتمل المعانی نہیں تو کلمات محتملۃ المعانی کے متعلق جو عبارتیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتاب تمہیدالایمان سے ص۴۴ میں نقل کیں ہیں۔ ان کا مسئلہ زیر بحث سے کوئی علاقہ نہیں ان کو نقل کرنا صاحب سیف یمانی کی نافہمی یا فریب کاری ہے۔

وہابیہ کی طرف سے تقیّہ کی تعلیم اور کلمات کُفریّہ کی عام اجازت

مولوی اشرف علی کی نبوّت کا وظیفہ پڑھنے والے کی تائید و حمایت میں صاحب سیف یمانی کو وہ جوش آیا کہ اس نے اپنا باطنی عقیدہ تقیہ بھی لکھ ڈالا جس کو وہابیہ ہمیشہ چھپاتے ہیں اور اسی۔

سیفِ یمانی میں صاحب رسالہ عقائد وہابیہ نے جہاں وہابیہ کا تقیہ ثابت کیا تھا وہاں صاحب سیف یمانی انکار کر چکا ہے۔ مگر اشرف علی کو نبی کہنے والے کی طرف داری کے جوش میں وہ اپنے اس راز کو مخفی نہ رکھ سکا اور اس نے لکھدیا "کہ ارتداد کے لئے قصد و ارادہ لازمی ہے۔" لہ

لہ :۔ سیف یمانی ص۲۷

اس کے بعد درمختار وغیرہ کی چند عبارتیں پیش کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

فقہاء کرام کی ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بلاقصد کسی سے کلمات کفریہ سرزد ہو جائیں اور اعتقاد میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو وہ صرف ان کلمات کفر کے تلفظ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا۔ [1]

یہ تو کفر بکنے کی عام اجازت دے دی۔ وہابی دہریوں کے پاس بیٹھ کر خدا کے وجود کا انکار کرے۔ عیسائیوں سے ملے تو مسیح کو خدا کہے۔ ہندوؤں سے ملے تو بت پرستی کا قائل بنے اور ان کے تمام اعتقادات میں ہم نوائی کرے مرزائی کے پاس جائے تو مرزا کو نبی بتائے دنیا کے سارے کفریات زبان سے بکتا رہے فرعون کی طرح خدائی کا بھی دعویٰ کرے مگر دل میں اسلامی عقیدہ رکھتا ہو۔ اور معنی کفریہ کا قصد نہ کرے تو حسب تحریر سیفِ یمانی پکا مسلمان ہے۔ اور اس کی دلیل میں وہ کہتا ہے کہ درمختار میں ہے۔

وہابیہ کا تقیہ جب کہ دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد متحقق نہ ہوگا۔ [2]

یہاں صاف کر دیا کہ دارومدار دل پر ہے زبان سے چاہے کتنے ہی کفریات بکے کافر نہ ہوگا۔ یہاں بلاقصد کی بھی قید نہیں۔

ستم ہے کہ اشرف علی کو رسول کہلوانے کے لئے کلمات کفریہ کا بکنا جائز کیا جا رہا ہے۔ دیکھئے کتنا زبردست تقیہ ہے۔ دل میں تو اعتقاد ہی اسلام کا اور ظاہر کرے کفر یہی تو تقیہ ہے۔ جو عبارتیں صاحب سیف یمانی نے نقل کیں وہ سب

---

[1]: سیف یمانی ص ۴۷ ۔ [2]: سیف یمانی ص ۴۷

بے محل نقل کیں۔ ان میں خیانت بھی کی در مختار کی عبارت مُکرَہ کے حق میں تھی اسی کے لئے قرآن کریم میں وارد ہوا تھا۔

الا من اکرہ وقلبہ	سوا اس کے جو مجبور کیا جائے
مطمئن بالایمان	اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔

مگر صاحب سیف یمانی نے مکرہ کا نام تک نہ لیا اور عام حکم دے دیا کہ جب دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد متحقق نہ ہوگا۔ یہ محض باطل ہے اور اس کی نسبت در مختار کی طرف خالص دجل وفریب ہے۔ در مختار میں ہے۔

وفی الفتح من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده[1]	جس شخص نے براہ ہزل وتمسخر کلمہ کفر کہا مرتد ہوگیا اگرچہ اس کفری مضمون کا معتقد نہ ہو۔

شامی کی عبارت کا حکم کفر!

والحاصل ان من تكلم بكلمة الكفر هازلا او لاعبا كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده كما صرح به فی الخانية۔[2]	خلاصہ یہ ہے کہ جس نے کلمۂ کفر زبان سے نکالا براہ ہزل وتمسخر یا بطریق لعب وہ سب کے نزدیک کافر ہوگیا اور اس کے اعتقاد کا کچھ اعتبار نہیں ایسے ہی فتاوے قاضی خاں میں تصریح کی ہے۔

---

[1]: شامی جلد ۳ صہ ۲۹۲۔ [2]: شامی جلد ۳ صہ ۲۹۳

ان عبارات کو وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صـ۲ میں لکھا ہے۔ اور اسی فتاوے رشیدیہ جلد ۲ صـ۲ میں قاضی خاں سے یہ عبارت نقل کی۔

رجل کفر بلسانہ طائعًا	جس شخص نے بحالت اختیار
وقلبہ مطمئن علی	کلمہ کفر کہا اور اس کا دل ایمان
الایمان یکون کافرًا	پر مطمئن تھا کافر ہو جائے گا اور
ولا یکون عند اللہ	اللہ تعالیٰ کے نزدیک
مؤمنًا [1]	مؤمن نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ملفوظات کی عبارات کا جواب

صاحب سیف یمانی نے اخیر میں پھر یہ کہا ہے کہ اشرف علی کو نبی کہنے والا بے اختیار تھا اور اس کی تائید میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ملفوظات کے یہ لفظ نقل کئے ہیں کہ شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں۔ باوجودیکہ اس نقل میں خیانت ہے فریب ہے یہ الفاظ مسئلہ کفر اور کلمات کفر کے متعلق ارشاد نہیں ہوئے ہیں اس کو اس پر حمل کرنا اور اعلیٰ حضرت کی یہ مراد ظاہر کرنا دجل وفریب ہے پھر بھی اس سے صاحب سیف یمانی کو کیا فائدہ جبکہ اشرف علی کے نبی کہنے والے کو مجبور و بے اختیار قرار دے دینا محض باطل ہے کیونکہ اس کی گردن پر کسی نے تلوار نہیں رکھی تھی کوئی اکراہ نہیں کر رہا تھا۔ خطا و لغزش کا عذر بھی غلط ہے اس کا ہم مفصل بیان کر چکے تو مجبوری کیا تھی۔ وہی اشرف علی کا عشق تو ایسا عشق تو ہر بت

[1] :- قاضی خاں جلد ۳ صـ۹۷۵

پرست کو اپنے معبودانِ باطل کے ساتھ ہوتا ہے اس عشق باطل کے جذبات سے مغلوب ہو کر باوجود صحت حواس وثبات عقل وفہم معانی مجبوری کا دعویٰ کسی شخص کو کفر سے نہیں بچا سکتا البتہ اشرف علی کے نبی کہنے والے کو اگر کچھ تائید پہنچ سکتی ہے تو سیف یمانی کی اسی بات سے پہنچ سکتی ہے کہ دل میں تذبذب نہ ہو تو صرف زبان کی وجہ سے ارتداد ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر یہ عقیدہ صرف اسی کا ہے اسلام کا نہیں قرآن پاک کے خلاف ہے۔ اور خود گنگوہی کی تصریحات کے خلاف ہے۔

سیف یمانی کے وسوسہ شیطانی کو محمود کہنے کا جواب

اعتراض:۔ اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے لکھا ہے۔

اب صرف تیسرا اعتراض رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اس شیطانی وسوسہ کو حالت محمودہ کیوں سمجھا گیا۔ [۱]

جواب:۔ وسوسہ کیسا شیطانی حال ہے وہ شخص اشرف علی پر درود پڑھ رہا ہے اس کو زبان سے نبی کہتا جاتا ہے اس کی رٹ لگاتے ہوئے ہے دن بھر اسی خیال میں غرق رہتا ہے اس کو وسوسہ کہنا غلط ہے اعتراض یہ ہے کہ اس شیطانی حال اور کفری قال کو مولوی اشرف علی نے محمود اور بہتر کیوں قرار دیا اس کا جواب صاحب سیف یمانی سے کچھ نہ بنا تو اس نے یہ کہہ دیا کہ خواب کی تعبیر کچھ کی کچھ ہوا کرتی ہے۔ یہ جواب ہے یا فریب کاری خواب کیسا وہ شخص خود تصریح کر رہا ہے۔ کہ بیدار ہوں خواب نہیں۔ مولوی اشرف علی خود خواب پر حکم نہیں کرتے۔ یہ

---

[۱]:۔ سیف یمانی ص ۴۹

نہیں لکھتے کہ اس خواب کی یہ تعبیر ہے بلکہ خواب کے بعد جو واقعہ ہے وہ جاگتے ہوئے بحالت ہوش و حواس سمجھتے بوجھتے مولوی اشرف علی کو نبی کہتا ہے۔ مولوی اشرف علی اس واقعہ کو کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی۔ یہ نہیں کہتے کہ شیطانی حال تھا وہ کفری قول تھا یہ اعتراض ہے۔ اس کا کیا جواب ہوا نہ اب ہوا نہ کبھی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

صاحبِ سیفِ یمانی کا خواب پیش کرنا بے محل ہے

صاحب سیف یمانی نے بیکار بہت سے خواب لکھ کر اوراق سیاہ کئے اعتراض تو واقعہ یعنی بیداری کے حال پر۔ اور جواب میں خواب کی تمثیلیں پیش کی جا رہی ہیں۔ اب پڑھو اپنے اوپر شعر ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا الایا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

اسی سلسلہ میں صاحب سیفِ یمانی نے دو واقعے لکھے ہیں اور ان کا حوالہ فوائد الفواد اردو اور کسی رسالہ انوار خواجہ کی طرف کیا ہے جن کے مضامین قطعاً باطل ہیں۔ اور ان کی نسبت اولیاء کی طرف ہر گز صحیح نہیں۔ ہم صاحب سیف یمانی کی بہت خیانتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اس کو قرآن و حدیث و کتب فقہ بلکہ خود اپنے بزرگوں تک پر بہتان لگانے میں تامل نہیں ہے ناظرین کو گذشتہ او[راق] سے اس کا کافی ثبوت مل چکا ہے۔ لہٰذا ہم ان واقعات کی نسبت کو صاحب سیف یمانی کی چالاکی پر محمول کرتے ہیں۔ مولوی اشرف علی تو شاہ عبد العز[یز] صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوے کے نقول تک کو معتبر نہ مانیں کیا ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم غیر معروف و نامعلوم اشخاص کے تراجم اور تالیف پر اعتماد کر کے اہل اللہ کی نسبت سوء ظن کریں۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

یقیناً ان نقول کی نسبت حضرت خواجہ صاحب اور محبوب آلہی صاحب کی طرف غلط ہے اگر صاحب سیفِ یمانی کے نزدیک یہ نسبت صحیح نہ تھی تو اس کو چاہیئے تھا کہ اس کا حکم بیان کرتا۔

بدنصیبو! حضرت خواجہ صاحب کا نام لیتے ہو۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں کفار کا سر قلم فرماتے تھے ایسا کفری کلمہ بکنے والا جس نے اشرف علی کو نبی بتایا۔ جس کی تم حمایت کرتے ہو ان کے سامنے آتا تو سر سلامت نہ لے جاتا۔

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی گیارھویں عبارت

یعنی

مولوی محمود حسن دیوبندی کا پہلا شعر!

مولوی محمود حسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں لکھا ہے۔ ؎

زبان پر اہل اہوا کے ہے کیوں اعل ہبل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی [1]

اس پر صاحب عقائدِ وہابیہ نے جو اعتراض کیا ہوگا اس کو صاحب سیف یمانی نے نقل نہیں کیا بلکہ شعر کی نسبت یہ عذر کیا کہ شعر میں لفظ "ثانی" واقع ہے وہ "مماثل" کے معنی میں نہیں بلکہ دوسرے کے معنی میں ہے۔ باوجودیکہ اردو محاورات کے جاننے والے خوب سمجھتے ہیں کہ ایسے موقع پر لفظ "ثانی" مثل کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں تھا اس لغو عذر کے کے بعد دوسرا اس سے اور واہیات عذر یہ کیا ہے۔

کہ دنیا میں پہلی مرتبہ تو اس وقت اعل ہبل کہا گیا تھا جب شیطان نے مسلمانوں کی ہمت توڑنے کے لئے الا ان محمداً قد قتل

پکارا تھا اب دوسری مرتبہ جو اہلِ باطل کی زبان سے وہی کلمہ ملعونہ سُنا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حامیٔ سُنّت دنیا سے اُٹھ گیا۔ انتہیٰ ملخصاً۔ لہ

سیفِ یمانی کے جھوٹ

فرعن المطر وقام تحت المیزاب
کہئے اب تو آپ ہی کے قول سے ثانی بمعنی مثل ثابت ہوگیا۔ البتہ اُس کے لئے یہ جھوٹ اور بولنا پڑا کہ گنگوہی کی موت کے وقت اعل ھبل کا کلمہ سُنا گیا۔ یہ محض جھوٹ ہے۔ افترا ہے بہتان ہے۔ نہ اب ہبل باقی ہے نہ ہبل کے پوجنے والے باقی ہیں مصطفائی ہدایت کے انوار نے ہبل اور ہبل پرستی کو خاک میں ملادیا۔ اب وہابیوں کے دماغوں میں ہی ہبل کی یاد ہو تو ہو اور اُس کے علو کے نقشے کھنچیں تو کھنچیں دُنیا میں کوئی اس کا پکارنے والا موجود نہیں۔ یہ جھوٹ بھی بولے اور محاورہ کے خلاف ثانی کے معنی بھی بدلے اور پھر کام بھی نہ چلا۔

سیفِ یمانی کا ثانی اثنین سے استناد اور اُس کا جواب

اِس کے بعد صاحب سیف یمانی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصف ثانی اثنین سے رشید احمد کے ثانی رسول ہونے پر محض بے حیا اور گستاخانہ، اور بے ادبانہ استدلال کیا۔ اور پھر بھی کچھ کام نہ بنا کیونکہ وہابی عقیدہ میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو بانی اسلام کہا ہی نہیں جاسکتا۔ دیکھو وہابیوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

لہ :- سیف یمانی صہ۵۵

تقویت الایمانی حکم سے حضور کو بانی اسلام کہنا شرک

یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ [۱]

اس عبارت میں حضور کے بانی اسلام نہ ہونے کی صاف تصریح ہے کہ شرع ان کا حکم نہیں اور وہ اپنی مرضی سے جو کہیں اُمت کو لازم نہیں ہوتا بلکہ اس اعتقاد کو شرک بتایا ہے تو جو شخص حضور کو بانی اسلام قرار دے وہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک۔ اور پھر گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہہ کر دوسرے شرک میں گرفتار

تمام وہابیہ تقویت الایمانی حکم سے مشرک ہوئے

صاحب سیف یمانی نے اس شعر کی توجیہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو بانی اسلام قرار دیا وہ اور سیف یمانی کے جملہ مصدقین تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے اور نیز اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو بانی اسلام کہنا وہابیوں کے عقیدہ میں شرک ہے تو اب بانی اسلام نہیں کہہ سکتے مگر اللہ تعالیٰ کو اور حقیقۃً دین اسی کا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ تو اب بانی اسلام کا ثانی کہنے کے یہ معنی ہوئے کہ خدا کا ثانی۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ثانی فرمایا جانا رشید احمد کے ثانی خدا کے کہے جانے کی سند کیسے ہو سکتا ہے۔

---

[۱] : تقویت الایمان مطبوعہ مرکنٹائل ص ۴۷ ۔

وہابیہ کے نزدیک گنگوہی جی ثانی خدا ہیں

اگر مولوی محمود حسن کے شعر کا صحیح کرنا مقصود ہو تو صاف مولوی رشید احمد کو ثانی خدا کہنے کے جواز کا حکم کرو۔

اور تمہیں یہ بھی کیا مشکل ہے جب ایمان ہی نہیں تو سب کچھ کر سکتے ہو۔ ڈر تو ایماندار کو ہوتا ہے وہ ایسے لفظ نہ خود زبان پر لاتا ہے اور نہ کسی ایسے الفاظ بکنے والے کی حمایت کرتا ہے۔

ص۱۱ رسالہ عقائدِ وہابیہ کی بارھویں عبارت

یعنی

مولوی محمود حسن کا دوسرا شعر !

قبولیّت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(عبید سود) کا صحیح اردو ترجمہ (کالے غلمٹے) ہے۔

شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولوی رشید احمد کی مقبولیّت اس مرتبہ کی ہے کہ ان کے یہاں چھوٹے سے چھوٹا کالا غلام بھی یوسف ثانی کا لقب رکھتا ہے۔

اگر یوسف سے صرف حسین مراد لیا جائے تو بھی اہل علم و ادب ایک جلیل القدر نبی کا نام پاک ہونے کی وجہ سے اس کو ایسے موقع پر استعمال نہیں کرتے جہاں مظنۂ اہانت ہو۔ بلکہ آپ کے طریقہ پر شیطان کے معنی چالاک کے ہو سکتے ہیں تو کیا آپ کو گوارا ہے کہ اس معنے سے آپ کا لقب شیطان ثانی قرار دیا جائے۔ اگر اپنے لئے یہ گوارا نہیں ہے تو کیا مراتب انبیاء علیہم السّلام کا ادب اپنے برابر بھی ملحوظ نہیں رکھتے ہو۔

پھر حسین کو یوسف ثانی اس لئے نہیں کہا جاتا کہ حسین کے معنی میں یہ لفظ دوبارہ وضع کیا گیا ہے بلکہ ملحوظ وہی جمال پاک حضرت یوسف علیہ السلام ہوتا ہے۔ بے باک لوگ مبالغۃً حسینوں کو حضرت سے تشبیہہ دے دیا کرتے ہیں۔ دیکھئے

کہا جاتا ہے کہ فلاں رستم وقت ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ لفظ رستم پہلوان کے معنی میں دوبارہ وضع کر لیا گیا ہے۔ بلکہ اس میں رستم پہلوان کی شجاعت ملحوظ ہوتی ہے۔ اس کو آپ نہ سمجھے۔ اس کا باعث یہی تھا کہ آپ نے اردو اسکول کے ٹیچروں سے سیکھی ہے۔

سیف یمانی کی ایک نئی گستاخی

اسی لئے آپ صفحہ ۵۵ میں یہ بھی لکھ چکے ہیں۔ ح

مان لیا ہم نے کہ عیسٰے سے سوا ہو

اور یہ نہ سمجھا کہ اس کا کیا مفہوم ہے۔ اور اس کا مخاطب کون ہے۔ اگر آپ نے کسی زبان دان کی صحبت کا فیض اٹھایا ہوتا تو آپ سمجھ سکتے کہ ایسے موقع پر یوسف ثانی یا عیسٰے سے سوا کہنا طریقہ ادب سے دور ہے۔

لِکُلِّ فرعونٍ موسیٰ کی مثال کا جواب

لِکُلِّ فرعونٍ موسیٰ کی مثال جو پیش کی تو یہ قرآن نہیں حدیث نہیں پھر بھی یہاں لفظ موسیٰ کسی بُری تشبیہ کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا۔

مولوی محمود حسن کا تیسرا شعر

یعنی

صاحب عقائد وہابیہ کی تیرھویں عبارت

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

صاحب سیف یمانی نے اس شعر کی توجیہ میں یہ کہا ہے کہ مردوں سے گمراہ اور زندوں سے راہ یاب مراد ہیں۔ لیکن اس کو مان بھی لیا جائے تو شعر سے لازم کس طرح دفع ہوگا۔ یہاں تو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح ذرا گنگوہی کی مسیحائی کو دیکھیں کہ گنگوہی کی مسیحائی ان کی مسیحائی سے بڑھ گئی ہے۔ ان کی مسیحائی تو اتنی ہی تھی کہ وہ مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن گنگوہی کی مسیحائی ایسی ہے کہ مردوں کو زندہ بھی کرتے ہیں اور نہ زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔ اب موت وحیات کے معنی ضلالت و ہدایت بھی لیجئے تو اس مقابلہ اور گنگوہی کی ترجیح کی گستاخی کا کیا جواب ہے۔

حافظ صاحب اور خسرو صاحب کے اشعار کا جواب

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے خواجہ حافظ شیرازی اور امیر خسرو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما کی طرف نسبت کر کے چند شعر لکھ دیے ہیں اور یہ کہا کہ جو

طریقہ دیوبندیوں کیساتھ اختیار کیا گیا. اگر ان کے ساتھ بھی اختیار کیا جائے تو ان کے لئے بھی فتاوے صادر کئے جائیں۔

پہلے تو میں یہ دکھادوں کہ اولیاء اللہ کے کلام پر دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ صاحب سیفِ یمانی کی تمام تاویلات گنگوہی صاحب کے قول سے بھی باطل ہیں۔ اور حقیقی معنی مراد نہ ہونے کا عذر بیکار اور نامسموع۔

حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کے کلیات میں ہے۔ ؎

روحی فداک اے صنم ابطحی لقب
آشوب ترک و شور عجم فتنۂ عرب

اس پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتوے دیکھئے۔

گنگوہی جی کے نزدیک معنی حقیقی مراد نہ ہونیکا عذر بیکار ہے

سوال:۔ شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو صنم یا بُت یا آشوب ترک فتنۂ عرب باندھتے ہیں. اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہرہ خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے خالی نہیں۔ ؎[1]

گنگوہی کا مولانا جامی پر فتوائے کفر صاحب سیفِ یمانی یاد رکھے کہ شانِ انبیاء کرام میں گستاخانہ کلمات بول کر معنی مجازی مراد لینا بحکم گنگوہی کفر

---

[1] ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ صـ ۳۰۔

سے نہیں بچاتا۔ پھر گنگوہی صاحب اسی فتوے کے آخر میں لکھتے ہیں۔

"الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاھر ھے۔ پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا[1]

گنگوہی جی کے نزدیک ایہام گستاخی اور گستاخی ایک ہی چیز ہیں

یہ تو وہابی سمجھتے رہیں گے کہ ایہام گستاخی اور گستاخی دونوں کو گنگوہی صاحب نے ایک کس طرح کر دیا۔ ایک ہی چیز کو پہلے ایہام گستاخی اور پھر اسی کو گستاخی و اذیت ظاہرہ کہا۔ مگر ہمیں تو صاحب سیفِ یمانی سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ حکم کفر انہوں نے کس پر دیا؟ اور اس فتوے کے بعد آپ مولانا جامی علیہ الرحمتہ کو کیسا سمجھتے ہیں۔؟ کیا مولانا جامی علیہ الرحمتہ اولیاء میں سے نہیں ہیں۔؟

پھر کیا اب مولوی رشید احمد گنگوہی کو ناآشنائے حقیقت کہو گے یا مولنا جامی علیہ الرحمتہ کو کافر سمجھو گے؟ کچھ تو بولو؟

صاحب سیف یمانی نے جو شعر لکھے ہیں ان کا تو ترجمہ بھی اُس سے صحیح نہ ہوا۔ اس نے ٹیچر سے اُردو ہی پڑھی تو فارسی کا ترجمہ کیسے صحیح کر سکتا ہے۔ میرے سامنے آکر شاگردی کا اقرار کرے تو میں حافظ و خسرو رحمہما اللہ تعالیٰ کے اشعار کا ترجمہ اسے پڑھا دوں اور مطلب بتا دوں پھر وہ سمجھ لے گا کہ ان اشعار کا پیش کرنا اس کی نادانی کا ایک کرشمہ تھا۔

ایک شعر اس نے خواجہ کی طرف نسبت کرکے یہ لکھا ہے۔

ع۔ مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن　　　که در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

---

[1] :۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص۱۳۱۔

اس شعر کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

نہ آنکہ ہر کہ ایں صفت دارو تنہا مسلمان کامل است اگرچہ
در باقی احکام ارکان دین تقصیر کند چنانکہ ملحداں گویند ؎

مباش در پئے آزار ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست [1]

حضرت شیخ نے اس شعر کو ملحدوں کا مقولہ فرمایا۔

اب سیف یمانی کے مصنفین و مصدقین بتائیں کہ بقول ان کے حضرت شیخ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ یا حافظ شیرازی معاذاللہ تعالیٰ ملحد۔ ان سے تو اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے۔ مگر میں اس معمے کو حل کر دوں تاکہ مسلمان پریشانی میں نہ پڑیں۔

بات یہ ہے کہ حضرت شیخ کا حکم صحیح ہے۔ مگر خواجہ حافظ پر حکم نہیں ہے کیونکہ شعر ہی ان کا نہیں بلکہ الحاقی ہے۔ بزرگوں کے کلاموں میں ارباب نفس وہوا نے بہت سے الحاق کئے ہیں۔ صاحب بصیرت کو اس کی تمیز چاہیے۔

---

[1] :- اشعۃ اللمعات طبع کلکتہ جلد اول ص ۳۹

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی چودھویں عبارت

یعنی

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب بالذات مانیں اور حضور کو بواسطہ عالم الغیب مانیں تو غلط ہے۔ خلاف نصوص شرعیہ ہے۔ الخ[1]

اگر رسالہ عقائد وہابیہ میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور صاحب سیف یمانی کی خیانت اور بہتان سے یہ محفوظ ہے تو غلط چھپی ہے۔ صحیح عبارت یہ ہونی چاہیئے۔ اور حضور کو بواسطہ غیب پر مطلع فرمائیں۔ کیونکہ ہمارا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیوب پر مطلع کہتے ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کثرت سے علوم غیبی ثابت ہیں جن کی نسبت اکابر علمائے متقدمین فرماتے ہیں کہ حضور پر غیوب کے دروازے کھولدیے گئے لیکن پھر بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق میں احتیاط کی جاتی ہے۔ یہی ہمارا مسلک ہے اگرچہ بعض علماء قیام مبداء کو علت حمل مشتق کی قرار دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اس قدر کا اطلاق کرتے ہیں۔ وللناس فی ما یعشقون مذاھب:۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے اس کی تصریحیں فرمائیں جن کو خود صاحب سیف یمانی نے نقل کیا۔

---

[1] :۔ سیف یمانی صد ۶۱

رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی پندرھویں عبارت

یعنی

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک حضور کا علم اتنا اور ایسا ہے جتنا جانور اور چوپایوں کو ہے !

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے؟ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس

طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے "۔ [۱]

ہر اُردو سمجھنے والا اس عبارت سے بے تکلّف اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مولوی اشرف علی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے تمام علوم غیبیہ کا ثابت ہونا تو دلیل عقلی ونقلی سے باطل بنا یا اب رہ گیا بعض اور وہی ان کے عقیدہ میں حضور کے لیے ثابت بھی ہے جیساکہ انہوں نے ان لفظوں میں تصریح کی ہے۔

" بلکہ عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے "۔ [۲]

اب ثابت ہوگیا کہ مولوی اشرف علی کے اعتقاد میں حضور کے لئے بعض علوم ہی ثابت ہیں۔ اور اس بعض کی نسبت وہ یہ لکھتے ہیں کہ۔

" اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے "۔ [۳]

تو اب قطعاً ثابت ہوگیا کہ مولوی اشرف نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو زید وعمر اور ہر صبی ومجنون اور تمام جانوروں اور چوپاؤں کے برابر کر دیا۔ اور یہ خاص ان کا اپنا عقیدہ ہے کیونکہ وہ حضور کے لئے بعض کے قائل ہیں اور بعض ہی میں تمام حیوانات وغیرہ کو حضور کا شریک کرتے ہیں تو اب صاحب سیفِ یمانی کا یہ قول کہ۔

" جو ملعون ایسا عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا علم معاذ اللہ زید وعمرو پاگلوں اور چوپائیوں کی برابر ہے وہ ہمارے

---

[۱]: حفظ الایمان مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ صہ ۶۔ [۲]: حفظ الایمان صہ ۷۔ [۳]: حفظ الایمان صہ ۶

نزدیک کافر ہے "۔ ؎۱

مولوی اشرف علی تمام وہابیہ اور خود اپنے حکم سے کافر و ملعون

اس کا مصداق خاص مولوی اشرف علی ہیں اور اگر مولوی اشرف علی نے بھی ایسا لکھا ہے تو انہوں نے خود اپنی تکفیر کی ہے۔ اب تو حفظ الایمان کی اس عبارت کا کفر اور اس کے قائل کا کافر ہونا خود اشرف علی اور اس کے حمایتیوں کے کلام سے ثابت ہو گیا۔

سیفِ یمانی کا اہلسنّت پر بہتان

صاحب سیف یمانی کا اہل سنّت پر یہ اتہام رکھنا کہ ان کا یہ اصول ہے۔

"کہ جس کو بعض مغیبات کا علم بھی حاصل ہو عام ازیں کہ ایک کا ہو یا ایک کروڑ کا اسی کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے"۔ ؎۲

یہ خاص جھوٹ ہے علماء اہلسنت نے کہیں یہ نہ لکھا اور صاحب سیفِ یمانی کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا اور اس کو گریز کے لئے سوائے جھوٹ کے اور کوئی راہ نہ ملی اور اہلِ باطل کو راہ ہی کہاں مل سکتی ہے اسی باطل فریب کاری اور جھوٹ پر اس نے یہ تفریع کی ہے کہ اشرف علی ستے تو اہلِ سُنّت کو مساوات سے بچانے کی کوشش کی ہے۔

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ ؕ

؎۱:۔ سیف یمانی صد ۶۳ ۔ ؎۲:۔ سیف یمانی صد ۶۲

صاحب رسالہ عقائدِ وہابیہ کی سولھویں عبارت

یعنی

عوام الناس کو جمع کر کے سورۂ ملک وغیرہ سورتیں پڑھنا اور نقد و طعام تقسیم کرنا اور تیجہ و دسواں مقرر کرنا سب امور بدعت ضلالۃ ہیں۔

صاحب سیف یمانی نے ان امور کے نادرست ہونے پر وہی نماز چاشت اور دعوت ختنہ والے دو حوالے پیش کر دیے جن کا جواب مفصلاً گزر چکا کہ ان میں خیانت ہے اور مسلم شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ حدیث مروی ہی نہیں۔ علاوہ بریں ان حوالوں سے اسے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور ان کو سند بنانا اس کے جہل کی سند ہے اور اس کا یہ دعویٰ کہ مستحسن فعل اہتمامات کی وجہ سے نادرست اور واجب الترک ہو جاتا ہے۔ [1]

ان دونوں حوالوں سے ثابت نہیں ہوتا نہ اس کی اور کوئی دلیل صاحب سیف یمانی پیش کر سکا اور پیش کہاں سے کرتا جب کہ یہ دعویٰ حدیث کے خلاف ہے۔

اہتمام کا حدیث سے ثبوت	حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔

[1] ملخصاً سیف یمانی ص ۶۶

احب الامور الی اللہ ادومہا[1] اللہ تعالیٰ کو وہ کام پسند ہیں جن پر خوب اچھی طرح مداومت کی جاوے

یہی تو اہتمام ہوا۔ وہ اہتمام اللہ کو تو پسند اور وہابیہ کو ناپسند۔ اپنی رائے سے حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اور حلال خدا کو حرام بناتے ہیں۔ اس سے بدترین بدعت اور کیا ہوگی۔ سیف یمانی میں ہے۔

"اگر کوئی فعل فی نفسہ اچھا بھی ہو لیکن لوگ اس میں وہ اہتمام کرنے لگیں جن کی تعلیم ہم کو شریعت نے نہ دی ہو تو وہ فعل صرف ان اہتمامات کی وجہ سے ممنوع اور قابلِ ترک ہو جاتا ہے۔" [2]

وہابیہ خود اپنے قاعدے سے پکے بدعتی ہیں!

وہابیہ کا یہ ایک دعوٰی ہے جس سے انہوں نے بہت سے امورِ نیک اور خیر کے کاموں کو روک دیا اور معصیت ٹھہرا دیا۔ مگر اس دعوے کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔ علاوہ بریں کیا اس قاعدہ کلیہ کے تحت دیوبندیوں کے مدارس نہیں آتے ان میں تو اس قدر اہتمامات ہیں کہ تیجہ۔ فاتحہ۔ عرس۔ گیارھویں مجالس ذکر شہادت وغیرہ کے مجموعہ میں بھی نہیں۔ اگر یہ اہتمام وہابیہ کے عقیدہ میں اچھے فعل کو بھی ممنوع کرتے ہیں تو وہابیو! پہلے ان مدارس کی بدعتوں کو مٹاؤ اور اس معصیت سے باز آؤ؟ جو بقول تمہارے معصیت و گناہ ہیں۔ مسجدوں میں چارپائیاں رکھی ہیں اور یہ اہتمام ہے کہ مردوں ہی کے کام آئیں۔ مردہ انہیں پر لیجایا جائے۔ یہ اہتمام کہیں زمانہ اقدس میں تھا۔ دستار بندی کے جلسے اور ان کے اہتمام جس حدیث میں آئے ہوں وہ پیش کرو۔ ورنہ بقول خود اس

[1]:- از مشکوٰۃ شریف صا۱۱۰۔ [2]:- سیف یمانی صا۶۶۔

بدعت سے باز آؤ۔ تمہارے سر پر تو بدعت کی دستار بندھی ہے تمہارا تو ہر ہر فعل بدعت ہے۔

وہابیہ کے خاتم المحققین نے وہابیہ کی جھونپڑی پھونک دی

مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی جنھیں سیف یمانی میں ـــ خاتم المحققین اور آیۃ من آیات اللہ لکھا ہے وہ سیف یمانی کے اس قاعدہ کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ دیکھو مجموعۃ الفتاوے جلد اوّل صـ۱۳۱ ـ

"کتب فقہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ ازمنہ سابقہ میں ان کا وجود نہ تھا مگر بسبب اغراض صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا گیا ہے"

صفحہ نمبر ۲۹۴ پر ہے

"الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعان ہوئے تو امید ثواب ہے مگر اس کے طریقہ کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں"

آلخ۔ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۷ پر ہے۔

"کسی کہ میگوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست و نشاء قولش جہل و ناواقفیت است از احوال اولیاء و از معنی توحید وجودی و شہودی و شاعرے کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است"

صفحہ نمبر ۱۴۲ پر ہے۔

"شغل برزخ اس طور پر کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے لکھا ہے نہ شرک نہ ضلالت ہاں افراط و تفریط منجر ضلالت کی طرف ہے۔ تصریح اس کی مکتوبات مجدد الف ثانی میں جا بجا موجود ہیں۔

جلد سوم صفحہ نمبر ۸۸ میں ہے۔

سوال :۔ وقت ختم قرآن در تراویح سہ بار سورۃ اخلاص میخوانند مستحسن است یا نہ۔

جواب :۔ مستحسن است۔

ص۱۲۷ پر ہے۔

"بسم اللہ نوشتن بر پیشانی میت از انگشت درست است یا نہ"

جواب

" درست است "

ص۱۵۲ میں ہے۔

" درمجالس مولد شریف کہ از سورۃ والضحیٰ تا آخر میخوانند البتہ بعد ختم ہر سورت تکبیر میگویند راقم شریک مجالس متبرکہ بودہ ایں امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ وہم در مدینہ منورہ وہم در جدہ "

ص۱۲۰ پر لکھتے ہیں۔

پارچہ جھنڈا سالار مسعود غازی در مصرف عود آرد یا تصدیق نماید۔

جواب :۔ ظاہر او راستعمال پارچہ مذکور بصرف خود وجہے موجب بزہ گاری باشد نیست و اولیٰ آنست کہ بمساکین وفقرا دہد۔

کچھ دیکھا کہاں گیا تمہارا من گھڑت قاعدہ۔ تمہارے خاتم المحققین نے جن کو تم آیتٌ من آیات اللہ کہتے ہو تمہارے ہی پرزے اڑا دیے۔

شرح سفر السعادت کی عبارت کا جواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت صاحب

سیف یمانی نے بحث کی اس میں یتیموں کے مال کو بغیر وصیّت مورث صرف کرنا منع فرمایا ہے۔ اور یہ منع حق ہے۔

اہل سنت تیجہ ایصال ثواب کو جائز و مستحب کہتے ہیں۔ نہ پرائے مال کا بے وصیّت خرچ کرنا یہ تو ایسا ہوا کہ اگر کوئی عالم کہے کہ رشوت اور چوری کے مالوں میں سے زکوٰۃ دینا اور بہ نیت ثواب راہ خدا میں خرچ کرنا حرام ہے اس سے کوئی وہیرا یہ نتیجہ نکالے کہ زکوٰۃ اور خیرات ہی حرام ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ نیک کام صرف اہتمام سے ناجائز و ممنوع ہو جاتے ہیں۔ اور دلیل یہ لائے کہ پرائے مال کا بے وصیّت صرف کرنا ناجائز ہے، وہی اپنا شعر ہے

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِی اَدِرْ کَاسًا وَّنَاوِلْھَا

پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لو۔

سوم کی بحث

پھر اس عبارت سے سند لاتے وقت یہ بھی ظاہر کرنا ضرور تھا کہ ارتکاب تکلّفات جس کو اجتماع سوم میں شیخ نے منع فرمایا ہے وہ تکلّفات کیا تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ حکم ممانعت کس چیز پر ہے۔ شیخ کے زمانہ کو صدیاں گزر گئیں جب تک یہ واضح نہ کر دیا جائے کہ اُسوقت کے لوگ کس قسم کا اجتماع کرتے تھے اور کیا تکلّفات عمل میں لاتے تھے اُس وقت تک عبارت شیخ سے استدلال محض ہرزہ سرائی ہے اگر آپ یہ ناز کریں کہ اس عبارت کے اوّل میں قرآن خوانی بر سر قبر وغیرہ اور میّت کے لئے غیر وقت نماز میں جمع ہونا بدعت و مکروہ کہا ہے۔

تو اس کی نسبت بھی گزارش کر دیا جائے کہ یہ جناب کی خیانت ہے۔ کہ مسئلہ لکھا مراد ظاہر نہ کی۔ لفظ برائے میّت کس طرف مشیر ہے کچھ خبر ہے۔

اور قبر پر ختم قرآن پڑھنا مکروہ کس معنی سے ہے۔

شرح سفر السعادت میں اس مسئلہ کے متعلق سیف یمانی کی نقل کردہ عبارت کے کچھ بعد فرماتے ہیں۔

شیخ ابن ہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ اختلاف کردہ اند در نشاندن قاریاں تا بخوانند نزد قبر و مختار عدم کراہت است۔ لہ	قرآن خوانی کے لئے قاریوں کو قبر کے پاس بٹھانے میں اختلاف ہے اور مختار عدم کراہت ہے۔

صاحب سیف یمانی کی شرح سفر السعادۃ کی عبارت میں قطع و برید

اب کہاں گئی وہ کراہت۔ آدھی عبارت لکھ دی اور آدھی چھوڑ دی اور چھوڑی بھی وہ جس میں مذہب صحیح و راجح کا بیان تھا۔ ایسی قطع و برید کرو تو جو چاہو کتابوں کی طرف نسبت کر کے جاہلوں کو دھوکہ دے سکتے ہو۔

نیز یہی شیخ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

و مختار آنست کہ خواندن قرآن بر سر قبر مکروہ نیست خلافاً للبعض کذا قال الشیخ ابن الہمام۔ ۲ہ	مختار مذہب یہ ہے کہ قرآن کا پڑھنا قبر پر مکروہ نہیں ہے بخلاف بعض کے ایسے ہی ابن ہمام نے فرمایا۔

فتاویٰ بزازیہ کی عبارت کا جواب

اس کے بعد صاحب سیف یمانی نے فتاویٰ بزازیہ کی عبارت اہل میت کے سوم کا کھانا تیار کرنے کے متعلق نقل کی ہے اور یہ نہیں

لہ :- شرح سفر السعادت صد ۲۵۲۔ ۲ہ :- اشعۃ اللمعات صد ۱۰۰ ۔

ظاہر کیا کہ اس میں برادری کی دعوت کو مکروہ کہا گیا ہے۔ اور نہ بزازیہ کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا۔ — اگر اہل میت فقراء کے لئے کھانا تیار کریں تو بہتر ہے۔

سوم کے کھانے کی بحث

اتنا علم تو صاحب سیف یمانی کو کہاں ہوگا کہ برادری کی دعوت کے متعلق بزازیہ کا قول فقہانے رد کیا ہے اور اس کی کراہت کو خلاف حدیث بتایا ہے۔ اور حدیث جریر ابن عبداللہ جو بزازیہ کے حکم کراہت کا مدار ہے اس کو طعام وقت موت پر حمل کیا ہے اس کے علاوہ طعام بعد دفن کے جواز پر حضرت عاصم ابن کلیب کی حدیث سے استناد کیا ہے۔ حلبی میں ہے۔

ولا یخلوا عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراھۃ الاحدیث جریر ابن عبداللہ المتقدم وانما یدل علی کراھۃ ذالک عند الموت فقط علی انہ قد عارضہ مارواہ الامام احمد بسند صحیح والبوداؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ

بزازیہ کا کلام نظر و اعتراض سے خالی نہیں کیونکہ اس میں حدیث جریر ابن عبداللہ کے سوا کراہت کی کوئی دلیل نہیں اور حدیث جریر فقط موت کے وقت اہل میت کے کھانا تیار کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے علاوہ بریں یہ بات ہے کہ اس کے معارض وہ حدیث ہے جسکو امام احمد نے بسند صحیح و ابوداؤد نے عاصم ابن کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ایک انصاری سے روایت

عليه وسلم وهو على القبر يوصى
الحافر يقول اوسع من قبل رجليه
اوسع من قبل رأسه فلمّا رجع
استقبله داعي امرأته فجاء و
جيئ بالطعام فوضع يده ووضع
القوم فاكلوا ورسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلّم يلوك
لقمة في فيه ثم قال اني اجد لحم
شاة اخذت بغير اذن اهلها
فسئلت المرأة تقول يا رسول
الله اني ارسلت الى البقيع اشترى
شاة فلم اجد فارسلت الى
جار لي قد اشترى شاة ان
يرسل الى بثمنها فلم يجد فارسلت
الى امرأته فارسلت بها الى
فقال (رسول الله) صلى الله عليه
وسلم اطعميه الاسارى
فهذا يدل على اباحة صنع اهل
الميت الطعام والدعوة

گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ ایک جنازہ میں گئے میں نے
حضور کو دیکھا قبر پر گورکن کو فرماتے
تھے کہ قبر کو پائنتی سے کشادہ کر۔
سرہانے سے کشادہ کر۔ پھر جب دفن
کر کے واپس ہوئے تو حضور کو میّت
کی بی بی کی طرف سے ایک دعوت
کرنے والا بلا۔ حضور وہاں تشریف
لائے۔ اور کھانا حاضر کیا گیا۔ حضور
نے اس میں اپنا دست مبارک
رکھا اور قوم نے ہاتھ ڈالے اور کھانا
شروع کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
دہن اقدس میں لقمہ چباتے تھے
تو فرمایا میں ایسی بکری کا گوشت
پاتا ہوں جو اپنے مالک کے بغیر اجازت
ذبح کی گئی۔ عورت سے دریافت کیا
گیا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ
میں نے بقیع کی طرف بکری خریدنے
بھیجا نہ ملی۔ تو میں نے اپنے پڑوسی

الیہ۔ لہ کے پاس جس نے بکری خریدی تھی۔
پیام بھیجا کہ جس قیمت پر تم نے بکری خریدی ہے میرے پاس بھیجدو وہ نہ ملا تو میں نے اس کی عورت کے پاس آدمی بھیجا اس نے مجھے بکری بھیجی حضور نے فرمایا کہ اسیروں کو کھلا۔ یہ حدیث اہل میت کے کھانا تیار کرنے کی اباحت اور اس کی دعوت دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

کیوں جناب کچھ کھلیں آنکھیں کہ بزازیہ کے حکم کو فقہا نے مجروح کردیا

ملّا علی قاری کی عبارت کا جواب اور صاحب سیف یمانی کی قابلیت

صاحب سیف یمانی نے بحوالہ ملّاں علی قاری ایک عبارت علامہ طیبی کی نقل کی ہیں۔ آپ کی نقل تو ہمیشہ غلط ہی ہوا کرتی ہے مگر یہاں ایک کمال اور ہے کہ آپ سے اس عبارت کا ترجمہ بھی نہ ہو سکا۔ عجب باکمال ہیں کہ جس عبارت کا ترجمہ بھی نہ کر سکیں اسی کو سند میں پیش کردیں۔ اس حیاداری پر آفریں۔ اس عبارت میں ہے۔

من اصر علی امر مندوب وجعل عرفا ولم یعمل بالرخصۃ

اس میں "جعل عرفا" کا ترجمہ صاحب سیف یمانی سے نہ ہو سکا اس کے ترجمے میں آپ لکھتے ہیں اور اس کو عزیمت قرار دے لے۔ ہیں تو لتقہ سادہ لوح اور بھولے کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ عزیمت کسے کہتے ہیں اور استدلال کے لئے مستعد کسی لغت ہی میں دیکھ لیا ہوتا عربی کی فہم دشوار تھی تو منتہی الارب ہی میں تلاش کیا ہوتا جو اکثر فارسی کے ترجموں سے لغات کا حل کرنا ہے اس میں لکھا ہے۔

لہ:۔ حلبی مطبوعہ محمدی لاہور ص ۵۶۳۔

عزمة بالفتح واجب وثابت وعزمة من عزمات اللہ
ای حق من حقوقہ او واجب مما اوجبہ۔

اگر آپ یہ لغت دیکھ لیتے تو آپ کو عبارت کا ترجمہ معلوم ہو جاتا۔ اب میں ترجمہ کرکے بتا دیتا ہوں۔ ترجمہ یہ ہے کہ

جس شخص نے کسی امر مستحب پر اصرار کیا۔ اور اس کو واجب سمجھا اور رخصت پر عمل نہ کیا اس پر شیطان کا فریب کچھ نہ کچھ چل گیا۔

اگر یہ ترجمہ آپ جانتے تو عبارت کی سند ہی میں نہ لاتے کیونکہ غیر واجب کو واجب جاننا اس عبارت میں مذموم بتایا گیا ہے تو تیجہ فاتحہ چالیسویں وغیرہ کو کوئی بھی واجب نہیں جانتا لہذا یہ عبارت اس سے متعلق ہی نہیں ہوئی اگر کسی زمانہ کے لوگ ایسا سمجھنے لگے ہوں تو ان کا حکم آج کل کے مسلمانوں پر کیسے جاری ہو سکتا۔

لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ۔

شرحِ منہاج کی عبارت کا جواب

سیف یمانی میں امام نووی کا قول نقل کیا ہے اور شرح منہاج کا حوالہ دیا ہے۔ کوئی حوالہ اس شخص کا قابل اعتبار نہیں باوجود اس کے ترجمہ غلط کیا ہے، عبارت میں تو یہ ہے۔

"اطعام الطعام فی الایام المخصوصۃ"

اور ترجمہ یہ کیا ہے۔

اور خاص خاص دنوں میں (فقیروں) کو کھانا کھلانا[1]

---

[1]: سیف یمانی ص ۶۸

فقیروں کا لفظ عربی عبارت میں کہیں نہیں تھا اس کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ پھر یہ بھی خلاف تصریحات فقہا کے لکھا عالمگیری حلبی اور انہیں کے پیش کردہ فتاوے بزازیہ میں تصریح ہے کہ فقیروں کے لئے کھانا تیار کرنا حسن ہے۔

اس طرح کی پیوند کاری کرو تو جس عبارت سے جو چاہو مطلب نکال لو ایک لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا اور کچھ کا کچھ بنا دیا۔ مگر وہابیت کی بدقسمتی کام پھر بھی نہ چلا کہ اس عبارت میں حکم یہ ہے "بدعتہ" جس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ایام مخصوصہ میں کھانا کھلانا بدعت ہے۔ پھر اس سے ناجائز ہونا کس طرح ثابت ہوگا۔ ایسے تو جماعت تراویح کے لئے بھی بدعت کا لفظ حدیث میں موجود ہے تو کیا اس سے کراہت ثابت ہو گئی۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہم اوپر شرح سفر السعادۃ کی عبارت کے جواب میں لکھ چکے ہیں کہ صحیح یہ ہے کھانے کو کھانا مکروہ نہیں۔ اور اس پر حدیث بھی پیش کی جا چکی ہے اور حدیث کے موجود ہوتے ہوئے اگر کسی کا قول اس کے خلاف بھی ہوتا تو متروک ہو جاتا۔

صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ حضرت شاہ ولی اللہ سے غلط استدلال

صاحب سیف یمانی نے شاہ ولی اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی ایک عبارت نقل کی ہے اور وہ بالکل فضول نقل کی ہے اس میں کہیں نہیں ہے کہ تیجہ ناجائز ہے بلکہ چہلم فاتحہ برسی میں اسراف کرنے کو برا بتایا ہے۔ اس سے تیجہ فاتحہ عرس کی ممانعت کہاں نکلی بلکہ اجازت نکلی کہ اسراف برا ہے یعنی بے اسراف درست ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صدقہ و ایصال ثواب کو تو کوئی اسراف کہہ نہیں سکتا اس کے علاوہ اگر کوئی اور اسراف ہو تو وہ تیجے اور چالیسویں میں داخل نہیں اس کے مذموم ہونے سے اسراف کا ترک لازم آتے گا نہ کہ تیجے فاتحہ چالیسویں وغیرہ کا۔ شاہ صاحب

کا یہ لفظ کہ مصلحت آنست اس طرف مشیر ہے کہ اس کے زمانہ کی جس رسم کو روکنا چاہتے ہیں وہ ناجائز ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ بربنائے مصلحت احتیاط ہے۔ پھر یہ شاہ صاحب کی وصیّت میں بیان نہیں کہ رسم سے کیا مراد ہے۔

سیفِ یمانی کا فریب

صاحب سیفِ یمانی نے اس سے تیجہ مراد لیا اس پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں اور وصیّت میں جو لفظ نہیں ہیں اس کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ یہ شاہ صاحب کے لفظ تو نہ ہوئے خود اپنے ہی لفظ ہوئے۔ عجب مدعی ہے کہ اپنے ہی کلام کو سند بنا کر پیش کرتا ہے کسی علم والے کی صحبت سے بہرہ ور ہوا ہوتا تو ایسی جاہلانہ باتیں تو نہ کرتا۔

سیفِ یمانی کا عبارت تفسیر فتح العزیز کو بے فائدہ پیش کرنا

صاحب سیفِ یمانی نے تفسیر فتح العزیز کے حوالہ سے ایک عبارت پیش کی ہے جو اس کو تفسیر مذکور میں تو دیکھنی نصیب نہیں ہوئی ہے۔ باوجود اس کے اس میں ضروری انگاشتن کا لفظ ہے اس سے صرف اتنا نتیجہ نکلتا کہ روز سوم کی تخصیص کو ضروری قرار دینا شریعت میں ثابت نہیں ہے اور ضروری قرار دینا واجب سمجھنے کا ترجمہ ہے لہذا یہ عبارت بھی اس کو کچھ مفید نہیں ہے۔

تفسیر فتح العزیز سے فاتحہ چالیسویں وغیرہ کا ثبوت

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تو تفسیر فتح العزیز میں یہ فرماتے ہیں۔

ومدد زندگاں بمردگاں دریں حالت   اس حالت میں مردوں کو زندوں کی مدد

زود تر می رسد و مردگاں منتظر
لحوق مدد ازیں طرف میباشند
وچناں گمان می برند کہ ہنوز زندہ ایم
ولہذا در حدیث شریف در احوال قبر
وارد ست کہ مرد مسلمان در آنجامیگوید
کہ دُعُوْنِیْ اُصَلِّیْ یعنی بگذارید مرا تا
نماز خوانیم ونیز وارد ست کہ مُردہ در
آنحالت مانند غریق ست کہ انتظار
فریاد رسی میبرد وصدقات وادعیہ
فاتحہ دریں وقت بسیار بکار او می
آید وازیں جہت کہ طوائف بنی آدم
تا یک سال وعلی الخصوص تا یک چلہ
بعد موت دریں نوع امداد کوشش
تمام می نمایند وروح مردہ نیز در
قرب موت در خواب وعالم مثل ملاقات
زندگاں می کند۔ وما فی ضمیر خود را
اظہار می نماید۔ [1]

بہت جلد پہنچتی ہے اور مردے اسطرف
سے مدد پہنچنے کے منتظر ہوتے ہیں ان کو
گمان ہوتا ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ اسی
لیے حدیث شریف میں احوال قبر میں
وارد ہے کہ مسلمان آدمی وہاں (نکیرین
سے) کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز
پڑھونگا۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ مُردہ
اس حالت میں ڈوبتے کی مثل فریاد
رسی کا منتظر ہوتا ہے اور صدقے
دعائیں۔ فاتحہ اس وقت اس کے
بہت کام آتی ہیں۔ یہی باعث ہے
کہ بنی آدم کے گروہ ایک سال
تک اور خاص کر چالیس روز تک
موت کے بعد اس میں امداد اور
پوری کوشش کرتے ہیں۔ اور مُردہ
کی روح بھی موت کے قریب خواب
اور عالم مثال میں زندوں سے
ملاقات کرتی ہے اور اپنا ما فی الضمیر کہتی ہے۔

اب دیکھئے کہ برسی اور چالیسویں تک کی ہر ایک فاتحہ تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں وغیرہ

---

[1] ۔ تفسیر فتح العزیز پارہ عم سورۃ اذا السماء انشقت ۔

سب کچھ اس میں آگیا اور شاہ صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ بہت کار آمد ہے اور مردہ ڈوبتے کی طرح اس کا انتظار کرتا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیجہ ہوا !

شاہ صاحب کے تمام خاندان میں تیجے کا رواج تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تیجہ ہوا۔ شاہ صاحب نے اپنے بھائیوں کا بھی تیجہ کیا۔ شاہ صاحب کے ملفوظات میں ہے۔

روز سوم کثرت ہجوم مردم آں قدر بود
کہ بیروں از حساب است ہشتاد و
یک ختم کلام اللہ بہ شمار آمد و زیادہ
ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست۔[1]

تیجہ کے روز آدمیوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ شمار میں نہیں آسکتا اکیاسی ختم کلام اللہ شریف شمار میں آئے۔ اور شاید اور زیادہ بھی ہوگئے ہوں۔ اور کلمہ کی تو انتہا ہی نہیں۔

یہ ہیں صاحب سیف یمانی کے مانے ہوئے شاہد۔ اور یہ ہیں ان کی شہادتیں۔

صاحب سیف یمانی کا وصیت نامہ قاضی ثناء اللہ صاحب سے بے جا استدلال

اسی طرح قاضی ثناء اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی عبارت جس کا مضمون یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ

"مرنے کے بعد دنیوی رسمیں جیسے دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں چھ ماہی اور برسی کچھ نہ کی جائے۔"[2]

اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس میں یہ بتایا ہو کہ یہ امور ممنوع و ناجائز ہیں۔

---

[1] ملفوظات صفحہ ۸۰ ۔ [2]: سیف یمانی ص ۶۹ ۔

نادان کو اتنی فہم نہیں کہ جس عبارت کو سند بناکر پیش کرتا ہے۔ اس میں اُس کے مدعا کی ہوا بھی نہیں بلکہ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ قاضی صاحب کے وصیت نامہ میں یہ مضمون ہے تو صاحبِ سیفِ یمانی کو تیجہ۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں۔ چھ ماہی برسی کے بدعت کہنے کی کوئی سبیل ہی باقی نہیں رہی۔ بلکہ اس کو ماننا پڑے گا کہ یہ امور ہرگز بدعت نہیں کیونکہ ان کو قاضی صاحب نے رسم دینوی بتایا ہے اور صاحب سیف یمانی شاہ ولی اللہ صاحب کے وصیت نامہ کی عبارت کے ترجمے میں تیجے دغیرہ کو رسم دینا کہہ چکا ہے۔ تو جب یہ دینوی رسمیں ہوئیں اور ان کے کرنے والوں نے انہیں داخل دین نہ سمجھا تو باقرار صاحب سیفِ یمانی تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں برسی۔ عرس کوئی چیز بدعت نہ ہوئی اور اس کو بدعت کہنا غلط اور جھوٹ ہے۔ چنانچہ سیفِ یمانی میں لکھا ہے۔

"چونکہ امور مندرجہ فی السوال کو داخل دین نہیں سمجھا جاتا لہٰذا یہ چیزیں سرے سے بدعت ہی نہیں بلکہ مباح الاصل ہیں"۔[1]

ع۔ شہادت اس کو کہتے ہیں کہ خود ہوا دُشمن قائل

صاحبِ سیفِ یمانی کا قاضی ثناء اللہ صاحب پر افتراء

اب کس منہ سے بدعت کہو گے۔ شہادت اسے کہتے ہیں کہ دُشمن کی زبان سے کہلوایا۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی پر سیفِ یمانی نے طوفان باندھا۔ اور ان کی تصریحات کے خلاف یہ جعلی مضمون ان کی طرف نسبت کیا۔ قاضی صاحب تذکرۃ الموتیٰ میں فرماتے ہیں۔

---

[1] ۱۔ سیفِ یمانی ص ۱۰۷

حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلماناں جمع می شوند وبرائے اموات قرآن می خوانند پس اجماع شدہ۔ وخلال از شعبی روایت کردہ بودند کہ انصار وقتیکہ کسی می مرد از آنہا بسوئے قبر او میرفتند وبرائے او قرآن میخواندند۔ ؎

حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد نے کہا کہ قدیم سے ہر شہر میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اور اموات کے لئے قرآن شریف پڑھتے ہیں پس اس پر اجماع ہوگیا۔ اور خلال نے شعبی سے روایت کی کہ انصار میں سے جب کوئی مرجاتا تھا تو اس کی قبر کی طرف جاتے تھے اور اس کے لئے قرآن شریف پڑھتے تھے۔

یہ ہیں وہ قاضی صاحب جنہیں صاحب سیف یمانی نے بیہقی وقت کہا ہے۔ قدیم سے ہر شہر میں مسلمانوں کا جمع ہونا۔ اور اموات کے لئے قرآن پڑھنا یہ تیجہ ہی تو ہے تیجے ہی کے لئے تو ہر شہر کے مسلمانوں کا معمول رہا ہے اس پر قاضی صاحب اجماع فرماتے ہیں تیجہ قاضی صاحب کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ قاضی صاحب کے نزدیک تیجہ قرون ثلثہ میں بھی رائج تھا اور اصحاب کرام بھی کرتے تھے جیساکہ قاضی صاحب نے شعبی کی روایت سے نقل کیا۔

کہو اپنے تسلیم کئے ہوئے بیقہی وقت کی شہادت مانوگے یا اپنی ہولتے نفس پر اڑے ہوتے رہوگے۔

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

صفحہ ۷۰ سے ۲۷ تک صاحب سیف یمانی نے تیجہ۔ دسویں۔ بسویں وغیرہ کو رد کرنے کے لئے ایک کہانی سے کام لیا ہے۔ یہ آپ کی سندیں ہیں۔

؎ :- تذکرۃ الموتی صہ ۲۶۔

اگر اس قسم کے واقعات دیوبند اور دیوبندی سلسلہ کے مدارس کے سامنے لائے جائیں تو صاحبِ سیفِ یمانی کو ان مدارس کی حرمت کا بھی حکم دینا پڑے گا۔

ابھی قریب کے زمانہ میں مدرسہ دیوبند کی کیسی کیسی بدنامیاں ہو چکیں ہندوستان میں شور مچے۔ جماعت میں تفرقے پڑ گئے مگر آج تک وہابیوں نے مدرسہ کے ناجائز ہونے کا فتوے صادر نہیں کیا۔ الحمد للہ کہ صاحبِ سیفِ یمانی کی وہ شہادتیں جن پر اس نے ناز کیا تھا بے پردہ ہوئیں ان کی تمام فریب کاریاں اور چالبازیاں ظاہر ہو چکیں۔ خداوندِ عالم ہر مسلمان کو ایسی فریب کاری سے بچائے ایسی پر تلبیس شہادتیں کوئی ایماندار پسند نہیں کرتا۔ یہ آپ ہی کو مبارک رہیں۔ حیادار تو ایسی شہادتوں کو شہادت کہتے ہوئے بھی شرمائے گا۔ مگر وہابیہ کے یہاں تو یہ معاملہ ہے۔ ع

بے حیا باش وہرچہ خواہی کن ؛

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی سترھویں عبارت

یعنی

مسئلہ علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک علم غیب عطائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ماننا بھی محض خرافات اور باطل ہے۔ ؎۱

اس کے جواب میں صاحب سیف یمانی نے فتاویٰ رشیدیہ کی یہ عبارت لکھی ہے۔

"اور جو یہ کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل وخرافات میں سے ہے۔ کہیے اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے" ؎۲

جی ھاں:- اسی کو کلام ہو سکتا ہے جو قرآن وحدیث پر ایمان رکھتا ہے اور وہی یہ کہہ سکتا ہے کہ وہابی کا یہ کلام غلط وباطل۔ اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

حضور علیہ السّلام کے لئے جمیع اشیاء کا علم

قرآن پاک میں تو یہ ارشاد ہوا۔

؎۱:- سیفِ یمانی ص۴۲ ۔ ؎۲:- سیفِ یمانی ص۴۲

نزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیئ ۔ [۱]　　ہم نے آپ پر کتاب (قرآن پاک) کو نازل کیا جو ہر شے کا بیان واضح ہے۔

جمیع اشیاء کے علم عطائی کو یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کر رہی ہے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فتجلی لی کل شیئ و عرفت ۔ [۲]　　پس میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔

جمیع اشیاء کا علم عطائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قرآن وحدیث سے ثابت ہوا مسلمان قرآن وحدیث پر ایمان رکھتے ہیں وہ فتاویٰ رشیدیہ کی مخالف قرآن وحدیث عبارت کو ٹھکرا دیں گے اسی مسئلہ کے ضمن میں سیف یمانی میں یہ بھی لکھا ہے۔

> "اگر کوئی احمق علم غیب عطائی کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی ایسی قوت مدرکہ عطا فرمائی تھی جس سے آپ باختیار خود بدون اعلام خداوندی مغیبات کا ادراک فرما لیتے تھے (جیساکہ بعض جاہل رضاخانیوں سے میں نے خود سنا ہے۔) تو ایسا شخص بلا شبہ تمام اہل سنت و جماعت کے نزدیک کافر ومشرک ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خلق وتکوین احیا وامانت کا ثابت کرنے والا اگرچہ عطائی اڑے مشرک ہے۔ [۳]

---

[۱] النحل آیت ۸۹ ع ۱۲ پ ۱۴ [۲] مشکوٰۃ شریف ... [۳] ...

جاہل اور احمق کے الفاظ علمائے دین کی شان میں لکھنا یہ تو صاحبِ سیفِ یمانی کے اخلاق کا معمولی نمونہ ہے۔ ساری کتاب بدزبانیوں گستاخیوں سے بھری ہوئی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ یہ دشمن عقل و ایمان احمق و جاہل کس کو کہتا ہے اور اس کے یہ گستاخانہ کلمے کہاں تک پہنچتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث عبدالرحمٰن بن عائش میں یہ کلمے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فوضع کفہ بین کتفی	اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت
فوجدت بردھا بین	میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔
ثدیی فعلمت مافی	اس کے فیض کا اثر میں نے اپنے سینہ
السموات والارض[1]	میں پایا تو آسمان زمین کی تمام کائنات
	کا مجھے علم ہوگیا۔

علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں یہ لفظ لکھتے ہیں۔

فتح علی ابواب الغیوب

یعنی مجھ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔

ایسے ہی علامہ طیبی نے بھی لکھا ہے۔

یہ حال و مقام تو اس سے بھی اعلیٰ ہے جس کو صاحب سیف یمانی نے کفر و شرک بتایا کیونکہ قوت مدرکہ حاصل ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ جملہ مافی السموات والارض دفعتہً منکشف ہو جائیں۔ یہاں تو یہ ثابت ہے کہ غیبوں کے دروازے کھل گئے اور غیوب پیش نظر اقدس ہو گئے۔

---

[1] :- مشکوٰۃ شریف صہ ۶۹۔

زرقانی نے شرح مواہب میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نقل کیا

ثالثها ان له صفة بها يبصر الملئكة ويشاهد هم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعمى رابعها ان له صفة بها يدرك ما سيكون فى الغيب	سوم یہ کہ نبی کو ایک وصف ایسا حاصل ہوتا ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے اور ان کا مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح کہ بینا کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے آئندہ کے غیبی امور کا ادراک کرتے ہیں۔

یہی وہ مضمون ہے جس کے قائل کو صاحب سیف یمانی نے احمق اور جاہل اور کافر و مشرک کہا۔

بے دینو! اہل اللہ کو، ائمہ دین کو، سلف صالحین کو، کافر و مشرک کہتے ہو کیا تم ان ائمہ دین کو بھی رضاخانی سمجھتے ہو بات یہ ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے اور اکابر اسلام کے عقیدے ایک ہیں۔ مگر مصیبت تو انہیں جب معلوم ہوگی جب ان کے گھر کے پیروں کے اقوال دکھائے جائیں گے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الطاف القدس میں میں فرماتے ہیں۔

نفس کلیہ بجائے جسد عارف می شود وذات عارف بجائے روح او وہمہ عالم را بعلم حضوری درخود بہ بیند	عارف کا نفس بالکل اس کے جسم کا قائم مقام ہوجاتا ہے اور عارف کی ذات بجائے اس کی روح کے تمام عالم کو بعلمِ حضوری طبعاً اپنے اندر دیکھتا ہے۔

یہاں فقط انبیاء کے لیے ہی نہیں بلکہ عرفا کے لئے بھی شاہ صاحب تمام عالم کا علم حضوری ثابت کر رہے ہیں وہ بھی طبعاً۔ اب کہئے شاہ صاحب کے لئے کیا فتویٰ ہے سیفِ یمانی کے مصنفین و مصدقین جن میں مولوی اشرف علی مولوی مرتضیٰ احسن۔ مولوی عبدالشکور۔ مولوی شبیر احمد بھی ہیں۔ یہ سب شاہ صاحب پر کتنے ڈبل شرک اور کفر کا فتوے دیتے ہیں۔

وہابیو!

کرو تو کچھ ہمت جہاں اور بہت سے بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کی ہیں ایک شاہ صاحب بھی سہی۔

اب میں آپ کو وہابیہ کے امام الطائفہ تقویت الایمان والے مولوی اسمٰعیل کی تحریر دکھادوں جن کی تعریف میں وہابی دفتر کے دفتر سیاہ کرتے ہیں۔ اور جن کی بدولت صدہا گمراہیوں کے ٹھیکیدار بنتے ہیں۔

صاحب تقویتہ الایمان کے نزدیک ایک معمولی آدمی کیلئے آسمان و زمین اور جنت و دوزخ کے مقامات کی سیر کا اختیار

پس باستعانت[ع] ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال آنجا دریافت کند و با اہل آں مقام

شغل دورہ کی مدد سے زمین و آسمان بہشت دوزخ کے جس مقام کی چاہے سیر کرے اور اس جگہ کے حالات دریافت کرے۔ اور اس مقام والوں

ع :۔ غیرِ خدا کی استعانت کا علم بردار ہو کر ایک شرک اور کیا ۱۲ منہ

ملاقات سازو۔ ؎ سے ملاقات کرے۔

ایک وہابی کوتو دورہ کا شغل کرکے ایسی قوت حاصل ہو جائے کہ آسمان زمین بہشت دوزخ کے جس مقام کے چاہے اپنے اختیار سے حالات معلوم کرے۔ اور جہاں چاہے چلا جائے اور اس مقام کے جن اصحاب سے چاہے ملاقات کرے۔ کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔

سیفِ یمانی والوں کے قول پر اسمٰعیل دہلوی مُشرک کافر

او سیفِ یمانی والے مسکینو! اپنے گُرو کو تو دیکھو؟ تمہارے عقیدہ کے بموجب خدائی کے دعوے کر رہا ہے اس کے لئے کُفر و شرک کا حکم جاری کرو اور پھر یہ بھی بتاؤ کہ ایسے مشرکوں کے متبع ہو کر تم کہاں کے مومن ہو گئے؟ جنھوں نے سیفِ یمانی کی تصدیقیں کی ہیں۔ ان سب کے نزدیک اسمٰعیل کافر و مشرک ہو گئے

اب ذرا سیف یمانی والے کے اس حکم کفر و شرک کی نبض بھی دیکھتے چلیں۔ سارے وہابی ملجاؤ؟ کمیٹیاں کرو؟ مشورے لو؟ اور ایک مجموعی قوت سے یہ ثابت تو کرو کہ کفر و شرک کا حکم جو یہاں صاحب سیفِ یمانی نے کیا ہے کسی طرح بھی صحیح ہے؟ جاہل کتاب لکھنے تو بیٹھ گیا مگر لفظوں کا ترجمہ تک بھی معلوم نہیں شرک بشرک تو کرتا ہے مگر شرک کے معنی نہیں جانتا۔ وہابیہ کے پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی نے شرک کے معنی یہ لکھے ہیں۔

" شرک کے معنی یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی کی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور

؎۱۔ صراطِ مستقیم ص۱۱۰

کسی کے واسطے کرنی۔ لے

اب کہیے کیا یہ معنیٰ شرک کے صادق آتے ہیں کیا کسی کی عطا کی ہوئی قوت مدرکہ سے باختیار خود غیب کا ادراک اللہ نے اپنے ساتھ خاص کیا ہے۔

وہابیو! کیا تم ایسا ہی خدا مانتے ہو جو غیر کی عطا کی ہوئی قوت مدرکہ رکھتا ہو؟ خدا کی ایسی شان سمجھنے والا اور عطائی قوت ادراک کو خدا کے ساتھ خاص بتانے والا خدا کا منکر اور کافر ہے یا نہیں؟

مسکینو! دین کے فسادادو! عطائی قوت مدرکہ کو شرک کہنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم غیب میں کسی اور کی عطا کا محتاج ہے۔

نادانو! کیا تم خدا کے لئے کوئی دوسرا خدا تجویز کرتے ہو؟ ہوش میں آؤ؟ رضوی مومن صحیح العقیدہ کو احمق وجاہل کافر ومشرک کہنے کا یہ نتیجہ ہے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اس حکم کفر وشرک کے ثبوت میں صاحب سیف یمانی نے شرح عقائد و بحر وشرح فقہ اکبر کی تین عبارتیں پیش کی ہیں۔ اس مسکین کی یہ محتاجی قابل دید ہے کہ تینوں عبارتوں میں سے ایک بھی اس کے مفید مدعا نہیں۔ کسی میں یہ نہیں کہ عطائی قوت مدرکہ کا اثبات غیر خدا کے لئے شرک ہے۔ بلکہ پہلی اور تیسری میں تو علم عطائی کا صریح اثبات ہے مگر ایسے شخص کو کیا کہا جائے جو اپنے خلاف مدعا عبارت نقل کر ڈالی۔ مہربانی کر کے صاحب سیف یمانی اپنے کلیے جاہل و احمق اپنے اوپر کہہ کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لے۔ رہی بحر کی عبارت وہ خانیہ سے نقل کی ہے۔ اور خانیہ میں لفظ **قالوا** کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ **قالوا** مرجوحیت واختلافات پر دلالت کرتا ہے۔

لے۔ تقویۃ الایمان ص۸

ردالمحتار میں ہے۔

لفظة قالوا تذکر فیما فیہ خلاف معدن الحقائق۔

وخزانۃ الروایات میں ہے۔

وفی المضمرات والصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیھم الاشیاء فلا یکون کفراً۔

صاحب سیف یمانی نے ایک عبارت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتح العزیز سے نقل کی ہے وہ بھی مدعا سے علاقہ نہیں رکھتی۔ شاہ صاحب لوازم الوہیت ذکر فرماتے ہیں علم غیب عطائی کو کون لوازم الوہیت سے کہتا ہے آخر میں شرح عقائد کی ایک عبارت لکھ دی ہے۔

اولاً:۔ تو وہ عبارت کاہن کے متعلق ہے۔

ثانیاً:۔ اس پر انہوں نے کوئی حکم نہیں دیا نہ کفر کا نہ شرک کا۔

ثالثاً:۔ اس کے بعد ہی علم غیب کا اثبات اس میں انبیاء واولیاء کے لئے بصراحت مذکور تھا۔ اس سے آنکھ چرا گیا اور یہ صاحب سیف یمانی اور اس کے ہم مذہبوں کی عادت ہے کہ کتابوں کی عبارتوں میں قطع وبرید کرتے ہیں اور جو مخالف مدعا ہو اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔

شرح عقائد میں اس کو یہ نظر نہ آیا۔

بالجملہ العلم بالغیب امر	حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب ایسا
تفرد به اللہ تعالیٰ لا سبیل	امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ متفرد
الیه للعباد الا باعلام منه	ہے بندوں کو اس کی طرف راہ نہیں
اوالھام بطریقة المعجزة	مگر اسی کے علم دینے یا الہام کرنے

او الکرامۃ الخ[1] سے بطریقہ معجزہ یا کرامت کے۔
اس میں صاف تھا کہ غیب کا علم باعلام الٰہی ہوتا ہے۔ اس کو شرک و کفر قرار دینا محض فریب و باطل ہے۔

رسالہ عقائد وہابیہ کی اٹھارھویں عبارت

یعنی

دیوبندیوں کے نزدیک امتیوں کا عمل میں انبیاء سے بڑھ جانا

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عمل کم بھی ہو جاتے ہیں اور امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں۔ الخ[2]

وہابیہ کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے۔

انبیاء اپنی اُمّت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔[3]

وہابیہ کو انبیاء سے عمل میں فائق ہونے کا گھمنڈ

اس پر اہلِ سنّت کا یہ اعتراض ہے کہ وہابیہ نے فضل وکمال کو علم وعمل میں منحصر کیا اور عمل کی نسبت کہہ دیا کہ اس میں انبیاء کا ممتاز ہونا ضروری نہیں بلکہ بسا اوقات بظاہر اُمتی ان کے مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ امتیوں سے مقابلہ کرنا اور پھر ان کو ترجیح دے دینا شانِ انبیاء میں ترک ادب ہے۔

---

[1]: شرح عقائد صـ۱۰۷ [2]: سیف یمانی صـ۴۲ [3]: تحذیر الناس صـ۵

یہ دوسری بات ہے کہ کوئی گنوار ہو اور اسے ادب اور بے ادبی کی بات میں فرق معلوم نہ ہو۔ مگر جو کوئی ذرا سا سلیقہ رکھنے والا ہے تحذیر الناس کے ان کلموں سے اس کا دل دکھ جاتا ہے۔

رہا سیفِ یمانی کا یہ عذر کہ بظاہر کا لفظ کہنا اسے ترک ادب سے بچا لینا ہے۔ یہ اس بے چارہ کا جہل ہے یا حق پوشی و باطل کوشی ہے۔ جب مولوی قاسم یہ کہہ رہے ہیں کہ انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے تو علوم ہی میں ہوتے ہیں تو انہوں نے انبیاء کے لئے عملی تفوق تو باقی ہی نہیں رکھا اب صاحبِ سیفِ یمانی لفظ بظاہر سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔

مولوی جی بات تو پوری لکھ گئے جو انہیں کہنی تھی مگر ذرا پردہ میں کہی اتنا ہی کہہ کر رہ گئے کہ بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اگر اہلِ سُنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ یہ دل کی بات کھول کر بھی کہہ دیتے کہ جو اُمتی انبیاء سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں وہ علماء دیوبند ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ انبیاء پر اپنی عملی فوقیت جتانی مدِ نظر ہے۔ چنانچہ وہابیوں نے اپنی نماز روزہ کی پابندیوں کی بہت شیخیاں ماری ہیں اور بہت اعلان کئے ہیں۔

الحمدللہ مومنین مخلصین جو اللہ کے لئے عبادت کرتے ہیں اپنے اعمال کو چھپاتے ہیں اس پر اتراتے نہیں۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کا تو تصوّر بھی کسی ایماندار کے دل میں نہیں گزرتا۔ چہ جائیکہ ترجیح۔ اور پھر خطا پر شرمندگی نہیں انفعال نہیں۔ اور بقول صاحبِ سیفِ یمانی کے اگر بظاہر کا لفظ اس قسم کے مقابلہ و ترجیح کو جائز کر دیتا ہے تو یہی کلمہ جو اس کے پیشوا نے سارے انبیاء کی شان میں کہا فقط اپنے والد ہی کی شان میں لکھ کر چھاپ دے کہ۔

باقی رہا نافع اور کار آمد ہونا تو بسا اوقات بظاہر گُنتے (وہابی کے بابا کی) برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ یا ہمّت کر کے مولوی قاسم صاحب کی شان میں یہ کلمے لکھ دیکھے کہ۔

مولوی محمد قاسم کو اگر امتیاز ہے تو وعظ گوئی میں۔ باقی رہا تصنیف کرنا اس میں بسا اوقات ناول نویس اور ناٹک کے لکھنے والے بظاہر ان کے مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

یہ کہے اور لکھے اور چھاپے۔ اور یہ سمجھتا رہے کہ لفظ بظاہر موجود ہے تو بقول اس کے ان کی کچھ توہین نہیں ہوئی۔ اگر واقعی اس میں ان کی توہین نہ سمجھتا ہو تو سارے دیوبندی مولویوں کی نسبت علیحدہ علیحدہ لکھ کر چھاپ دے۔ اور اگر یہ ہمّت نہ کر سکے تو ہزار تف اس ایمان کے جھوٹے دعوے پر کہ جو اندازِ سخن اپنے مولویوں کے لئے گوارا نہیں وہ شان انبیاء میں اختیار کیا جاتا ہے۔

وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو نہ عملی فوقیت حاصل ہے نہ علمی (معاذاللہ)

یہاں تو مولوی محمد قاسم نے عملی امتیاز کو اڑا کر انبیاء کی فضیلت فقط ایک ہی امتیاز علمی میں منحصر کی۔ اور براہین قاطعہ میں ان کے جوڑیدار نے ملک الموت کے اور شیطان کے علم کو حضور کے علم پر بڑھا کر کمال علمی کا بھی انکار کر دیا۔ اب وہابیہ کے نزدیک انبیاء کو نہ علمی فضیلت میں فوقیت رہی نہ عملی میں۔ یہ کیسی سخت تر توہین ہے۔ سیفِ یمانی لکھنے والی کمیٹی سے اُس کا کچھ بھی جواب نہ بنا اور وہ اپنے نجد تک کے ہمنواؤں کو بُلا لیں تب بھی جواب نہ دے سکیں گے۔

رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی انیسویں عبارت

یعنی

فاتحہ امامین کا شربت وہابیہ کے نزدیک حرام ہے

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک امام حسین علیہ السّلام کی نیاز کا شربت حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے۔

محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ روایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا دودھ پلانا۔ چندہ سبیل شربت میں دینا نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے ملخصاً۔ [1]

اقوال ۔ بیشک بالتخصیص ایام محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور واقعات کربلا کا ذکر کرنا اور سبیلیں وغیرہ لگانا اہلسنّت کے نزدیک ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ اس میں روافض (خذلہم اللہ تعالیٰ) کے ساتھ ظاہر باہر مشابہت ہے۔ [2]

اس عبارت میں وہابیہ نے محرم میں ذکرِ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگرچہ روایات صحیحہ کے ساتھ ہو ناجائز وممنوع وحرام بتایا یا سبیل لگانا۔

---

[1]: فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص۱۴۲ ۔ [2]: سیفِ یمانی ص۷۶

دودھ پلانا۔ شربت پلانا۔ چندہ سبیل شربت میں دینا۔ سب کو ممنوع و حرام کہا۔ اور تشبہ بروافض بتایا۔ اور حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ سے استدلال کیا۔ حدیث تو مسلّم ہے مگر اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جلنا اور ان کے لئے ایصالِ ثواب کو روکنا شعار خوارج ہے اور پانی کی سبیلوں اور دودھ شربت پلانے کو منع کرنا یزیدیوں کا اتباع ہے کہ انہوں نے اہل بیت سے پانی کو روکا۔ اور بند کیا۔ تو صاحب سیف یمانی کی پیش کی ہوئی حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ سے ثابت ہوا کہ مجلس شہادت اور سبیل کو منع کرنا حرام اور ناجائز اور مشابہت خوارج ہے اور یہ دعوے وہابیہ کا کہ مجلسِ شہادت کرنا سبیلیں لگانا۔ مشابہت روافض و ناجائز ہے غلط ہے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنکے فتاوے کی عبارتوں کو صاحب سیف یمانی سنداً پیش کرتا ہے۔ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں۔

ع :- سیف یمانی کی فرضی مصنف مولوی منظور صاحب کو حضرت امام عالی مقام سے ایسی سخت عداوت و دشمنی ہے کہ ان کا نام ان کے والد نے منظور حسین رکھا تھا مگر ان کو حضرت امام کی جانب اتنی نسبت بھی گوارا نہ ہوتی۔ لہٰذا اپنا نام بجائے منظور حسین کے محمد منظور بنا لیا۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ سنیئے کہ ان کے والد کا نام احمد حسین تھا مگر اس لائق فرزند نے ان کا نام بجائے احمد حسین کے صرف احمد رکھا۔ چنانچہ صاعقہ آسمانی ص۱ پر لکھتے ہیں۔ احقر العباد ابو الطیب محمد منظور بن احمد دیکھئے اسے کہتے ہیں دشمنی کہ حضرت امام کی طرف اتنی نسبت بھی ناگوار گزری کہ لفظ حسین کی وجہ سے اپنے نام میں ہی نہیں بلکہ والد کے نام میں بھی تغیر کر ڈالا واہ رے لائق فرزند ... کہ والد کا نام بھی آدھا کر دیا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے یہاں مجلس شہادت امامین اور کھانے پر فاتحہ خوانی۔

در تمام سال دو مجلس در خانۂ فقیر منعقد میشوند۔

مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسینؓ اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد کس یا پنجصد بلکہ ہزار فراہم می آیند و درود میخوانند۔

بعد ازاں کہ فقیر می آید می نشیند ذکر فضائل حسنینؓ کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگاں و تفصیل بعضے حالات و بد مآلی قاتلان ایشاں وارد شدہ نیز مذکور می شود بایں تقریب بعضے شدائد کہ در جناب ایشاں گزشتہ از روئے احادیث معتبرہ بیان کردہ می شود۔

دریں ضمن بعضے مرثیہ ہا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہؓ و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور می شود

سال بھر میں دو مجلسیں فقیر کے یہاں ہوتی ہیں۔

ایک مجلس ذکر وفات شریف دوسری مجلس شہادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اوّل کہ دسویں محرم کو یا اس سے ایک دو روز پہلے اس میں چار پانچ سو آدمی کے قریب بلکہ ہزار جمع ہوتے ہیں۔ بعد ازاں فقیر آکر بیٹھتا ہے اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں بیان میں آتے ہیں۔ اور ان بزرگوں کی شہادت کی خبریں جو حدیثوں میں وارد ہوتی ہیں اور بعضے حالات کی تفصیل اور قاتلوں کا خراب انجام مذکور ہوتا ہے اس تقریب میں بعض سختیاں جو ان کی جناب میں گزریں احادیث معتبرہ سے بیان کی جاتی ہیں۔

اسی درمیان میں بعضے مرثیے جو حضرت

خوابہائے متوحش کہ حضرت ابن عباسؓ ودیگر صحابہ دیدہ اند دلالت برفرط حزن واندوہ روح مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میکنند مذکور میگردد بعدازاں ختم قرآن مجید وپنج آیت خواندہ برماحضر فاتحہ نمودہ می آید ودریں بین اگر شخصی خوش الحان سلام میخواند یا مرثیہ مشروع ایں اتفاق می شود ظاہراست کہ دریں بین اکثر حضار مجلس راو ایں فقیر راہم رقّت وبکا لاحق می شود ایں است قدریکہ بعمل می آید پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر بہمیں وضع کہ مذکور شدہ جائز نمی بود اقدام برآں اصلا نمیکرد ۔ لہ

ام سلمہ اور دوسرے صحابہ نے جن و پری سے سنتے ہیں مذکور ہوتے ہیں اور وہ متوحش خوابیں جو حضرت ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے دیکھی ہیں اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو رنج واندوہ پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں بعد اس کے ختم قرآن مجید اور پنج آیت پڑھ کر ماحضر پر فاتحہ کی جاتی ہیں اور اس درمیان میں اگر کوئی خوش الحان شخص سلام پڑھے یا مرثیہ جائز اس کا اتفاق ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس درمیان میں اکثر حاضرین مجلس کو اور اس فقیر کو رقّت اور رونا بھی لاحق ہوتا ہے یہ وہ قدر ہے جو عمل میں آتی ہیں، اگر یہ چیزیں اسی وضع مذکور کے ساتھ فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں تو ان پر ہرگز اقدام نہ کرتا۔

وہابیہ دیوبندیہ کے قول سے شاہ صاحب اہلسنّت سے خارج ہیں

شاہ صاحب نے محرم میں ذکر شہادت کی محفل کو جائز بھی بتایا اور اپنا

لہ:- فتاوےٰ عزیزی ص۱۱۱ مجتبائی ۔

معمول بھی بیان فرمایا تو اب صاحب سیفِ یمانی اور اس کے مُصدّقین مولوی اشرف علی مولوی عبدالشکور مرتضٰی حسن مولوی شبیر احمد اور مولوی رشید احمد گنگوہی سب کے نزدیک شاہ صاحب بدعتی مرتکب حرام امر ممنوع کے فاعل. ناجائز کام کرنے والے روافض کے ساتھ تشبہ کرنے والے. اہلسنّت سے خارج. روافض میں داخل ہوئے. اب بتاؤ شاہ صاحب کے لئے یہ احکام لگاتے ہو یا اپنے آپ کو مخالف اہلسنت. دشمنِ حق و اہلِ حق. خارجی تسلیم کرتے ہو. ان دونوں میں سے کون سی بات پسند ہے. اعلان فرمائیے.

شاہ صاحب کی محفل شریف میں ایام محرم کا تعیّن ہے اور اجتماع بھی ہوتا ہے شاہ صاحب اور اہل مجلس روتے بھی ہیں برسی بھی منائی جاتی ہے یعنی عرس بھی... شہدائے کربلا کا کیا جاتا ہے اس میں ختم قرآن بھی ہوتا ہے. پنج آیت بھی پڑھی جاتی ہے. کھانے پر فاتحہ بھی دی جاتی ہے. شاہ صاحب نے تو وہابیت کو آگ لگا دی. یہ تو نرے رضاخانی ہی نکلے. انہیں شاہ صاحب کا حوالہ ذکرِ شہادت اور سبیل کے شربت کو حرام ٹھہرانے کے لئے دیا ہے باوجودیکہ وہ اس کو قول و عمل دونوں سے جائز فرما رہے ہیں.

صاحبِ سیفِ یمانی کی بَدحواسی ------!

صاحب سیف یمانی کی بَدحواسی بھی قابلِ دید ہے. ص۲۶ میں تو ذکر شہادت کی محفلیں سبیلیں. دودھ شربت پلانا سب کو حرام و ممنوع ناجائز لکھا اور اس کی دلیل یہ لکھی کہ اس میں روافض کے ساتھ ظاہر باہر مشابہت ہے. اور ص۳۲ میں لکھتا ہے.

اگر سبیلوں سے صرف ایصالِ ثواب مقصود ہو اور

حضرت امام حسین علیہ السلام کی نذر کی نیت نہ ہو تو سبیلوں کا شربت حرام نہ ہو گا۔ [1]

صہ۶ میں حرام ہو گا اور صہ۳ میں حرام نہ ہو گا۔ اتنی دیر میں حکم بدل گیا۔

دروغ گورا حافظہ نباشد۔

اب کیا روافض کی ظاہر باہر مشابہت حلال ہو گئی۔ ایسی بد حواسی تھی تو کتاب لکھنے کا کیا شوق تھا۔ اپنے کلام کو خود ہی کاٹ دیا۔ اپنی بات کا خود ہی رد کر دیا۔ کسی جھوٹے کے کذب کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ خود ہی اپنے کلام کو جھٹلا دے۔ جو شخص اپنی بات کو جھٹلاتے ہوئے نہ شرمائے اس کا دوسروں کی عبارتیں نقل کرنے میں کیا اعتبار۔

صاحبِ سیف یمانی مجلس ذکرِ شہادت اور سبیل اور شربت وغیرہ کے متعلق لکھتا ہے۔

"اگر یہ چیزیں نذر و منت کے طور پر کی جائیں جیسا کہ بہت سے عوام کالانعام کی نسبت سنا گیا ہے تو پھر شربت وغیرہ کے حرام ہونے میں بھی شبہ نہیں"

فتاوے عزیزیہ جلد اوّل میں ہے۔

سوال ۔ طعام منت بزرگاں خوردن آں جائز است یا نہ	یعنی بزرگوں کی منت کا کھانا درست ہے یا نہیں۔
جواب ۔ خوردن آں قریب بحرام است بشرطیکہ نیت نذر غیر اللہ باشد۔ ملخصاً	ملخصاً یعنی اس کا کھانا قریباً حرام ہے بشرطیکہ نذر بغیر اللہ کی نیت سے ہو۔ [2]

---

[1] سیف یمانی صہ۳۔ [2] ۔ از فتاوی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب جلد اوّل صہ۹ بحوالہ سیف یمانی صہ۷۸

فتاویٰ عزیزیہ کے صد۹ میں یہ عبارت نہیں اِسکا حوالہ بھی بدحواسی میں غلط بتا دیا۔ یہ سوال صد۹۷ پر ہے اور شاہ صاحب نے جو اس کا جواب تحریر فرمایا ہے اس میں صاحبِ سیفِ یمانی نے حسب عادت قطع برید سے کام لیا ہے۔ پھر بھی یہ عبارت اس کے مفیدِ مُدعا نہیں۔ کیونکہ یہاں نذر بمعنی عبادت ہے اور عرف عام میں نذر بمعنی پیشکش اور ہدیہ ہے۔ ایصالِ ثواب کے طعام کو اسی عرفی معنی میں نذر کہا جاتا ہے۔ وہ ناجائز نہیں۔ اس نذر کی نسبت شاہ صاحب فتاویٰ عزیزیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حقیقت این نذر آنست	اس نذر کی حقیقت یہ ہے
کہ اہداء ثواب طعام و انفاق	کہ کھانے اور مال کے
و بذل مال بروح میّت کہ	خرچ کا ثواب میّت کی
امر لیست مسنون واز روئے	روح کو پہنچانا جو مسنون امر
احادیث صحیحہ ثابت است	ہے اور صحیح احادیث
مثل ما ورد فی الصحیحین من	سے ثابت ہے جیسا کہ
حال ام سعد وغیرہ ایں نذر	صحیحین میں ام سعد وغیرہ کا حال
مستلزم می شود۔ پس حاصل	اس کو یہ نذر مستلزم ہوتی
ایں نذر آنست کہ آں نسبت	ہے۔ پس حاصل اس نذر کا
مثلاً اہداء ثواب ہذا القدر رابے	یہ ہے کہ وہ نسبت مثلاً
روح فلاں و ذکر ولی برائے	اس مقدار کا ثواب فلاں
تعیّن عمل و منذور ست نہ	ولی کی روح کو پہنچانا اور
برائے مصرف و مصرف	ذکر ولی کا عمل منذور
ایں نذر نزد ایشاں متوسلان	کی تعیین کے لئے ہے نہ

آں ولی میباشند۔ از اقارب	واسطے مصرف کے اور
وخدمہ وہمطریقاں وامثال	مصرف اس نذر کا ان
ذلک وہمیں است مقصود	کے نزدیک اس ولی کے متوسل
نذر کنندگان بلاشبہ	اور اقارب اور خادم اور
وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء	طریقے والے اور انہیں کے
لانہ قربتہ معتبرۃ فی الشرع۔[1]	مثل لوگ ہیں اور بلاشبہ نذر

کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور حکم اس کا یہ ہے۔ کہ یہ نذر صحیح ہے اور اس کی وفا واجب ہے کیونکہ وہ قربت معتبرہ فی الشرع ہے۔

سیفِ یمانی والے شاہ صاحب اور گنگوہی صاحب کا حکم بتائیں جنھوں نے نذر غیر اللہ کو جائز کیا

شاہ صاحب نے نذر منت کی پوری تفصیل کر دی اس کو صحیح بتایا اور اس کی وفا واجب کہی۔ صاحبِ سیفِ یمانی شاہ صاحب پر افترا کرتا ہے اور بغیر افترا کے اس کا کام ہی نہیں چلتا۔

آخر میں اپنے مولوی رشید احمد صاحب کے بھی چند لفظ دیکھ لیجئے۔

"جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے"[2]

صاحب سیفِ یمانی کے نزدیک نذر حرام ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب

---

[1]: فتاویٰ عزیزیہ صـ ۱۲۸ ۔ [2]: فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صـ ۱۴

رحمتہ اللہ علیہ نے اور مولوی رشید احمد نے نذر کو جائز کیا تو اس کے نزدیک انہوں نے حرام کو حلال کہا ان کا کیا حکم ہے۔ سیفِ یمانی کے سارے مُصدّقین بھی شاہ صاحب اور اپنے گنگوہی جی کے متعلق فتوے صادر کریں کہ وہ مسلمان ہیں یا کافر۔

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کی بلیسویں عبارت

یعنی

وہابیہ کے نزدیک محرم کا شربت ناجائز اور ہولی ! دیوالی کی پوری کچوری جائز

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ہولی دیوالی کی پوری کچوری جائز ہے فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صـ۱۰۷ میں ہے ہندو تہوار ہولی ہو یا دیوالی میں اپنے اُستاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں اور ان چیزوں کا لینا اور کھانا اوستاد حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ درست ہے ۔ ملخصاً ۔ ؎

یہ بات درحقیقت قابل دید ہے کہ محرم کی سبیلیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا شربت تو ناجائز و ممنوع و حرام بتایا جاتے۔ اور ہولی دیوالی کی پوجا اور مشرکانہ بُت پرستی کی پوری اور کھیلیں تک درست ہوں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عداوت اہل اللہ سے ہے اس کا صاحب سیف یمانی کچھ جواب نہ دے سکا اور اس نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، قدس سرہ کے

؎ : سیف یمانی صـ۲۹ ۔

ملفوظات کا حوالہ دیا۔ مگر ذرا شرماتے ہوئے عبارت نقل نہیں کی۔ اگر عبارت موافق تھی تو نقل کرنے میں جھینپ کیا تھی اس میں یہ کہاں ہے کہ محرم کا شربت ناجائز اور ہولی دیوالی کی پوری کھیلیں جائز۔ یہ بھی نہ سہی تو ہولی، دیوالی کی پوری کھیلوں کے مطلق جواز کا حکم ہی دکھا دوں۔ بات یہ ہے کہ اعلیٰحضرت نے وہ جواب تحریر فرمایا جو ایک عالم اسلام کی شان کے لائق ہے اس کے سامنے مولوی رشید احمد کا فتویٰ ذلیل ہوا جاتا تھا۔ اس لیے منقل نہیں کیا۔ اب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے الفاظ سناؤں۔

عرض:۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے۔ یا نہیں۔

ارشاد:۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثاء کی تہوار کی مٹھائی ہے۔ بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔ ؎[1]

دیکھا! کچھ آنکھیں کھلیں! ہولی دیوالی کے دن تو لینے ہی کو منع فرما دیا اور تہوار کے دن کے علاوہ اور کسی دن میں بھی ہولی دیوالی کا سمجھ کر لینے کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھ کر۔ سبحان اللہ کیا جواب ہے مولوی رشید احمد کی طرح نہیں کہ وہ ہولی دیوالی کی پوری کھیلیں مطلقاً جائز کر رہے ہیں۔ اور محرم کا شربت حرام۔

صاحب سیفِ یمانی نے اس موقع پر ایک شعر بھی لکھا ہے۔ فنِ عروض کے بھی آپ ماہر ہیں وزن شعر سمجھنے میں بڑا کمال رکھتے ہیں۔ شاعر اس نظم کی داد۔ دیں وہ شعر یہ ہے۔

؎ سمجھنے تھے جس کو طبیب اپنا دل اس کا کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہیں !

؎[1]:۔ ملفوظات شریف جلد ۱ صہ ۹۲۔

پہلے مصرع کی پیمائش کر کے فرمایئے تو کتنے جریب کا ہے اور تقطیع کر کے وزن بھی لکھ دیجئے تو عین عنایت ہوگی۔ اس سلیقہ پر مُصنّف بننا تو بہت ہی سجتا ہے یہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کی نزاکت طبع ہے یا شیخ صاحب تھانوی کی نازک خیالی۔

مسئلہ امکان کذب

صاحب سیفِ یمانی نے اس مسئلہ میں بھی حسبِ عادت بڑی تدلیس وتلبیس سے کام لیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اس مسئلہ کا نام امکان کذب اہل بدعت نے رکھا ہے اب وہ اہل بدعت کون ہیں ان کے تلاش کرنے میں زیادہ دِقّت نہیں ہے کیونکہ اسی سیفِ یمانی میں بحوالہ صاحب رسالہ عقائدِ وہابیہ براہین قاطعہ ص۲ کے یہ عبارت نقل کی ہے کہ۔

"امکانِ[ع] کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا"۔ [۱]

اب معلوم ہوگیا کہ امکان کذب نام والے اہل بدعت صاحبِ سیفِ یمانی کے مقتدا و پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد وغیرہ وہابیہ ہیں۔ اب اس نام کی اگر کچھ شکایت ہو تو انہیں سے نبٹ لے۔

پہلے وہابیہ کے چند اقوال اسی مسئلہ کے متعلق لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ کیجیے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔

وہابیہ کی اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوششیں

امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

ع:۔ یہ قول اس معنی میں صحیح ہے کہ مصنّف براہین سے پہلے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی امکان کذب کا بہت شور مچا چکے ہیں۔ [۱]:۔ سیفِ یمانی ص۹۔

اولاً۔ لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد[1]

ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔

ثانیاً۔ بعد اخبار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بہ تکذیب نصے از نصوص نگردد۔[2]

ممکن ہے کہ بعد اخبار یہ آیت لوگوں کو بھلا دی جائے تو اب اگر حضور کی مثل دوسرا ہوسکا تو بندوں کا کسی آیت کو جھوٹا کہنا لازم نہ آئے گا۔

معاذ اللہ یہ خدا کی شان ہے کہ جھوٹ بولنے میں اس کو بندوں کا ڈر ہے۔ بندوں کو خبر نہ ہو تو پھر جھوٹ میں روک ٹوک ہی نہیں۔ یہ ہیں وہابیہ کے ناپاک گندے گھناؤنے عقیدے پھر اسی میں لکھا ہے۔

ثالثاً۔ عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و او را جلشانہ بآں مدح میکنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشانرا کسی بعدم کذب مدح نمی کند و بر ظاہر ست کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب می دارد و بنابر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بہ تنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید۔ ہماں شخص ممدوح میگردد بخلاف کسیکہ لسان او ماؤف شدہ یا ہرگاہ ارادہ تکلم بکلام کاذب می نماید آواز او بند میگردد یا کسے دیگر دہن او را بند می نماید ایں اشخاص نزد عقلا قابل مدح نیستند۔ ملخصاً[3]

جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور پتھر کے ان کو کوئی عدم کذب کے ساتھ مدح نہیں کرتا ظاہر ہے ... کہ اور پر صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ بات نہ بولے وہی شخص قابل تعریف ہوتا ہے بخلاف اس کے جس کی زبان ماؤف ہوگئی ہو۔ یا جب کبھی جھوٹ بات بولنے کا ارادہ کرے اسکی آواز بند ہو جائے۔ یا کوئی اس کا منہ بند کر دے۔ یہ لوگ عقلمندوں کے نزدیک قابل تعریف نہیں ہیں۔

---

[1]: یکروزی مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ص ۱۴۵۔ [2]: یکروزی ص ۱۴۴۔ [3]: یکروزی ص ۱۴۵

اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ جیسے قبیح اور گندے عیب کی نسبت کرنے اور اس کا امکان ثابت کرنے پر ہی اکتفا نہیں۔ بلکہ تمام صفات کمالیہ کے خلاف کا ممکن اور تحت قدرت ہونا وصف کمال ہونے کے لئے ضروری کر دیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْحَیُّ وہ زندہ ہے تو اب اس بدنصیب کے نزدیک حیات الٰہی جب کمال ہوگی۔ جبکہ معاذ اللہ اس کی موت ممکن ہو۔

وہ عَلِیْمٌ ہے عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ہے۔

تو ان گمراہوں کے نزدیک اس کا عالم ہونا جب ہی صفتِ کمال ہوگا۔ جب وہ جاہل ہو سکے اور اس کا جہل ممکن ہو۔

اس کی صفت ہے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ۔

تو ان بدعقیدوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لئے اونگھ اور نیند دونوں ممکن ہیں۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔

آسمان و زمین اور ان کے تمام کائنات کا مالک ہے۔ تو یہ وصف وہابیہ کے نزدیک جب ہی قابل مدح ہو سکتا ہے جب اس کا مالک نہ ہونا بھی ممکن ہو۔

اس کی شان ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

تو اس کا ہر شے پر قدرت رکھنا وہابیہ کے نزدیک جب ہی قابلِ تعریف ہوگا جبکہ وہ عاجز بھی ہو سکے۔

(معاذ اللہ) عبارت ہے کہ کفریات کا کلیہ ہے۔

بدنصیب نے یہ تو کہا کہ زبان ماؤف ہوگئی ہو یا جھوٹ کا ارادہ کرنے

کے وقت کوئی اس کا منہ بند کرے تو وہ قابل تعریف نہ ہو گا۔ مگر اسے یہ نہ سوجھا کہ قابل تعریف تو اسی لیئے نہ ہوگا کہ جھوٹ بولنے کے قبیح عیب کا ارادہ کر چکا۔ اب دوسرے کے منہ بند کرنے یا آواز نہ نکلنے سے وہ ارادہ فاسد کیسے مٹیگا۔ یہ نہ کہا گیا کہ جو کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ ہی نہ کرے اور اس کے ارادہ کا جھوٹ سے متعلق ہونا ممکن ہی نہ ہو وہ کس قدر قابل تعریف ہو گا۔

یہ گمراہی کا عقیدہ پیشوائے وہابیہ نے پرانے گمراہ فرقہ معتزلہ سے لیا اور لفظ بلفظ جو انہوں نے بکا تھا وہی یہ کہہ گزرا۔ ائمہ اہل سنت نے ان گمراہوں کا رد فرمایا تھا۔ اس کو امام الوہابیہ چھوڑ گیا۔ اور ان کے کلام حق سے منہ موڑ گیا۔

وہابیہ نے امکان کذب کا عقیدہ معتزلہ سے اڑایا۔

اب میں معتزلہ کا وہ قول دکھاؤں جس سے امام الوہابیہ نے اپنا یہ عقیدہ بنایا۔ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قالت المعتزلة لاٰیة تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ لا من تمدح بترک فعل قبیح لم یصح منہ ذالک التمدح الا اذا کان ھو قادرا علیہ الاتری ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ لایذھب فی اللیالی الی السرقة[1]	معتزلہ نے کہا آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے اس لئے کہ ترک ظلم پر اس کی مدح کیجاتی ہے اور کسی قبیح ! کام کے ترک پر اسوقت تک مدح کرنا درست نہیں ہوتا جب تک کہ اس پر قادر نہ ہو دیکھو اپاہج کی یہ مدح کرنا صحیح نہیں ہے کہ وہ راتوں میں چوری کے لئے نہیں جاتا۔

[1] :۔ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۲۶۔

بعینہ یہی عقیدہ امام الوہابیہ کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ بددین معتزلہ نے ظلم کو تحت قدرت بتایا ہے۔ اور وہابیہ نے کذب کو دونوں حضرت قدوس قدیر کے لئے عیب قبیح ثابت کر رہے ہیں۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے معتزلہ کے اس قول فاسد کا وہی رد فرمایا جو ہم نے امام الوہابیہ پر کیا۔ فرماتے ہیں۔

والجواب انه تعالی تمدح بانه لا تاخذه سنة ولا نوم ولم یلزم ان یصح ذلك علیه وتمدح بانه لا تدرکه الابصار۔ ولم یدل ذلك عند المعتزلة علی انه یصح ان تدرکه الابصار۔ [1]

جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی کی یہ مدح کی جاتی ہے کہ وہ اونگھ اور نیند سے پاک ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اونگھ اور نیند اس کے لئے ممکن ہو جائے۔ اور اللہ تعالی کی یہ بھی مدح کی جاتی ہے کہ ابصار اس کا ادراک نہیں کرتیں اور معتزلہ کے نزدیک بھی یہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس کے لئے ادراک ابصار ممکن ہے۔

اس کے بعد حضرت امام اللہ تعالی پر ظلم کے محال اور غیر مقدور ہونے کی تصریح فرماتے ہیں۔

والذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ ان الظلم مستلزم للجهل۔ والحاجة عندکم وهما محالان علی اللہ ومستلزم المحال محال والمحال غیر مقدور وایضاً الظلم عبارة

وہ دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کا ظلم کرنا محال ہے یہ ہے کہ ظلم جہل احتیاج کا مستلزم ہے اور وہ دونوں اللہ پر محال ہیں۔ اور جو محال کو مستلزم ہو وہ بھی محال ہے اور محال غیر مقدور ہے۔ نیز ظلم ملک غیر میں

---

[1]: تفسیر کبیر ج ٣ ص ٣٢٧

عن التصرف فی ملك الغیر والحق	تصرف کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے
سبحانه لایتصرف الا فی ملك	ہی ملک میں تصرف فرماتا ہے تو اس کا ظالم
نفسه فیمتنع کونه ظالما و ایضا الظالم	ہونا محال ہوا۔ اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ظالم
لایکون الهاً والشئ لایصح الا اذا کانت	الہٰ نہیں ہوتا۔ اور شئے اس وقت تک
لوازمه صحیحة فلو صح منه الظلم	ممکن نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے لوازم
لکان زوال آلهیته صحیحا ولو	ممکن نہ ہوں تو اگر اللہ تعالیٰ کا ظلم معاذاللہ
کان کذالك لکانت الهیته جائزة	ممکن ہو تو اس کے الٰہ ہونے کا زوال بھی ممکن
الزوال وحینئذٍ یحتاج فی حصول صفة	ہوگا اور ایسا ہو تو اس کا الٰہ ہونا ممکن الزوال ہو
الالهیة له الی مخصص وفاعل و	گا۔ اور اس وقت صفت الٰہیت کے حصول
ذالك علی الله محال۔ ؎۱	کے لئے کسی مخصص اور فاعل کی ضرورت ہو
	گی۔ اور یہ اللہ پر محال ہے۔

امام الوھابیہ نے یہ بھی لکھا ہے۔

رابعاً۔ والالازم آید کہ قدرت انسانی	اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو آدمی کی
ازید از قدرت ربانی باشد۔ ؎۲	قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

اب تو جتنے عیب آدمی کر سکتا ہے سب خدا کے لئے روا کر دیئے۔ یہ ہیں وہابیہ کے عقیدے۔

یہی مضمون مولوی محمود حسن دیوبندی نے بھی لکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"چوری، شراب خواری، جہل ظلم سے معارضہ، کم فہمی

؎۱ :۔ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۲۷

؎۲ :۔ یک روزی

معلوم ہوتا ہے۔ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ
سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے
مقدور اللہ ہے"۔ ۲ے

اب کچھ کذب ہی تک صبر نہیں ہے۔ وہابیہ کے پیشواؤں نے پاک پروردگار کی شان میں یہ منہ زوری اختیار کی کہ جہل ظلم چوری شراب خوری سب کچھ روا کر دے ان بیدینوں کے نزدیک ان کا خدا جاہل و ظالم بھی ہو سکتا ہے اور چور و شرابی بھی۔

چوری کہتے ہیں پرائی ملک بے اجازت چھپا کر لینے کو۔ تو خدا کا چوری کر سکنا جب ہی ہو سکتا ہے جب اس کے سوا اوروں کی ملک بھی ہو جس پر اس کی ملک ثابت نہ ہو! اور جو دوسرا مستقل ملک رکھنے والا ہو گا وہ ضرور خدا ہو گا۔ کیونکہ بندہ خدا کے مقابل کسی چیز کا مستقل مالک نہیں ہو سکتا۔

وہابیہ کے اس قول سے تو بے شمار خدا ماننا نظر آتا ہے۔ کیسے بُرے عقیدے ہیں۔

یہ کلیہ کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے اس کے معنی تو یہ تھے کہ بندہ کے افعال اللہ کے قدرت دینے سے ہیں۔ مگر بے دینوں نے یہ معنی لئے کہ بندہ جو کچھ

لے ا۔ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مولوی خلیل انبٹھوی اور وہابیہ کے دوسرے گروہوں کو ریاست بہاولپور میں شکست فاش دی اور ان ظالموں کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ وہاں سے یہ لوگ رات کے اندھیرے میں بھاگے تاکہ مسلمان کہیں مرتد خیال کرتے ہوئے انہیں جہنم واصل نہ کر دیں۔ بعد میں مولانا مرحوم نے اس مناظرہ کو تحریر کر کے علمائے عرب سے تصدیق کروائی اور اس تحریر کے مصدقین میں دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم اور استاد مولانا رحمت اللہ کیرانوی مرحوم بھی شامل ہیں۔ ۲ے :۔ ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵۔ اگست ۱۸۸۹ء۔

اپنے لئے کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

دھابیو! ان گندے عقیدوں پر مسلمان اور اہلسنّت ہونے کا دعویٰ کرتے ہو!

وہابیہ کی اتنی عبارات سے ان کے گندے عقیدہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور صاحب سیف یمانی نے اس گندے عقائد پر پردہ ڈالنے کی جو سعی بے فائدہ کی ہے وہ بھی ناکام ہوتی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا حوالوں سے ان کے عقیدے ظاہر ہیں۔

صاحب سیف یمانی نے خود اپنی اور اپنے کبرائے طائفہ کی تکفیر کر دی

صاحبِ سیف یمانی کا یہ قول ہے کہ۔

جو شخص اس کے کلام میں شائبہ کذب کو بھی جائز رکھے وہ کافر ہے۔ ملعون ہے۔ لہ

یہ خود اس کی زبان سے اس کی اور اس کے کبرائے طائفہ کی تکفیر ہے کیونکہ وہ خود اس کے بعد لکھتا ہے۔

> "با اینہمہ حضرات اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو خبر اس نے
> اپنے کلام ازلی میں دی ہو اس کے خلاف کرنے سے وہ
> عاجز نہیں کر سکتا ہے" ٢ہ

اس کے یہی تو معنی ہوئے کہ وہ کلام جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اس کی خبریں غلط ہو سکتی ہیں۔ یہ شائبہ کذب ہوا یا نہیں ہوا۔ ضرور ہوا۔ تو صاحبِ سیفِ یمانی اپنے قول سے کافر و ملعون ہوا۔ اور اس کے تمام وہ اکابر جن سے یہ عقیدہ لیا ہے وہ بھی اسی حکم میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد صاحب سیفِ یمانی کہتا ہے۔

لہ:۔ سیفِ یمانی ص۸۰ ۔ ٢ہ:۔ سیف یمانی ص۸۰

"ولیکن کریگا ہرگز نہیں"

یہ کیوں اور اس کی دلیل کیا۔ اس پر کیا حجت و سند ہے۔ جس کا کلام تم نے محتمل الکذب ٹھہرا دیا۔ وہ اگر یہ بھی کہے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ ہرگز وعدہ خلافی نہ کروں گا۔ تو اس کا یہ کہنا بھی تو محتمل الکذب ہی ہو گا۔ اس کے صدق کا یقین کہاں سے آئے گا۔ اور کبرائے وہابیہ کی یہ دلیل کہ اس کے خلاف کرنے پر قادر ہے۔ یہاں بھی جاری ہوگی۔ تو نہ اب خدا کا اعتبار رہا نہ اس کے کلام کا۔ نہ اس کی قسم کا نہ حلف کا معاذ اللہ۔ یہ ہے تمہارا دین اب چلہے کتنا ہی روغن قاز ملو۔ یہ تمہارا طوفان ہے کہ حضرات اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمہیں حضرات اہل سنّت کے عقیدہ کی کیا خبر حضرات اہلسنّت تو اس عقیدہ پر لعنت کرتے ہیں۔

صاحب سیف یمانی کی پہلی دلیل

قرآن عزیز میں ارشاد ہے ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الایہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ مشرک کو نہ بخشیگا پس یہ تو سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ کوئی مشرک ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں بخشا جائے گا۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہ بخشنا اختیاری ہو گا یا اضطراری پس اہل سنّت تو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہ بخشنے میں مجبور نہیں بلکہ اس کو قدرت ہے کہ وہ بخشدے لیکن وہ اپنے اختیار سے نہیں بخشے گا۔ کیونکہ وہ فرما چکا ہے کہ میں مشرک کو نہ بخشوں گا اور وہ اصدق القائلین ہے۔ اور بعض معتزلہ اور ہمارے زمانہ کے نادان بدعتی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کے اس نہ بخشنے میں مجبور محض ہے۔ اس

کو یہ قدرت ہی نہ رہی کہ اس کو بخش سکے وہ اس معاملہ میں
بالکل عاجز ہے ۔ ؎۱

صاحب سیف یمانی کا یہ دعویٰ کہ اس زمانہ کے نادان بدعتی یہ کہتے ہیں. کہ اللہ تعالیٰ مشرک کے نہ بخشنے میں مجبور و عاجز ہے۔ محتاج نقل ہے. بدعتی تو وہ بدنصیب اہلِ سُنّت کو کہتا ہے۔ بتائے کہ اہلِ سُنت میں سے یہ کلمے کس نے کہاں لکھے ہیں اس کی نقل کیوں نہیں پیش کی. اپنی طرف سے ایک بات کہنا اور اہلسنّت کی طرف نسبت کر دینا. اہلسنّت کا یہ لب ولہجہ ہی نہیں وہ بات طریقۂ ادب سے کہتے ہیں. امام ابنِ ہمام نے فرمایا۔

صاحب العمدۃ لما اختار ان العفو عن الکفر لا یجوز عقلاً۔ ؎۲	صاحبِ عمدہ نے اس کو مختار قرار دیا کہ کفر کو لما اختار معاف کرنا عقلاً جائز نہیں ۔

اور ردالمختار میں یہی قول اختیار کیا اور اسی کو معتمد صحیح قرار دیا. فرماتے ہیں ۔

لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیہ ینبنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً۔ ؎۳	لیکن یہ شرک کا عفو عقلاً جائز ہونے پر مبنی ہے اور اسی پر جوازِ خلف وعید کا قول بنا کیا جاتا ہے اور تم جان چکے کہ صحیح اس کے خلاف ہے تو اس کی دعا کفر ہے بہ سبب اس کے عقلاً وشرعاً جائز نہ ہونے کے۔

وہابیو! کیا انہیں کو بدعتی کہتے ہو؟ ہوش کرو!

صاحب سیف یمانی اپنے کبرائے طائفہ سے دریافت کرکے کہے کہ وہ کفار مشرکین کی مغفرت کو محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہیں؟ نہ جانے تو مسلمان نہ رہا یا

؎۱: سیف یمانی صہ ۸۰ ۔ ؎۲ ۔ مسائرہ صہ ۸۵ ۔ ؎۳ ۔ شامی ج ۱ صہ ۳۶۷

کافر ہوا ؟

اور اگر محال شرعی جانتا ہے تو مغفرتِ مشرک ممتنع بالغیر ہوئی یا نہیں اور ممتنع بالغیر کا وقوع ممتنع بالذات کو مستلزم ہے یا نہیں! اب اسے تحتِ قدرت بتانے کے کیا معنی ؟ یہ بھی بتایئے کہ اس کے نزدیک مغفرت مشرک میں مقدوریت بالنظر الی ذاتہا مع قطع النظر عن مخالفتہ قول اللہ ہے یا بالنظر الی مخالفتہ قول اللہ ہے ؟
تقدیر ثانی پر کیا دلیل اور قطعیّت صدقِ کلام الٰہی کی کیا سبیل ؟
تقدیر اوّل پر اس کے مدعا کو کیا مفید۔ پھر یہ بھی بتایئے کہ جو تقریر اس نے کی وہ ظلم میں بھی جاری ہوتی ہے یا نہیں؟ قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

اِنَّ اللّٰہ لَا یَظلم مثقال ذرَّۃ   بے شک اللہ ذرّہ بھر ظلم نہیں کرتا۔

اس میں صاحبِ سیفِ یمانی کی تقریر یوں جاری ہوتی کہ یہ تو سب کے نزدیک مسلّم کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک لمحہ کے لئے ظُلم نہ فرمائے گا۔ لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ ظلم نہ فرمانا اختیاری ہے یا اضطراری ؟ پس دہابیہ تو یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ظلم نہ کرنے میں مجبور نہیں۔ بلکہ اس کو قدرت ہے کہ وہ ظلم کرے لیکن وہ اپنے اختیار سے ظلم نہیں کرے گا کیونکہ وہ فرما چکا ہے کہ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ اور وہ اصدق القائلین ہے۔

بتاؤ ؟ کہ ایسا کہنا کیسا ہے؟ اوپر تفسیر کبیر کی عبارت گزر چکی جس میں اس کو مذہب معتزلہ بتایا ہے اور اہل سُنت نے تو ظلم کرنا مقدور و منافی الوہیت قرار دیا ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے جو آیت لکھی اس سے اس کا مدعائے باطل ثابت نہیں اب اُسے قرآن پاک کی آیت سناؤں۔ جس سے یہ مسئلہ صاف معلوم ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا قرآن اور تفاسیر سے ثابت ہے۔

اللہ رب العزت عزوعلا فرماتا ہے۔

ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ اللہ سے زیادہ بات کا کون سچا ہے۔

تفسیر لباب التاویل میں امام ناصر الشریعۃ محی السنۃ علاؤ الدین علی ابن محمد ابن ابراہیم بغدادی فرماتے ہیں۔

یعنی لا احد اصدق من اللہ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب۔ [1]	مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ اور اس کا کذب ممکن نہیں ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل میں اسی آیت کے تحت فرمایا۔

ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشئی بخلاف ما ھو علیہ۔ [2]	اس سے سچا کوئی نہیں اس کی خبروں میں اور اس کے وعدہ وعید میں۔ اس لئے کہ کذب بسبب اپنی برائی کے اللہ تعالیٰ پر محال ہے کیونکہ وہ کسی شے کی اس کے خلاف خبر دینا ہے جیسی وہ ہو۔

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت فرمایا۔

لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ محال۔ [3]	کذب اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ نہیں پاسکتا۔ کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ پر محال۔

تفسیر ابوالسعود میں ہے۔

---

[1] لباب التاویل جلد ۱ صـ ۴۲۱۔ [2] مدارک التنزیل جلد ۱ صـ ۴۲۱۔ [3] بیضاوی صـ ۱۵۰۔

والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ ۔ ؎ | اور کذب اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پر محال ہے ۔

یہ ہے قرآنِ کریم کا ارشاد اور مفسرین معتبرین کی تفاسیر کا بیان جس میں کذب کو نقص و محال و ناممکن بتایا جا رہا ہے تو اب اس کذب کا امکان کہاں سے آئے گا اور اس کو اہلسنت کا مذہب کس طرح کہا۔

بحمداللہ وہابیہ کی تمام تار پود باطل ہوگئی۔ اور ساری بخیہ ادھڑ گئی۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی دوسری دلیل۔

قرآن عزیز میں ارشاد ہے ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیھم ۔ یعنی اے محبوب جب کہ تم انہیں میں ہو ہم ان پر عذاب نہ بھیجیں گے ۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائے گا اور دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ تم لوگوں پر عذاب بھیج دیں ۔ (عاجز نہیں ہیں) چنانچہ ارشاد ہے ۔ قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا الایۃ ۔ یعنی اے محمد (صلعم) ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیج دے ۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی وعدہ فرمائیں تو اس کے خلاف

؎ :۔ تفسیر ابوالسعود جلد ۳ صـ ۴۱۲ ۔

پر بھی قادر[۱] رہتے ہیں عاجز اور مجبور نہیں ہو جاتے ۔ [۲]

دوسری دلیل کا جواب ۔

یہ صاحب سیف یمانی کی دوسری دلیل ہے اور درحقیقت نہایت ذلیل ہے کہ اس میں ایک آیت کو دوسری سے لڑایا ہے یہی عادت یہود و نصاریٰ کی تھی ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے ۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

انما هلك من كان قبلكم بهذا ضربوا كتاب الله بعضه ببعض وانما نزل كتاب الله يصدق بعضه بعضا فلا تكذبوا بعضه ببعض فما علمتم منه فقولوا وما جهلتم فكلوه الى عالمه ۔ [۳]	پچھلی قومیں بھی اس سے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے کتاب کے ایک جزو کو دوسرے سے لڑایا ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کتاب اللہ اس شان سے نازل ہوتی ہے کہ اس کا بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے تو نہ جھٹلاؤ اسکے بعض کو بعض سے جو جانو وہ کہو اور جو نہ جانو اسکو جاننے والے پر چھوڑ دو ۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے نافہمی اور نادانی سے ایک آیت کو دوسری آیت کے خلاف قرار دے کر یہود کی تقلید کی اور اسی پر بس نہیں بلکہ اپنے مدعا باطل کے لئے اُس نے آیت کے معنیٰ میں تحریف اور آیت کا وہ مطلب لکھا جس سے کلام الٰہی کا کذب لازم آئے چنانچہ وہ لکھتا ہے ۔

"کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی ہے

---

[۱] :- یعنی اس کا کلام جھوٹا ہو سکتا ہے معاذاللہ خاک در دہن گستاخ ۱۲

[۲] :- سیف یمانی صفحہ ۸۰ ۔ [۳] :- مشکوٰۃ شریف ص ۳۵

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہوتے ہوئے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائے گا۔“ [1]

اگر وہابیہ کے نزدیک اس آیت کا یہ مضمون ہے تو یقیناً انہوں نے قرآن پاک کی ان صدہا آیات کو جھٹلا دیا جن میں اہلِ زمین پر زمانۂ اقدس میں عذاب آنے کا بیان ہے اور بے دینوں نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے بالفعل بہت سے جھوٹ واقع ہو چکے۔ (معاذاللہ)

اب قرآن کریم کی آیات دیکھئے۔

اوّلاً۔ فما جزآءُ من یفعل ذٰلک منکم الا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا۔ [2]	تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو۔
ثانیاً۔ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ [3]	تو اب عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا۔
ثالثاً۔ فلمّا تراءَتِ الفِئَتٰن نکص علی عقبیہ وقال انی بریٓءٌ منکم انی اریٰ مالا ترون انی اخاف اللہؕ واللہ شدید العقاب [3]	تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا۔ اور بولا میں تم سے الگ ہوں۔ وہ میں دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہ آتا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔
رابعاً۔ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم [4]	تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور رسوا کریگا اور تمہیں ان پر مدد دے گا۔

---

[1]:۔ سیف یمانی صہ ۔ [2]:۔ پارۂ الٓمّ آیت ۸۴ ۔ [3]:۔ پارۂ ۹ و ۱۰ واعلموا سورۂ انفال۔
[4]:۔ پارۂ واعلموا سورۂ توبہ

خامساً۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنود الم تروھا وعذب الذین کفروا وذٰلک جزاء الکٰفرین[۱]	پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا۔ اور منکروں کی یہی سزا ہے۔
سادساً۔ انما یرید اللہ ان یعذبھم بھا فی الحیٰوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کٰفرون۔[۲]	اللہ یہی چاہتا ہے کہ اس دنیا میں ان پر وبال کرے اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے۔
سابعاً۔ یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاٰخرۃ۔[۳]	تو اللہ انہیں سخت عذاب کریگا دنیا و آخرت میں۔

اور خاص اسی آیت "ماکان اللہ لیعذبھم" کے بعد یہ آیت ہے۔

ثامناً۔ وما لھم الا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام۔[۴]	اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں۔

یہ آٹھ آیتیں ہیں جنہیں اہل زمین پر حضور کے وقت میں عذاب ہونے کا بیان ہے اور اس مضمون کی اور بھی صدہا آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ سیف یمانی والے وہابی ان سب آیات کو یہ کہہ کر جھوٹا کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوتے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائے گا اب ان کے نزدیک یا تو یہ خبر غلط اور جھوٹ ہے یا ان مذکورہ بالا تمام آیات کو ایسا سمجھتے ہیں۔ غضب کر دیا بے دینوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے کلام پاک کو جھوٹا مانا۔ اس پر دعویٰ اہلسنت ہونے کا لعنت اس

---

[۱]: توبہ آیت ۲۵ رکوع ۹۔ [۲]: توبہ آیت ۲۸ رکوع ۱۲۔ [۳]:
[۴]: انفال آیت ۳۲ رکوع ۱۷۔ [۵]: انفال آیت ۳۳ رکوع ۱۷ پارہ ۹

ناپاک عقیدہ پر۔

اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس لئے پہلے مولوی رشید احمد گنگوہی خداوندِ عالم کے جھوٹا کہنے والے کو مومن بتا چکے ہیں۔ دیکھو انکا فتویٰ۔

گنگوہی جی کا فتویٰ کہ وقوع کذب کا قائل کافر نہیں

سوال:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماقولکم رحمکم اللہ۔ دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرفداری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ ویغفر مادون ذالك الخ لفظ ما عام ہے شامل ہے۔ معصیت قتل مومن کو۔ پس آیۂ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد کی بھی فرمادے گا۔ اور دوسری آیۃ میں ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مومن قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آیت میں ویغفر ہے نہ ویمکن ان یغفر۔ یہ سن کر اس قائل نے جواب دیا۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی للطبع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعضی مواضع میں جائز رکھا ہے اور توریہ و عین کذب بعضے مواضع میں دونوں اولیٰ ہیں۔ نہ فقط توریہ آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر۔ اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہلسنت

وجماعت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری تعالیٰ کے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی۔ مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی کہنا نہیں چاہیئے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعۃ کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمٰن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقولہ علاوہ اس کے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل ھو کمال آنخ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علماء وقوع خلق وعید کے قائل ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے، گاہ وعدہ، گاہ خبر، اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوویگا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے۔ ہرچند یہ قول ضعیف ہی ہے مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بالعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن وتضلیل نہیں کر سکتا۔ انا مومن انشاء اللہ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود

لکھتے ہیں۔ لہذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہئیے
البتہ بزرمی اگر فہمائش ہو تو بہتر ہے اگر قدرۃ علی الکذب مع امتناع
الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں اگرچہ
اس زمانہ میں لوگوں کو انکار بے جا ہوگیا۔ قال اللہ تعالی
ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدایاھا ولکن حق القول منی
لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ۵ الآیہ
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
۱۳۰۱ھ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کو اور اس کے کلام کو جھوٹا بنانے والے کافر ہیں۔

چنانچہ خود انہیں گنگوہی صاحب کے فتاوے حصہ اوّل میں وقوع کذب کے قائل کو کافر لکھا۔

ومن یعتقد تیقنوہ بانہ تعالیٰ یکذب فہو کافر ملعون قطعاً ومخالف الکتاب والسنتہ واجماع الامۃ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواکبیرا ط

اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب و سنّت واجماع امت کا مخالف ہے۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو ظالموں نے کہا بہت برتر۔

جبکہ وہابیہ وقوع کذب الٰہی کے قائل ہو گئے اور اس (اللہ تعالیٰ) کو جھوٹا ماننے لگے معاذ اللہ تو امکان کے متعلق ان کی ہرزہ سرائی کب قابل التفات رہی۔ لیکن اس لئے کہ کوئی سادہ لوح دھوکا نہ کھائے۔ صاحب سیف یمانی کی پیش کردہ

عبارات کا حال ظاہر کر دیا جاتا ہے۔

تفسیرِ بیضاوی کی عبارت

والاخبار بوقوع الشئی او عدمہ لا ینفی القدرۃ علیہ[1] اور اللہ تعالےٰ کا خبر دے دینا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی اس کو اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔

صاحب سیف یمانی نے بیضاوی شریف کی عبارت تو لکھ دی مگر بے سمجھے اور ترجمہ بھی غلط کیا۔ اتنا بھی سلیقہ نہیں جو یہ سمجھ سکے کہ کیا موقع ہے کیا کلام ہو رہا ہے۔ اس عبارت میں یہ کہاں ہے کہ اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔ لفظ (اس کی) اپنی طرف سے کیوں بڑھایا۔ بغیر تحریف، تبدیل، تراش، خراش کے کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ ظالموں کو دیانت سے کچھ بھی واسطہ نہیں۔ عبارتِ بیضاوی کا مطلب تو صاحبِ سیفِ یمانی کو سمجھنا نصیب نہیں ہوا۔ ورنہ بتائے کہ اس کے ترجمہ سے مجوّزین تکلیف مالا یطاق کا جواب کس طرح ہوتا ہے۔ پھر یہ جواب کس کی طرف سے ہے۔ اور اس کے اصل مجیب کون ہیں اہل سنّت یا کوئی اور۔ کچھ ہے خبر۔ بیضاوی کو ہاتھ لگانے کے لئے کچھ علم چاہیئے۔

حلوا خوردن را روئے باید۔

لطف یہ کہ اس کے حاشیہ سیال کوٹی کی عبارت اس کے بعد لکھی اس میں بعینہ یہ لفظ موجود ہے لا ینفی القدرۃ علیہ۔ وہاں صاحبِ سیفِ یمانی نے ترجمہ کیا۔ اس کو مقدوریت اور ممکن بالذات ہونے سے نہیں نکال دیتا۔

---

[1]: سیف یمانی ص۲۰

یہاں یہ ترجمہ نہ کیا اس کی قدرت سے خارج نہیں کر دیتا۔ ع۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ شعر ؎

ایک بات اور سیکڑوں اس کے جواب ہم سے کچھ غیروں سے کچھ دُبان سے کچھ

اسی عبارت بیضاوی کے حاشیہ کی ایک دوسری عبارت پھر نقل کی اور اس کے ترجمہ میں بھی خیانت کی۔ کہ لا یخرجہ عن الامکان الی الامتناع الذاتی کا ترجمہ کیا "اس کو دائرہ امکان سے نکال کر حدود امتناع میں داخل نہیں کر دیتا"۔ اصل عبارت میں امتناع ذاتی تھا۔ ترجمہ میں ذاتی اڑا دیا۔

صاحب سیف یمانی کی ایک اور نافہمی یہ ہے کہ اس کی ان پیش کردہ عبارات میں مسئلہ زیر بحث یعنی اللہ تعالیٰ کے امکان کذب کا بیان ہی نہیں۔ سند کس چیز میں لاتا ہے جس شے کی خبر دی جائے اس کے خلاف کا ممکن بالذات ہونا امکان کذب کو کب مستلزم ہے کیا ممتنع بالغیر کا امکان بالذات اس غیر کو بھی ممکن کر دیتا ہے۔ شعر ؎

ہنوز طفلی و از نوش و نیش بے خبری ز علم غیر چہ از جہل خویش بے خبری

صاحبِ سیفِ یمانی کی ایک اور فریب کاری!

صاحب سیف یمانی نے اپنے مدعائے باطل کی تائید میں شرح مواقف کی ایک عبارت پیش کی اس عبارت کے جس حصّہ کو اس نے اپنے مفید مدعا ظاہر کیا ہے اس پر افتخاراً خط کھینچ دیا ہے۔ اس کی خط کشیدہ عبارت یہ ہے۔

"کیونکہ ہم اہلسنت وجماعت کو اس کا محال ہونا تسلیم نہیں اور بھلا کیسے محال ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت میں داخل ہیں۔"[1]

[1]:۔ سیف یمانی صہ ۸۲

مُصنّف سیفِ یمانی کو صدق و دیانت سے تو عداوت ہے۔ اور جب وہ معاذ اللہ کذب الٰہی کو ممکن کہتا ہے تو اپنا کذب فرض بھی سمجھے تو کچھ تعجب نہیں۔ شرح مواقف پر یہ بہتان باندھ دیا کہ ہم اہلسنّت وجماعت کو اس کا محال ہونا تسلیم نہیں۔ لاحول ولا قوۃ إلا باللہ۔ شرح مواقف میں یہ مضمون کہاں ہے کہ اہلِ سُنّت کو تسلیم نہیں۔ شرح مواقف میں تو کذبِ الٰہی کو باتفاق ممتنع فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً[1]	اللہ تعالیٰ پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

قد مر فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ وتعالیٰ۔[2]	موقف آلہیات کے مسئلہ کلام میں اللہ تعالیٰ پر کذب کا محال ہونا بیان ہو چکا۔

اور اس کے علاوہ بھی اس کتاب میں جابجا اللہ تعالیٰ کے لئے کذب کے محال اور ممتنع ہونے کی تصریحیں موجود ہیں۔ تو اس عبارت سے صاحبِ سیفِ یمانی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ۔

"اہلِ سُنّت کو استحالۂ کذب باری تسلیم نہیں"۔

علاوہ افتراء بہتان اور جہل و ناتوانی کے خود صاحب کتاب کی تصریحات کے بھی خلاف ہے اور ہماری پیش کردہ عبارات کو سامنے رکھنے کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی کا جہل و فریب بے نقاب ہو جاتا ہے۔

سیفِ یمانی کے مُصنّفین کو عبارات کا ترجمہ کرنا بھی نہ آیا۔ شرح مواقف کا سمجھنا اہلِ علم کا کام ہے ہر کس و ناکس کو اس کا کب سلیقہ ہے۔ بات یہ ہے کہ معتزلہ اور خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو جو بغیر توبہ مر جائے واجب التعذیب جانتے ہیں اور اللہ کا معاف کرنا جائز نہیں سمجھتے اس کی دلیل وہ یہ لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

---

[1] شرح مواقف صفحہ [2] شرح مواقف صفحہ ۲۷

نے کبیرہ پر عذاب سے ڈرایا اگر عذاب نہ کرے تو وعید کا خلاف لازم آتے اور اس کو وہ کذب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ کذب باری کا محال ہے اسلئے صاحب کبیرہ کی معافی کی کوئی صورت نہیں ۔

شرح مواقف میں اس کا رد فرمایا گیا ہے اور انہیں الزام دیا گیا ہے کہ تمہارا خلف وکذب کو محال کہنا ممنوع ہے کیونکہ وہ دونوں ممکنات مقدورات میں ہیں یعنی ایک جماعت معتزلہ کے نزدیک چنانچہ آخر کتاب میں فرمایا ۔

المزدارية هو ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المزداد هذا لقبه من باب الافتعال من الزيادة وهو تلميذ بشير اخذ العلم منه وتزهد حتى سمى راهب المعتزلة قال الله تعالیٰ قادر على ان يكذب ويظلم ولو فعل لكان الهاً كاذباً ظالماً تعالى الله عما قاله علواً كبيراً ۔ ؎

فرقہ مزداریہ مزدار ابو موسیٰ عیسیٰ ابن صبیح کا لقب ہے یہ لفظ زیارت کو باب افتعال میں لا کر بنایا گیا ہے۔ یہ شخص بشیر کا شاگرد ہے ۔ استاد سے علم حاصل کرکے زاہد بنا یہاں تک کہ راہب معتزلہ کے نام سے موسوم ہوا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے اور اگر کرے تو وہ خدائے کاذب ظالم ہو گا۔ برتر ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو اس مردود نے کہا بہت برتر۔

کچھ کھلی آنکھیں کذب کا تحت قدرت ہونا جسے صاحب سیف یمانی نے اہل سُنّت کا مذہب کہا تھا وہ معتزلہ مزداریہ کا مذہب نکلا ۔ اور شارح مواقف نے اس سے اللہ تعالیٰ کی برتری بیان کی ۔ جاہل کو اتنی تمیز نہ ہوئی کہ کلام کو سمجھتا محل کو پہچانتا ۔ الزام کو مذہب قرار دے بیٹھا ۔ اور اس جہل میں سیف یمانی کے تمام مقرظین مصنّف کے شریک حال ہیں ۔

؎ :- شرح مواقف صـ ۶۲۹ ۔

ایک اور لطیفہ اوّل بحث میں تو صاحب سیفِ یمانی لفظ امکان کذب سے بہت گھبرائے تھے اور آپ نے لکھا تھا کہ ڈراؤنا سا نام اہلِ بدعت نے امکان کذب رکھا۔

اور یہاں کذب کا ممکنات میں سے ہونا اہل سنّت کا مذہب ہے بتا رہے ہیں۔ ع۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔

عبارت شرح مواقف میں بہت باریکیاں ہیں یہاں بنظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا گیا اور انشاء اللہ تعالیٰ صاحب فہم وانصاف کیلئے یہی کافی ووافی ہے۔

صاحب سیف یمانی کی ایک اور نافہمی

اسی مسئلہ امکان کذب کی تائید میں مسامرہ شرح مسایرہ کی عبارت نقل کی عبارت کو سمجھنا اور اس سے نتیجہ نکالنا تو کارے دارد۔ صاحب سیفِ یمانی کو اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ متن وشرح میں امتیاز کر سکے۔ مسامرہ کو متن اور مسایرہ کو شرح بنا دیا اور اتنی تمیز نہ ہوئی کہ یہ سمجھ سکتا کہ مسامرہ شرح ہے اور مسایرہ متن جس کو اتنا بھی سلیقہ نہ ہو وہ فہم عبارت میں کیا کمال کرے گا۔ پھر مسایرہ امام ابن ہمام کی تصنیف ہے، اس کو شاگرد کی طرف نسبت کر دیا۔ اس فہم پر مسئلہ لکھنے کا شوق۔ ایسوں ہی کے حق میں کسی نے کہا ہے۔

این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم ! ہمہ آفاق پر از فتنہ وشر می بینم
ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب وقند است طوق زریں ہمہ بر گردن خر می بینم !

مسامرہ اور مسایرہ کی عبارتوں سے سیفِ یمانی کا ڈیڑھ صفحہ تو لبریز کر دیا مگر اس ساری عبارت میں یہ کہاں ہے کہ امکان کذب اہلِ سنّت کا مذہب ہے (معاذ اللہ) اور جب یہ نہیں تو نقل عبارت سے کیا فائدہ اس میں تو اشعرہ

کا مذہب بھی نہیں بتایا یہ فرمایا ہے۔

فهو بمذهب الاشاعرة اليق منه بمذهب المعتزلہ

جس کا ترجمہ خود صاحبِ سیفِ یمانی نے یہ کیا ہے۔

"پس یہ قول اشاعرہ یعنی اہل سُنّت کے مذہب کے زیادہ مناسب اور اسی پر زیادہ چسپاں ہے۔" [1]

اس عبارت سے خود ہی ظاہر ہے کہ یہ قول اشاعرہ کا مذہب نہیں، اس پر چسپاں کیا جاتا ہے اس لئے علامہ نے فھو مذھب الاشاعرہ نہیں فرمایا جس کے یہ معنی ہوئے کہ یہ اشاعرہ کا مذہب ہے جس طرح کہ کذب وسفہ وظلم کی مقدوریّت کو صاف مذہب معتزلہ فرمایا تھا باوجودیکہ وہ سارے معتزلہ کا مذہب نہیں جیساکہ ہم شرح مواقف وغیرہ سے نقل کرچکے ہیں تو اگر ان چیزوں پر ثبوت قدرت بھی اشاعرہ کا مذہب ہوتا تو فھو مذھب الاشاعرہ کہنے سے کون مانع تھا درحقیقت صاحبِ سیفِ یمانی کا اس عبارت سے استدلال حق پوشی وفریب کاری ہے کیونکہ شارح نے اس سے ایک صفحہ پہلے خود تصریح فرمادی۔

قلنا لاخلاف بين الاشعرية و غيرهم في ان كل ما كان وصف نقص في حق العباد فالبارى تعالىٰ منزه عنه وهو محال عليه تعالىٰ والكذب وصف نقص في حق العباد۔ [2]	ہم کہتے ہیں کہ اشاعرہ اور ان کے سوا دوسروں میں اس میں کچھ مخالفت نہیں ہے کہ جو چیز بھی بندوں کے حق میں نقص ہو باری تعالیٰ اس سے منزہ ہے اور باری تعالیٰ پر وہ محال ہے اور کذب بندوں کے حق میں وصف نقص ہے۔

[1] :۔ سیف یمانی ص۸۳ ۔ [2] ۔ مسامرہ ص۸۴ ۔

اس میں مذہب اشاعرہ کا صاف بیان تھا کہ وہ کذب کو محال جانتے ہیں اس کو ذکر نہ کرنا اور ایک الزام سے سند پکڑنا وہ بھی ایسا جو چسپاں کیا گیا ہو کس قدر ناحق کوشی ہے۔

لفظ "اہلسنّت کے مذہب" اصل کتاب میں نہ تھا ترجمہ میں صاحب سیفِ یمانی نے اپنی طرف سے داخل کر دیا۔ مگر اس بے چارہ کو خبر نہیں ہے کہ کتاب کے آخر میں امام ابن ہمام اور اس کی شرح میں ان کے شاگردِ رشید عقائد اہلِ سُنّت کا ایضاح فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

(لنختم) هذا الكتاب بايضاح عقيدة اهل السنة والجماعة[۱]	چاہیے کہ ہم اپنی یہ کتاب عقیدہ اہلسنّت وجماعت کے ایضاح پر ختم کریں۔

اب ان عقائد کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

(يستحيل عليه) سبحانه (سماة النقص كالجهل والكذب) بل يستحيل عليه كل صفة لا كمال فيها ولا نقص لان كلا من صفات الاله صفت كمال۔	اللہ سبحانہ پر سماۃ نقص مثل جہل کذب کے محال ہیں بلکہ اس پر ہر ایسی صفت بھی محال ہے جس میں نہ کمال ہو نہ نقص اس لیے صفات الٰہی میں سے ہر ایک صفت کمال ہے۔

کچھ دیکھا وہی مسائرہ ومسامرہ ہیں جن کی سیفِ یمانی نے بڑی تعریف کی ہے ان میں کذب الٰہی کا محال ہونا عقیدۂ اہل سُنّت بنایا گیا ہے۔ ان عقیدوں پر پردہ ڈال دینا اور ایک الزام جو اشاعرہ پر چسپاں کیا گیا ہے اس کو اشاعرہ کا مذہب بنا دینا کتنی بڑی جہالت وخیانت وتلبیس وفریب کاری ہے۔ یہ ہے وہابیہ کے۔

---

[۱] : مسامرہ شرح مسائرہ صـ ۱۶۴۔

استدلالوں کی حقیقت ان کو ان تلبیسوں اور نافہمیوں پر ناز ہے۔
وہابیو! اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کتب دینیہ کی عبارتوں سے غلط نتیجے نکال کر دُنیا کو مغالطہ میں مت ڈالو۔ حضرت رب العزت جل وعلی تبارک وتعالی کی ذات پاک پر کذب جیسے قبیح وشنیع قابل نفرت وموجب لعنت عیب کی تہمت نہ لگاؤ۔

مکّہ معظمہ میں چار مُصلّے

صاحب سیف یمانی نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ کا یہ قول نقل کیا۔

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک جو چار مُصلّے مکّہ معظمہ میں ہیں وہ برے ہیں۔ ۱؎

اس پر صاحب سیف یمانی نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ پر بہت طعن وتشنیع کی اور ان کے مبلغ علم کے مذاق اڑاتے اور منحۃ الخالق کے حوالہ سے ایک عبارت نقل کی جس کے الفاظ منحۃ الخالق سے نہیں ملتے۔ یہ تو وہابیہ کی عادت ہی ہے کہ ان کے نقول منقول عنہ کے مطابق نہیں ہوا کرتے کچھ نہ کچھ تراش خراش کر ہی لیتے ہیں پھر ترجمہ اپنی نقل کی ہوئی عبارات کے مطابق نہیں۔ عبارت میں "عن بعض مشائخنا" اس کے ترجمے میں حنفیہ کا ایک لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ لفظ "انکار" کا ترجمہ کیا "ندامت کی" اور اس سے بڑھ کر آپ کی عربی دانی کا پورا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ ستۃ خمسین وخمسمائۃ کا ترجمہ ۵۵۵ھ لکھا جس شخص کی قابلیت کا یہ حال ہو کہ وہ عدد کا ترجمہ بھی نہ کر سکے وہ مصنف بنے مسائل دین میں قلم اٹھائے۔ سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ۔ پھر جو عبارت بحر کی نقل کی اس میں چار مصلوں کا کہاں ذکر ہے۔ اور اہل مذاہب مختلفہ کا بیان کہاں

۱؎ : سبیل الرشاد مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی صہ ۲۷ سیف یمانی صہ ۸۴۔

ہے محض مغالطہ کے لئے عبارت لکھ دی یا نادان کو خود اس کی تمیز نہ ہوئی کہ وہاں وہ مسئلہ ہی نہیں ہے تکرار جماعت کا مسئلہ ہے وہ بھی محلہ کے متعلق۔

چنانچہ خود صاحب منحۃ الخالق رد المختار میں علامہ سندی کی اس عبارت پر یہ اشکال وارد کرتے ہیں۔

لکن یشکل علیہ انّ نحو المسجد المکی او المدنی لیس لہ جماعۃ معلومون فلا یصدق علیہ انہ مسجد محلۃ بل ھو کمسجد شارع وقد مرانہ لاکراھۃ فی تکرار الجماعۃ فیہ اجماعاً فلیتامل ھذا[1]

لیکن اس پر یہ اشکال وارد کیا جاتا ہے کہ مسجد مکہ و مدینہ اور ان کی طرح جو مسجدیں ہوں ان کے لئے نمازی معین نہیں ہیں۔ پس ان پر مسجد محلہ کی تعریف صادق ہی نہیں آئے گی بلکہ وہ شارع عام کی مسجد کی طرح ہیں اور یہ گذر چکا کہ شارع عام کی مسجد میں تکرار جماعت بالاجماع مکروہ نہیں۔

اب یہاں مُصنّف سیفِ یمانی کے جہالات دیکھئے۔

ایک تو یہ کہ عبارت وہ لکھی جس کو مسئلہ مبحوثہ سے تعلق نہیں اس میں ایک دوسرے مسئلہ تکرار جماعت کا بیان ہے۔

دوسرے یہ کہ اس مسئلہ میں بھی اس عبارت پر اشکال وارد کیا گیا۔ کمال بے بصری ہے عبارت نقل کر دی اور اشکال نظر نہ آیا۔

تیسرے یہ کہ عبارت بعینہا نقل نہیں کی۔ نقل اصل سے مخالف ہے۔

چوتھے یہ کہ اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت کا ترجمہ صحیح نہ ہو سکا۔

یہ مسئلہ علامہ ابن عابدین نے رد المختار میں لکھا تھا مگر مغرور بے علم کو نہ

---

[1] :۔ رد المختار ص ۳۸۸ ۔

ملا اب میں وہ عبارت نقل کرتا ہوں۔

ولوکان لکل مذھب امام کما	اگر ہر ایک مذہب کے لئے امام ہو
فی زماننا فالافضل الاقتداء	جیساکہ ہمارے زمانہ میں ہے تو افضل
بالموافق سواء تقدم او تاخر علی	اپنے موافق کے ساتھ عمل کرنا ہے۔
ما استحسنہ عامۃ المسلمین	خواہ وہ پہلے پڑھے یا پیچھے جیساکہ اس
وعمل بہ جمہور المؤمنین من	کو تمام مسلمانوں نے مستحسن جانا اور
اھل الحرمین والقدس ومصر	سارے مومنین نے اُس کے
والشام ولا عبرۃ بمن شذ منھم[1]	ساتھ عمل کیا ان میں اہل حرمین بھی ہیں.

اور اہل بیت المقدس و مصر و شام بھی اور جو کوئی ان سے جدا ہوا سکا کچھ اعتبار نہیں۔

دیکھئے یہ عبارت ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اگر ہر مذہب کے جدا جدا امام ہوں جیساکہ ہمارے زمانہ میں ہے یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی ہر مذہب کے امام حرم شریف میں متعین ہیں ان کے مصلے مقرر ہیں۔ اس صورت میں موافق کی اقتدا یعنی حنفی کو حنفی کی شافعی کو شافعی کی افضل ہے اور تمام عالمِ اسلام نے اس کو مستحسن جانا اور اس پر عمل کیا یہ مسئلہ کتاب میں موجود تھا مگر وہابی کو نظر نہ آیا اور اس نے صاحب رسالہ عقائد وہابیہ پر اپنے جہل سے اعتراض کیے۔

اسمٰعیل دہلوی کا کفر اور عدم کفر !

صاحبِ سیف یمانی نے کفریات اسمٰعیل کی کوئی بھی توجیہ بیان نہیں کی. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ ان عبارات کی توجیہات سے قاصر ہیں اور کفریات مولوی اسمعیل کا جواب انہیں اپنے مقدور سے باہر نظر آتا ہے اور حقیقتہً ہے بھی یہی بات کہ ایسا کوئی وہابی نہیں ہے جو اسمعیل دہلوی کو مسلمان ثابت کر سکے

[1] رد المحتار ص ۳۹۶

کیونکہ اکابر دیوبندیت اس کو دھڑلے سے کافر کہہ چکے ہیں اور ان کے فتوے ایک رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں جسکا نام " دیوبندی مولویوں کا ایمان " ہے۔

مولوی اسماعیل دھلوی پر دیوبندیوں کے تکفیری فتوے

رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

یہ شخص عقائد اہل سنت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔

اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

تھانوی صاحب نے بھی گنگوہی جی کے اس فتوے کی ان الفاظ میں تصحیح کی۔

الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ۔

لہذا تھانوی صاحب کے نزدیک بھی اسمعیل دہلوی عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرہ ہوا۔

عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند کا فتویٰ

الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہو گا۔ مخالف اس عقیدہ کا بد دین و ملحد ہے۔

اس فتوے پر اکابر علمائے دیوبند کی تصحیحات

۱ :- **الجواب صحیح** بندہ محمود مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

۲ :- **الجواب صحیح** محمود حسن عفی عنہ۔

۳ - الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ۔

۴ - محمد عبد الحق عفی عنہ۔

۵ - الجواب صحیح محمود حسن مدرس دوم و مدرسہ شاہی مراد آباد۔

۶ - ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ۔

اسمعیل دہلوی کی یہ وہ تکفیر ہے جس پر سارا جمہور دیوبند فتویٰ دے چکا اب کسی دیوبندی سلسلہ کے شخص کی کیا مجال ہے کہ دیوبندی عقیدے رکھتے ہوئے اسمعیل کو مومن کہہ سکے صاحب سیف یمانی نے مولوی اسمعیل دہلوی کو **شہید مرحوم** لکھا ہے کیا اس کے نزدیک شہید مرحوم ایسا ہی شخص ہوتا ہے جس کو تمام دیوبندی علمائ (جن میں سیف یمانی کے تصدیق یا تصنیف کرنے والے مولوی اشرف علی بھی شامل ہیں) **کافر۔ جاہل عقائد اہلسنّت سے بے بہرہ۔ مُلحد زندیق۔ بددین** کہتے ہوں۔

بتاؤ مولوی اسمعیل پر یہ حکم لگانے والے حق پر ہیں یا باطل پر۔ ہے کسی میں دم۔ ہے کسی دیوبندی کی مجال کہ اسمعیل دہلوی کو اب بھی مسلمان کہے تو ان اکابر کا حکم بیان کرے جنہوں نے اس کی بے دھڑک تکفیر کی ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے جب دیکھا کہ دیوبندیوں نے تو اسمعیل دہلوی کے ایمان کا تسمہ لگا نہ چھوڑا تو بجز اس کے کوئی صورت نظر نہ آئی کہ وہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سُنّت کی نعلین کے سایہ میں پناہ لے۔ ؎

جو گھر والوں نے پھٹکارا تو یاں روتے ہوئے آئے۔

خوشامد کرتے اپنے غمزۂ بیجا پہ شرمائے

مگر غیرت نہ تھی ان کو اگر کچھ بھی حیا ہوتی تو یہاں آ کر نہ جھکتے اور وہیں غیرت سے مر جاتے۔

اب صاحبِ سیفِ یمانی کے پاس بجز اس کے کوئی تدبیر نہیں ہے کہ وہ یہ نہیں کہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے علماء محتاطین اسے کافر نہ کہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اگر اسمٰعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہونے کی بنا پر احتیاط فرمائی اور بہ نظر احتیاط اس کو کافر کہنے سے منع کیا تو یہ کہاں فرمایا کہ اس کے کلمات کفر نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی احتیاط ان کا اپنا تقویٰ ہے۔ اور اسمٰعیل دہلوی سے کلمات کفریہ سرزد ہوئے اس کے وہ کلمات لکھ کر کفر بتا کر اس کی توبہ مشہور ہونے کا لحاظ فرمایا اور اس شخص کو کافر کہنے سے احتیاط کی۔ مگر دیوبندیوں کے نزدیک تو احتیاط کا بھی کوئی محل باقی نہیں ہے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے فتاوے میں توبہ کی شہرت خلاف واقع اور غلط ہونے کی تصریح کی ہے۔

"توبہ کرنا ان کا (یعنی مولوی اسمٰعیل کا) بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے۔" ؎۱

اب دیوبندی اعلیٰ حضرت کی احتیاط سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی یہ بھی تصریح کر چکے ہیں کہ اسمٰعیل کے کافر کہنے والوں کو کافر نہ کہا جائے۔

"مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہٰذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا کرنا نہ چاہیے۔" ؎۲

صاحبِ سیفِ یمانی کا دعویٰ سُنّیت

عقائد اہلِ سُنّت ہمارے عقائد اور فقہ حنفی ہمارا معمول

؎۱: فتاویٰ رشیدیہ صہ ۶۲ ج ۱ ؎۲۔ فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۸ جلد ۱۔

ہے یہی ہمارے سُنّی حنفی ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ ؎۱

عجب دلیل ہے جس سے قابلیت ٹپکسی پڑتی ہے۔ یہ نہ بتایا کہ آپ اہلسنّت کہتے کسے ہیں جن کے عقائد کو آپ اپنے عقائد بتاتے ہیں کیا وہی اتباع ابن عبدالوہاب نجدی جن کو آپ کے مستند اور تسلیم کئے ہوئے بزرگ علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی کتاب ردالمختار جلد ۳ صفحہ ۳۰۹ میں بایں الفاظ خارجی کہا ہے۔

ویکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ	اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذاللہ
تعالیٰ علیہ وسلم علمت ان ھذا	کافر کہنا کچھ خارجیوں کے لئے
غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ھو	ضروری نہیں بلکہ خاص یہ ان خارجیوں
بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی	کا بیان حال ہے جنہوں نے ہمارے
رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا فیکفی	آقا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر
فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا	خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی
علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع	ہے کہ جن پر خروج کریں انہیں اپنے
عبدالوھاب الذی خرجوا من نجد	عقیدے میں کافر جانیں جیسا ہمارے
وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون	زمانے میں عبدالوہاب کے پیروؤں سے
مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا	واقع ہوا جنہوں نے نجد سے نکل کر
انھم ھم المسلمون وان من	حرمین شریفین پر ظلماً قبضہ کیا اپنے
خالف اعتقادھم مشرکون	آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا مذہب
واستباحوا بذالک قتل اھل السنۃ	یہ کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان
وقتل علمائھم حتی کسر اللہ تعالیٰ	کے خلاف مذہب ہیں مشرک ہیں اسی

؎۱: سیف یمانی صفحہ ۸۹۔

شــرکتھـم وحزب بلاد ھـم ظفر بهـم عسـاکر المسلمین عام ثلث و ثلثین ومائتین والف ۔ لہ

بنا پر انہوں نے اہل سُنّت وعلمائے اہل سُنّت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کی شوکت توڑی ان کے شہر ویران کیئے مسلمانوں کے لشکر کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ھ (بارہ سو تینتیس) ہجری ہیں۔

ابن عبدالوہاب کے عقائد حسین احمد ٹانڈوی کے قلم سے

مولوی حسین احمد صدر المدرسین مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب رجوم المذنبین میں اتباع عبدالوہاب اور خود اس کے یہ عقائد لکھے۔

نجدی عقیدہ نمبر ۱۔

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم اور تمام مسلمان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال وجائز بلکہ واجب ہے۔ ۲ہ

نجدی عقیدہ نمبر ۲

نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اگر بعد وفات

لہ: ردالمختار جلد ا صـ۴۷۸ ۔ ۲ہ :۔ رجوم المذنبین صـ۵۱

ان کو حیات ہے تو وہی حیات برزخ ہے جو احاد اُمّت کو ثابت ہے۔ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح۔ اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارۂ حیات نبوی علیہ السلام سُنا جاتا ہے۔ ؎۱

نجدی عقیدہ نمبر ۳

زیارت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم وحضوری آستانۂ شریفہ و ملاحظہ روضۂ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت وحرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور وممنوع جانتا ہے۔ لاتشد والرحال الاالی ثلثہ مساجد انکا مستدل ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہونچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰت وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ ؎۲

نجدی عقیدہ نمبر ۴

شان نبوت وحضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شکاوت قلبی وضعفِ اعتقادی

؎۱ :۔ رجوم المذنبین ص ۵۴ ۔ ؎۲ :۔ رجوم المذنبین ص ۵۵ ۔

کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے ۔[۱]

نجدی عقیدہ نمبر ۵

وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گروہ اہلسنت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کی موافق جس حدیث کے مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین ہند

---

[۱]:۔ رجوم المذنبین

اکابر اُمت کی شان میں الفاظ گستاخانہ و بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔ [1]

نجدی عقیدہ نمبر ۶

وہابیہ سوائے علم احکام والشرائع جملہ علوم اسرار و حقانی وغیرہ سے ذات سرورِ کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔ [2]

نجدی عقیدہ نمبر ۷

وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ [3]

صاحب سیفِ یمانی کی مکّاری اور بددیانتی کا پردہ چاک

مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے المہند میں اسی کا یہ حکم بیان کیا۔

"ہمارے نزدیک ان کا (یعنی محمد ابن عبدالوہاب کا) حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا ہے خوارج کی ایک جماعت ہے"۔ [4]

اور تمام اکابر... علمائے دیوبند نے المہند کی تصدیقیں کیں جن میں سیفِ یمانی

---

[1] رجوم المذنبین ص۷۶۔ [2] رجوم المذنبین ص۸۲۔ [3] رجوم المذنبین ص۸۳۔ [4] المہند ص۱۳۔

کے مصداق مولوی اشرف علی تھانوی بھی شامل ہیں یہی آپ کے اہل سنت ہیں اور آپ کے عقائد انہیں کے مطابق ہیں اگر یہ کہو تو آپ اپنے تسلیم اور اقرار سے بحکم علامہ ابن عابدین شامی اور اپنے اکابر دیوبند کے خارجی ہیں۔ اہلسنت ہونے کا محض دعویٰ کارآمد نہیں۔ غیر مقلد بھی اپنے آپ کو اہلِ سنّت کہتے ہیں۔ مرزائی بھی اپنے آپ کو سُنی حنفی بتاتے ہیں روافض کا فرقہ زیدیہ بھی حنفی ہونے کا مدعی ہے۔ تو کیا یہ سب اہل سُنّت ہو گئے۔ یہ نہیں ہوئے تو آپ کیسے ہوتے اور اگر آپ یہ کہیں کہ آپ نجدیوں کے عقائد سے متفق نہیں ہیں تو نجدی کے عقائد عمدہ بتانے والے مولوی۔ رشید احمد گنگوہی کا حکم بتایئے۔

"محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدّت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ [1]

صاحب سیفِ یمانی کی سُنیّت کا دعویٰ تو خاک میں مل گیا اور اس کو مع اپنی کمیٹی کے اپنے آپ کو سُنّی ثابت کرنے کی ہمت نہ ہو سکے گی۔

اعلان مناظرہ

صاحبِ سیفِ یمانی نے اپنے اہل سُنّت ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد یہ اعلان کیا ہے کہ۔

اگر کسی کو ہمارے اس دعوے میں ذرا بھی شک وشبہ ہو تو

---

[1]: فتاویٰ رشیدیہ جلد ا صـ

وہ رضا خانی جماعت کے کسی ذمہ دار عالم کو تیار کر کے ہمیں اطلاع دیں۔
ہم بالمواجہ اپنے سُنّی حنفی ہونیکا ثبوت دیں گے۔ ؎۱

اعلان مناظرہ کا جواب

ہمارے تلامذہ اور ہم اس مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔
سیفِ یمانی کے اصل مُصنّف یا اوّل مُصدّق مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جب چاہیں انتظام کر کے جس بڑے مقام میں چاہیں ہمیں اس مناظرہ کے لئے طلب کر لیں، ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے اس دعوے کا ابطال کر دیں گے۔ هاتوا برهانكم انكنتم صادقين۔

اہل سنت کے نزدیک میلاد شریف و فاتحہ وغیرہ کے مانعین مستحق ملامت ہیں یا ہر تارک

اس کے متعلق صاحب سیفِ یمانی نے لکھا۔

اعتراض بدعتی اہلسنّت وجماعت کو ان افعال نامرضیہ کے نہ کرنے کی وجہ سے بھی بُرا کہتے ہیں اور منع کرنے کی وجہ سے بھی۔ ؎۲

جواب:۔ جو نہ کرنا بُرا جان کر ہو وہ منع کے حکم میں ہے۔ وہابی کا ترک قیام و ترک محفل میلاد و ترکِ سوم و دہم و عرس باعتقاد عدم جواز ہے اور یہ اعتقاد باطل ہے لہٰذا یہ ترک بھی کہ مشتمل انکار پر ہے مذموم ہے۔

بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

؎۱:۔ سیفِ یمانی صہ ۸۹۔ ؎۲:۔ سیفِ یمانی صہ ۹۰۔

بدعت کی صحیح تعریف اور اس کا صحیح مفہوم وہابیہ کے اگلوں پچھلوں کو میسر ہی نہ ہوا باوجودیکہ رات دن صد ہا امورِ خیر کو بدعت کہا کرتے ہیں اور لفظِ بدعت ان کے لئے وظیفہ ہوگیا ہے۔ مگر عقل سے اتنے کورے ہیں کہ بدعت کے معنی آج تک نہ سمجھے۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے بھی بدعت کے معنی اور اس کی تقسیم میں اپنے نامۂ اعمال کی طرح ورق سیاہ کئے ہیں مگر راہِ صواب سے منزلوں دُور رہا اور اس کی تحریر خود اس کے اپنے پاؤں کی زنجیر ہوگی۔ وہ لکھتا ہے۔

"بدعت لغت میں ہر امر جدید کو کہتے ہیں اور اصطلاح علماء شریعت میں یہ لفظ دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک ہر وہ فعل جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد وجود میں آیا اور آپ کے زمانہ میں موجود نہ تھا۔ (پھر یہ فعل از روئے شریعت کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی بُرا۔) دوسرے ہر چیز وہ جو امورِ دینی میں نہ ہو اور لوگ اس کو امرِ دینی سمجھنے لگیں اس کو بدعت حقیقی اور بدعت شرعی بھی کہا جاتا ہے اور یہ بدعت ہمیشہ مذموم ہی ہوتی ہے۔ قال نبینا الامر والناھی علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ جو بھی ہمارے اس دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو اس میں سے نہیں ہے سو اس کی یہ ایجاد کردہ بات مردود و مطرود ہے۔ [1]

---

[1] سیفِ یمانی ص ۹۰

قطع نظر اس کے کہ اس کا ماخذ کیا ہے اور اس پر کتنے نقوض وارد ہوتے ہیں ہمیں یہ دکھانا منظور ہے کہ صاحبِ سیفِ یمانی نے بدعت کے اصطلاحی و شرعی معنی دو بتائے ایک یہ کہ جو فعل حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانۂ اقدس میں نہو وہ بدعت ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ اچھا اور بُرا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہر فعل جو زمانۂ اقدس میں نہو وہ ہمیشہ بُرا ہی نہیں ہوتا کبھی اچھا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی کے بعد پھر صاحبِ سیفِ یمانی نے لکھا ہے۔

جن علماء نے بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ کی ہیں ان کی مراد بدعت سے وہ پہلے معنی ہیں جس کے متعلق ہم بھی عرض کر چکے ہیں کہ وہ کبھی از روئے شریعت اچھی ہوتی ہے اور کبھی بُری۔ [۱]

اس میں بدعت حسنہ کا صاف صریح اقرار بھی ہوا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ صاحبِ سیفِ یمانی کے نزدیک کسی امر کا حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانۂ پاک میں نہ ہونا اس کو مذموم و ناجائز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے اچھے یا بُرے ہونے کے لئے کوئی اور دلیل شرعی درکار ہے۔ تو اب مجلس مولود قیام۔ فاتحہ۔ عرس۔ سوم۔ دہم۔ چہلم میں سے کوئی بھی چیز صرف اس وجہ سے ممنوع نہیں کہی جاسکے گی کہ "بقول وہابیہ" زمانۂ اقدس میں نہ تھی بلکہ اس کو ناجائز ثابت کرنے کے لئے کوئی دوسری شرعی دلیل لانی پڑے گی۔ لاؤ وہ دلیل کیا ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اور وہابیہ کے پاس امورِ مذکورہ کے عدمِ جواز پر کوئی دلیل نہیں تو ان کے

---

[۱] سیفِ یمانی ص ۹

تمام حکم باقرار صاحب سیفِ یمانی باطل ہوئے۔ والحمد للہ الذی اظہر الحق والبطل الباطل۔

اب وہابی اگر کسی چیز کو بدعت و ناجائز کہے تو اس سے عدم جواز کی دلیل طلب کرنی چاہیئے کیونکہ فقط زمانۂ پاک میں نہ ہونا باقرار صاحب سیفِ یمانی برائی کا حکم نہیں رکھتا۔

بدعت کے دوسرے معنی

ہر وہ چیز جو امور دینی میں سے نہو اور لوگ اس کو امر دینی سمجھنے لگیں اس کو بدعت حقیقی اور بدعت شرعی بھی کہا جاتا ہے اور یہ بدعت ہمیشہ مذموم ہی ہوتی ہے۔ [۱]

اوّلہ:۔ صاحب سیفِ یمانی کو امورِ دینی کے معنی بیان کر دینے لازم ہیں وہ بتائے کہ امور دینی سے اس کی کیا مراد ہے۔ آیا فقط وہ امور جو قرآن و حدیث میں صراحتہً مذکور ہیں وہی امورِ دینی ہیں۔

دوم:۔ امر دینی سمجھنے کا کیا مطلب ہے اس کو بھی واضح کرنا چاہیئے۔ آیا یہ کہ اس کو داخل اعتقادیات کرتے ہوں یا یہ کہ اس کو اچھا یا باعث ثواب جانتے ہوں یا مباح سمجھتے ہوں۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو نہ کبھی وہابیہ سے حل ہوا ہے نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہوگا جب تک کہ وہ وہابی رہیں۔ بتاؤ تمہاری یہ تعریف کتب حدیث کی جمع تالیف پر صادق آتی ہے یا نہیں۔

کیا حدیثوں کا کتابوں کی شکل میں اسانید کے ساتھ جمع کرنا اور ابواب و فصول کی ترتیبوں سے مرتب کرنا امور دینیہ میں سے ہے کبھی حضور سیّد عالم صلی اللہ

---

[۱]:۔ سیفِ یمانی ص ۹۰

تعالیٰ علیہ وسلّم یا حضور کے خلفاء راشدین نے یا صحابہ نے ایسا کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ نہیں کیا تو وہ کام جو نہ حضور نے کیا نہ حضور کے خلفاء نے کیا نہ صحابہ نے۔ اسے امر دینی کہو گے۔ اگر کہو تو مجلس میلاد و عرس و فاتحہ کو امر دینی کیوں نہیں کہتے۔ اور اگر امر دینی نہ کہو تو لوگ ان کتابوں کی تصنیف کو امر دینی اور باعث ثواب سمجھتے ہیں۔ تمہاری تعریف بدعت اس پر صادق آتی تو ضرور تمہارے طریقہ پر یہ بدعت حقیقی و شرعی مذموم ہے۔

سوم:- مولوی اشرف علی نے قرآن شریف مترجم چھاپا ہے۔ ترجمہ تحت لفظی ہے۔ قرآن کریم کی ہر سطر کے نیچے ترجمے کی ہر سطر۔ حاشیہ پر فوائد۔ شان نزول۔ مسائل اور اعمال درج ہیں اس ترجمہ کے ساتھ آیات و سور کے اعداد سے نقش بھی پُر کئے گئے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک امر دینی ہیں۔؟ ہے تو کیا دلیل! کبھی زمانہ رسالت میں یا خلفاء راشدین و صحابہ و تابعین کے وقت میں ایسا ہوا تھا ہر گز نہیں تو وہ امر دینی کیسے ہوئے۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے لے کر تابعین تبع تابعین تک تمام حضرات اس امر دینی کے تارک رہے غرض تم اپنے طریقہ پر ہر گز نہیں کہہ سکتے کہ یہ امر دینی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ مولوی اشرف کے اس کام کو تم خود بے دینی کا کام سمجھتے ہو یا دین کا۔ سیفِ یمانی کی تصدیق کرنے والے مولوی اشرف علی خود دیکھ لیں کہ ان کی یہ تعریف ان کے اپنے ترجمہ پر صادق آرہی ہے اور سیفِ یمانی کی تمام حدیثیں جو بدعت کی برائی میں ہیں وہ مولوی اشرف علی صاحب پر چسپاں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ بدعتی
کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ

نہ جہاد نہ پرہیز گاری نہ عبادت گزاری وہ دائرہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح خمیر سے بال نکالا جاتا ہے۔ ؎

صاحب سیفِ یمانی کے حکم سے مولوی اشرف علی بدعتی خارج از اسلام ٹھہرے اور سیفِ یمانی کا یہ فیض مولوی اشرف علی ہی تک کیا محدود ہے سارے اکابر اصاغر دیوبند اسی حکم میں ہیں کیونکہ مدرسہ جاری کرنا اس کے لئے پختہ خوبصورت نمود کی عمارتیں بنانا کتب خانہ جمع کرنا۔ تنخواہ دار ملازم رکھنا۔ نصاب معین کرنا۔ فلسفہ۔ منطق۔ معانی۔ بیان وغیرہ داخلِ درس کرنا۔ درجہ بندیاں کرنا۔ ہر درجہ کے لئے جداگانہ استاد مقرر کرنا۔ تعطیل کے ایام و اوقات مقرر کرنا تکمیل کے لئے ایک نصاب خاص کر دینا۔ اس کے بعد سند دینا۔ دستار بندی کرنا دار الافتاء و دار الحدیث کی بڑی بڑی عمارتیں بنانے کے لئے چندے طلب کرنا چٹکی چٹکی آٹا جمع کرنے کیلئے گھر گھر برتن رکھنا۔ رسید بہیاں چھپوانا وغیرہ۔ صدہا بدعات ہیں جن پر آپ کی یہ تعریفِ بدعت صادق آتی ہے اس کو دین کا کام بتاکر ہی چندے مانگنا۔ اور لوگوں کا ایسے مدرسہ کو دینی کام سمجھنا سیفِ یمانی والے کے نزدیک بدعت و مذموم ہوا۔ اس کو آپ لوگ بدعت کا مندر کہیں گے یا کچھ اور نام تجویز کیجئے۔ اور جو لوگ اس بدعت کی حمایت میں سیفِ یمانی کے حکم سے خارج از اسلام ہوئے ان کی نہ نمازیں قبول نہ حج نہ روزے نہ زکوٰۃ نہ جہاد نہ پرہیز گاری۔

وہابیو! بدعت کے اتنے بڑے مندر کو جلد گراؤ اور خود خمیر کے بال کی طرح سے اسلام سے خارج مت ہو۔ یہ سیفِ یمانی ہی کے احکام ہیں جو آپ

؎ :- سیفِ یمانی ص ۹۵

لوگوں پر منطبق ہو رہے ہیں۔ اب یا تو آپ بدعت کی اس تعریف کو غلط تسلیم کیجئے۔ اور اس کی کوئی دوسری تعریف پیش کیجئے۔ یا اپنے آپ کو سارے زمانہ سے بڑھ کر سخت بدعتی تسلیم کیجئے جو مرضی والا ہو ایسے المعفر صاحب سیف یمانی نے اسی بدعت کی بحث میں لکھا ہے۔

علماء اُمت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں
میں اسی آخری مسلک کو (کہ ہر بدعت مذموم ہے۔)
اختیار کریں اور بدعت کی تقسیم کر کے گمراہی کا
دروازہ نہ کھولیں۔ [1]

پہلے تو گمراہی کا دروازہ کھولنے کا صاحب سیف یمانی مرتکب ہوا کہ اس نے اس بحث کے اوّل میں بدعت کی تقسیم کو بیان کیا۔

دوسرے یہ تقسیم حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔

من سن سنة حسنة فعمل بها	جس نے دین میں کوئی نیا فعل حسن نکال
کان له اجرها ومثل اجر من	کر اس پر عمل کیا تو خود اُس کا اجر اور
عمل بها۔ لا ینقص من	جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا اس کا اجر
اجورهم شیئًا ومن سن سنة	اس موجد کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان عمل
سیئة فعمل بها کان علیه	کرنے والوں کے اجروں میں کوئی کمی
وزرها ووزر من عمل بها لا ینقص	ہو اور جس نے دین میں کوئی گمراہی (بدعت)
من اوزارهم شیئًا۔	سیئہ نکال کر اس پر عمل کیا تو خود اس

کا گناہ اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کریگا اس کا گناہ اس موجد کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی ہو۔ [2]

---

[1] سیف یمانی ص۱۹۱۔ [2] سنن ابن ماجہ مطبوعہ نظامی دہلی ص۱۸۔

مسلمانو ! اس تقسیم کو گمراہی کا دروازہ کھولنا کہہ کر سیف یمانی والا (خاکش بدہن) کس کو گمراہی کا دروازہ کھولنے والا بتاتا ہے۔

تیسرے پیشوایان اسلام واکابر اعلام یہ تقسیم فرمارہے ہیں۔

مجمع البحار میں ہے۔

هی نوعان بدعة هدی و بدعة ضلالة فمن الأول ما كان تحت عموم ما ندب الشارع اليه وحض عليه فلا يذم لوعد الاجر عليه بحديث من سن سنة وفى ضده من سن سنة سيئة ومن الثانی ما كان بخلاف ما أمر به فيذم وينكر عليه ۔ ¹	بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت ہدیٰ اور دوسری بدعت ضلالہ بدعت ہدیٰ اس عموم میں داخل ہے جس کو شارع نے مستحب کیا اور اس پر ترغیب دلائی تو وعدہ اجر کی وجہ سے اس پر مذمت نہ کی جائے گی۔ بہ سبب حدیث من سن سنۃ حسنۃ کے اور اس کی ضد من سن سنۃ سیئۃ کے اور دوسری قسم یعنی بدعت ضلالت وہ ہے جو مامور بہ کے خلاف ہے تو اس پر مذمت کی جائے گی اور انکار کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت ہدیٰ جسکا عامل اجر اس کا پاتا ہے۔ دوسری بدعت ضلالت جسکو سیئہ کہتے ہیں ۔یہ امر شرعی کے خلاف اور مذموم ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

قال العز بن عبد السلام رحمة الله	عزابن عبد السلام نے فرمایا کہ بدعت

¹ : مجمع البحار جلد اول ص۸۰ ۔

تعالی البدعة فعل مالم یعهد
فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وتنقسم الی خمسة احکام۔

اقسام بدعت

یعنی الوجوب والندب الخ وطریق
معرفة ذلک ان تعرض البدعة
علی قواعد الشرع فای حکم دخلت
فیه فهی منه فمن البدع الواجبة
تعلم النحو الذی یفهم به القرآن
والسنة ومن البدع المحرمة مذهب
نحو القدریة ومن البدع المندوبة
احداث نحو المدارس والاجتماع
لصلوة التراویح ومن البدع المباحة
المصافحة بعد الصلوة ومن البدع
المکروهة زخرفة المساجد والمصاحف
ای بغیر الذهب والا فهی محرمة فی
الحدیث کل بدعة ضلالة وکل ضلالة
فی النار وهو محمول علی
المحرمة لاغیر وحیث حصل فی
ذلک الاجتماع لذکر او صلوة التراویح
او نحوها محرم وجب علی کل ذی

وہ فعل ہے جو زمانہ اقدس نبی کریم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ پایا جائے اور
بدعت پانچ احکام پر منقسم ہوتی ہے
یعنی واجب مستحب وغیرہ۔
اور اس کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت
کو شریعت کے قواعد پر پیش کیا جائیگا تو
وہ جس کے تحت میں داخل ہوگئی وہی اس
کا حکم ہے۔ پس بدعاتِ واجبہ سے اتنی نحو کا
سیکھنا ہے جس سے قرآن وحدیث سمجھ لیا
جاتے اور بدعاتِ محرمہ سے مذہب قدریہ
وغیرہ کا ہے۔ اور بدعات مستحبہ سے مدرسوں
وغیرہ کا بنانا اور نمازِ تراویح کے لئے جمع
ہونا ہے اور بدعات مباحہ سے نماز کے بعد
مصافحہ کرنا ہے اور بدعات مکروہہ سے
مساجد و مصاحف کا نقش و نگار ہے اگر سونے
سے نہ ہو ورنہ حرام ہے اور حدیث شریف
میں جو یہ فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔
اور ہر گمراہی نار میں ہے اس سے بدعت محرمہ
مراد ہے۔ نہ کہ دوسرے اقسام اور جہاں
کہیں ذکر یا نماز تراویح وغیرہ کے اجتماع میں
کوئی حرام کام ہونے لگے تو ہر قدرت رکھنے۔

قدرۃ النھی عن ذلک ۔ ؎۱ — والے شخص پر اسکا روکنا واجب ہے۔

شامی شرح جامع صغیر طریقہ محمدیہ میں بدعت کے پانچ اقسام

علامہ ابن عابدین رد المختار میں فرماتے ہیں۔

قولہ ای صاحب بدعۃ) ای محرمۃ والا فقد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی اھل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفھم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کاحداث نحو رباط و مدرسۃ وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروھۃ کزخرفۃ المساجد ومباحۃ کالتوسع بلذیذ الماٰکل والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تھذیب النووی ومثلہ فی الطریقۃ المحمدیۃ ۔ ؎۲

درمختار کی عبارت میں لفظ بدعت سے بدعت محرمہ مراد ہے ورنہ بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور آتنی نحو سیکھنا جس پر کتاب و سُنّت کا سمجھنا موقوف ہوا اور کبھی بدعت مستحب ہوتی ہے جیسے مسافرخانے اور مدارس وغیرہ بنانا اور ہر نیک بات جو صدر اوّل میں نہ تھی اور کبھی بدعت مکروہ ہوتی ہے۔ جیسے مساجد کے نقش و نگار اور کبھی بدعت مباح ہوتی ہے جیسے طعامہائے لذیز اور مشارب اور لباس کی وسعت جیسا کہ شرح جامع صغیر تہذیب نووی سے منقول ہے اور طریقہ محمدیہ میں اسی طرح ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے بدعت کی پانچ قسمیں کیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ

؎۱: فتاوی حدیثیہ صہ ۱۰۹ ۔ ؎۲: شامی جلد ۱ صہ ۳۹۲

میں فرماتے ہیں۔

ولبعض بدعتہا است کہ واجب است چنانکہ تعلم و تعلیم صرف و نحو کہ بداں معرفت آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنّت و دیگر چیز ہائیکہ حفظ دین و ملّت براں موقوف بود و بعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطہا و مدرسہ و بعض مکروہ مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعض، و بعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ و لباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نہ شوند و مباحات دیگر کہ در زمانۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ بودند۔ چنانکہ غربال و مانند آں و بعض حرام چنانکہ مذاہب اہل بدع و اہوا بر خلاف سنّت و جماعت۔[1]

بعض بدعت واجب ہیں جیسے صرف و نحو کا سیکھنا سکھانا کہ جن سے آیات و احادیث کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور کتاب و سنّت کی غرائب وغیرہ کا یاد کرنا اور دوسری چیزیں کہ جن پر دین و ملّت کی حفاظت موقوف ہے اور بعض بدعت مستحب و مستحسن ہیں جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا بنانا۔ اور بعض بدعت مکروہ ہیں جیسے بقول بعض کے مساجد و مصاحف کے نقش و نگار اور بعض بدعت مباح ہیں۔ جیسے طعامہائے لذیذ اور لباسہائے فاخرہ کی فراخی جب حلال ہوں اور طغیان و تکبر اور مفاخرت کا سبب و باعث نہ ہوں اور دوسری مباح چیزیں جو زمانۂ اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں جیسا کہ چھلنی اور اس کی مثل اور بعض بدعت حرام ہیں جیسے اہل بدع اور اہوا کے وہ مذاہب باطلہ جو اہل سنّت و جماعت کے خلاف ہوں۔

ان پیشوایانِ دین و علماءِ معتبرین نے اپنی کتب دینیہ معتبرہ و معتمدہ میں بدعت کی تقسیم فرمائی۔ اور پانچ قسمیں شمار کیں بعض واجب جیسے کہ صرف نحو وغیرہ کا سیکھنا

---

[1] ۱۔ اشعۃ اللمعات جلد اوّل صد ۱۰۳۔

جن پر آیات واحادیث کی معرفت موقوف ہے بعض مستحب و مستحسن جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا بنانا۔ بعض مکروہ جیسا کہ بقول بعض مساجد و مصاحف کے نقش و نگار اور بعض مباح مثل طعامہائے لذیذ اور لباسہائے فاخرہ کے اور بعض حرام جیسے کہ رافضی خارجی وہابی وغیرہ اہلِ بدع واہوا کے مذاہب۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی باغیانہ جرأت

صاحب سیف یمانی کی جرأت اور بیباکی قابلِ دید ہے کہ وہ بدعت کی تقسیم کرنے کو گمراہی کا دروازہ کھولنا بتاتا ہے تو اس کے نزدیک ان تمام دینی کتابوں میں گمراہی کا دروازہ کھولا گیا ہے۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

پھر سیف یمانی والا کسی بدعت کو حسنہ نہیں مانتا اور اس کو گمراہی کا دروازہ کھولنا قرار دیتا ہے تو کتب دینیہ کی تصنیف مدرسوں کی بنا یقیناً گمراہی کا دروازہ ہے اب مدرسہ دیوبند باقرار شما بھی گمراہی کا کھلا دروازہ ہوا وہابیو! اس کو جلد بند کرو اور گمراہی کے دروازے تم نے بہت کھول رکھے ہیں ان سب کو گراؤ۔ اور اپنے مدارس کو نیست و نابود کرو اگر اپنے خیال میں اپنے آپ کو سچا جانتے ہو۔

صاحب سیف یمانی کا ایک اور نیا فرض

صاحب سیف یمانی کی موٹی بدعت قابل دید ہے اس نے دین میں ایک نیا فرض گڑھ دیا۔ لکھتا ہے۔

ہمارے زمانہ کے عوام کی ذہنیت کا لحاظ رکھتے ہوئے
علمائے امت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں
میں اسی آخری مسلک کو اختیار کریں اور بدعت کی

تقسیم کر کے گمراہی کا دروازہ نہ کھولیں۔ [1]

لطف یہ ہے کہ آپ خود اس فرض کے تارک ہیں اور آپ نے سب سے پہلے بدعت کی تقسیم اچھی اور بُری کی طرف کر کے اپنے اس لازم کئے ہوئے فرض کو ترک کیا ہے۔ اور گمراہی کا دروازہ کھولا ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی کے نزدیک امام بخاری بدعتی ہیں

اس کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی چند عبارتیں نقل کر کے اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کے نزدیک بدعت کی یہ تقسیم گمراہی کا ایک نہایت وسیع دروازہ کھولتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا احادیث کو اس طرح جمع کرنا کہ ہر ہر حدیث لکھتے وقت دو رکعت نفل پڑھنا۔ استخارہ کرنا۔ آبِ زم زم سے غسل کرنا اور احادیث کے لئے اسانید لانا۔ باب وضع کرنا وغیرہ یہ سب بقول وہابیہ معاذ اللہ بدعت وضلالت ہوا۔ وہابیہ کے اشاذ الاساتذہ مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری مقدمہ بخاری میں لکھتے ہیں۔

وفی التیسیر قال البخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ خرجت کتاب الصحیح من زھاء ست مائۃ الف حدیث وما وضعت فیہ حدیثا الا وصلیت رکعتین۔	تیسیر میں ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے صحیح بخاری کی تقریباً چھ لاکھ احادیث سے تخریج کی اور میں نے اس میں نہیں لکھا کسی حدیث کو مگر دو رکعت نفل پڑھے۔

[1] سیف یمانی صد ۹۱۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں انہیں امام بخاری علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وتصنیف آں در مسجد الحرام نمود و، ہیچ حدیثے را دراں کتاب در نیاورد و کتابت نکرد تا استخارہ نمود از خداوند تبارک وتعالیٰ و دو رکعت نماز گزارد و بروایتے آمدہ کہ غسل باب زمزم میکرد و دو رکعت نماز خلف مقام میگزارد و ہر چہ نزد وے صحت آں مے پیوست دراں کتاب ایراد می نمود۔ [1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام میں بخاری شریف کو جمع فرمایا اور بلا استخارہ کے اور بغیر دو رکعت نفل پڑھنے کے کسی حدیث کو اس کتاب میں نہیں لکھا اور ایک روایت میں یہ آیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آب زم زم سے غسل فرماتے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل پڑھتے اور جو حدیث ان کے نزدیک بیقین صحت کو پہنچتی اور اس کو اس کتاب میں تحریر فرماتے۔

گنگوہی کے نزدیک بدعت رواج عام سے جائز ہو جاتی ہے

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نزدیک تو بدعت رواج عام سے جائز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صـ۳۳ میں لکھتے ہیں۔

سوال:۔ نعلین چوبی کو مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے بدعت لکھا ہے۔ اتخاذ النعل من الخشب بدعۃ کما فی القنیۃ والحمادیۃ اس کا وہی مطلب ہے جو حضور نے فرمایا ہے، یا یہ کتب غیر معتبرہ سے ہیں یا اس عبارت کی اور کوئی تاویل ہو سکتی ہے بینوا و توجروا

[1] ۔ اشعۃ اللمعات صـ۹

الجواب :۔ کسی وقت میں ناجائز تھی اب درست ہوگئی کہ عام استعمال اس کا ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

دیکھئے کیا عجیب بات ہے کہ بدعت کو عام ہوجانے سے جائز بتادیا پھر تو تعزیے، عَلَم، شدے سب کے جواز کا فتویٰ دو یہ چیزیں تو کھڑاؤں سے زیادہ عام ہیں۔

بدعت کے حسنہ وسیئہ ہونے کا حدیث سے ثبوت

یہ خوب یاد رکھیے کہ بدعت کی یہ تقسیم جس کو صاحب سیفِ یمانی نے گمراہی کا دروازہ کھولنا بتایا ہے۔ یہ تقسیم حدیث شریف سے ثابت ہے جیساکہ ہم ابن ماجہ شریف کی حدیث نقل کرچکے ہیں ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث ہے۔

من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل آثام من عمل بها لا ينقص ذالك من اوزارهم شيئًا۔ رواہ الترمذی۔[۱]

یعنی جو گمراہی کی بدعت پیدا کرے. جس سے اللہ و رسول راضی نہ ہوں بقدر اُن لوگوں کے گناہوں کے جو بدعت پر عمل کریں اس موجد پر گناہ ہے اور اس سے ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ ہوگا

اس حدیث میں بدعت کے ساتھ ضلالت اور ناراضی خدا و رسول کی قید صاف بتا رہی ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت ضلالت جس سے خدا و

---

[۱]: مشکوٰۃ شریف صہ ۳۰

رسول راضی نہیں ہیں۔ دوسری بدعت حسنہ جس پر ثواب ملتا ہے اور سبب رضائے خدا و رسول کا ہوتی ہے جیساکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

کسے کہ بدعتیکہ پیدا کند بدعت ضلالت	جو کوئی بدعت ضلالہ پیدا کرے
کہ راضی نیست ازاں خدا و رسولِ خدا	جس سے خدا اور رسول خدا علیہ السلام راضی
بخلاف بدعت حسنہ کہ دروے	نہ ہوں بخلاف بدعت حسنہ کے کہ اسمیں
مصلحت دین بتقویت و ترویج	دینی مصلحت کی تقویت اور ترویج
آں باشد۔ [1]	حاصل ہوتی ہے۔

یہ تو صاحب سیف یمانی کے اغلاط کا بیان تھا لیکن جو معنی بدعت کے اس نے خود بیان کئے ہیں۔ یہ معنی بھی تیجہ۔ فاتحہ میلاد مبارک عرس کسی پر صادق نہیں آتے اور اس معنی سے بھی ان چیزوں کو بدعت کہنا غلط و بے اصل ہے۔ کیونکہ ان امور میں ذکر خدا و رسول اور مقبولان بارگاہ حق کی تعظیم و توقیر اور ذکر و تلاوت او نیکیوں کا ایصال ثواب اموات کو اور زیارت قبور یہ جتنی چیزیں ہیں سب کی اصل حدیث و قرآن سے ثابت ہے۔ ان پر وعدے ثواب کے ہیں ان کو کسی نے ایجاد نہیں کیا۔ ان پر بدعت کا اطلاق وہابیہ کے طور پر بھی درست نہیں ہے چنانچہ وہابیہ کے پیشوا گنگوہی صاحب اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں۔

سوال تیئیسواں :۔ کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔

[1] :۔ اشعتہ اللمعات جلد ۱ صہ ۱۱۶۔

الجواب :۔ قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس کا
ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس
کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ ؎

دیکھئے بخاری شریف کا قرون ثلثہ میں تالیف نہ ہونا تسلیم اور مصیبت کے وقت جملہ احادیث شریفہ کا پڑھنا وہ بھی ایک جماعت کا مجتمع ہو کر ایک کتاب کی تخصیص کے ساتھ قرون ثلثہ سے منقول نہیں ہے۔ پھر صرف اتنی وجہ سے کہ ذکر خیر ہے تمام تخصیصات و تعینات و قیود سے قطع نظر کر کے اس کی اصل کو شرع سے ثابت مانا اور اس کے بدعت ہونے کا انکار کیا تو مجلس میلاد مبارک اور عرس و فاتحہ کو کس طرح حلقۂ ذکر سے (جس کی مدح حدیث میں آئی ہے) خارج کیا جا سکے گا۔ اور کس طرح اس پر بدعت کا اطلاق درست ہو سکے گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہابی بدعت کی تقسیم کریں یا نہ کریں محافل مبارکہ میلاد شریف و فاتحہ و عرس وغیرہ کو بدعت و ممنوع قرار نہیں دے سکتے۔ ھذا ھوالحق والحق احق بالاتباع ۔ یہ وہ حق بات ہے جو پیروی کے زیادہ لائق ہے

قرآن پاک اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ و تابعین اور امام ابوحنیفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر وہابیہ کا افترا !

خدا کا غضب صاحب سیف یمانی پر جس نے خدا و رسول صحابہ و تابعین و امام ابوحنیفہ سب پر افترا کر دیا کہ ان سب نے میلاد شریف ــــــــ

؎ :۔ فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۱ جلد ۱ ۔

وقیام میلاد کی ممانعت فرمائی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

سیف یمانی کے یہ الفاظ ہیں۔

تو کوئی شبہ نہیں کہ ان (یعنی میلاد شریف وقیام میلاد شریف) کی ممانعت حق تعالیٰ شانہ نے قرآن عزیز میں بھی فرمائی۔ اور حبیب ذی شان علیہ صلوات الرحمٰن نے احادیث کریمہ میں بھی صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی ان سے الگ رہنے کی تاکید کی۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے الگ رہنے کی تعلیم دی۔ ۱؎

کیا جرأت ہے حق تعالیٰ پر افترا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر افترا صحابہ کرام پر افترا تابعین عظام پر افترا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر افترا اور لطف یہ ہے کہ خود اپنے اوپر بھی افترا کہ اس سے ایک صفحہ قبل لکھ چکا ہے۔

صراحۃً ممانعت تو اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ یہ افعال (یعنی میلاد شریف وقیام میلاد شریف) ان حضرات کے زمانہ میں رائج ہوتے۔ ۲؎

لہٰذا صاحب سیفِ یمانی اس شعر کا مصداق بنگیا۔ ؎

بول کر جھوٹ بن گئے مصنّف آپ ہی اپنے منہ پر تھوک لیا

علم ماکان وما یکون کا آیت وحدیث سے ثبوت

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم کے متعلق اہلسنت و

۱؎:۔ سیف یمانی صہ۹۵ ۔ ۲؎:۔ سیف یمانی صہ۹۴

جماعت کا اعتقاد وہی ہے جو نصوص آیات واحادیث میں آیا جو اللہ تعالیٰ یا اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آیت نمبر ۱: ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شئی۔ ؎۱
ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

آیت نمبر ۲: وعلمك مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما ؎۲
اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

آیت نمبر ۳: مافرطنا فی الکتاب من شئی۔ ؎۳
ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

آیت نمبر ۴: ولا حبة فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ؎۴
اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

آیت نمبر ۵: وعلمه البیان ؎۵
اور ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔

حدیث نمبر ۱: فعلمت ما فی السموات والارض۔ ؎۶
پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

حدیث نمبر ۲: فتجلی لی کل شئی وعرفت۔ ؎۷
پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

حدیث نمبر ۳: ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها و
بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لیے زمین یعنی اسکو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا

؎۱: سورۂ نحل رکوع ۱۱۔ ؎۲: سورۃ النساء رکوع ۱۶۔ ؎۳: سورۃ الانعام رکوع ۴۔ ؎۴: سورۃ الانعام رکوع ۷
؎۵: سورۂ رحمٰن رکوع ۱۔ ؎۶: مشکوٰۃ شریف ص ۶۹۔ ؎۷: مشکوٰۃ شریف ص ۷۲

مغاربها۔ ؎۱ پس دیکھا میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔

حدیث نمبر۴: رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیٰمۃ کانما انظر الی کفی ھذہٖ۔ ؎۲ اللہ جل شانہ نے میرے لیے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتیلی کی طرف۔

ماکان ومایکون کا ثبوت

حدیث نمبر۵: قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم۔ ؎۳ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔

[حد]یث نمبر۶: قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر روایت ہے عمر بن اخطب انصاری سے نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لیے یا وعظ فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور

؎۱ مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۲۔ ؎۲ مواہب الدنیہ از شرح زرقانی صـ۲۳۴۔ ؎۳ مشکوٰۃ شریف صـ۵۰۶

حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیٰمة فاعلمنا احفظنا ۔ ؎۱

خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ آگیا وقت نماز عصر کا پھر نماز پڑھی پھر منبر پر خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ میں ہی گزرا پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی ہے۔ قیامت تک۔

یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک مجمل یا مفصل بیان فرمائے پس اس میں بہت سے معجزے ہوئے۔ ؎۲

حدیث نمبر۷: قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترك شيئا يكون فی مقامه ذلك الی قیام الساعة الا حدث به۔ ؎۳

ہم میں ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ کہا اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہونگے۔ نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک کہ بیان فرمادیا اس کو۔ ؎۴

حدیث نمبر۸: لقد تركنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرك طائر جناحيه الا ذكرلنا منه علماً۔ ؎۵

یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے۔ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرمادیا۔

حدیث نمبر۹: قال علی المنبر فحمد اللہ تعالیٰ واثنی علیه ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرماکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو

؎۱: مشکوٰۃ شریف صـ۵۴۳۔ ؎۲: مظاہر الحق کشوری ج ۴ صـ۶۱۳۔
؎۳: مشکوٰۃ شریف صـ۴۶۱۔ ؎۴: مظاہر الحق صـ۳۱۳۔ ؎۵: طبرانی و مسند امام احمد

عن شئی فیما بینکم وبین الساعۃ الا نباتکم بہ۔ ^ا^ میرے علم میں طعن کرتے ہیں تم اسوقت سے قیامت تک کسی چیز کے متعلق مجھ سے دریافت نہ کرو گے مگر میں تم کو اس سے خبردار کروں گا۔

حدیث نمبر۱۰: قال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ماکان وما سیکون۔ ^۲^ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا اس کے فیضان سے مجھے ماکان ومایکون کا علم ہوگیا۔

ان آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ مافی السموات والارض تمام ماکان ومایکون کا علم عطا فرمایا یہی بعینہ ہمارا عقیدہ ہے۔ نہ اس سے ایک شمہ ہم گھٹائیں نہ اپنی طرف سے کچھ بڑھائیں۔ نہ کسی آیت واحادیث کے معنی میں کچھ ایر پھیر کریں۔

علم غیب میں وہابیہ کے اقوال وعقائد

وہابیہ کے عقائد	وہابیہ کے اقوال
نمبر۱: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد مشرک و کافر ہے۔	نمبر۱: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے۔ سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک کافر ہے۔ ^۳^

ا:۔ تفسیر خازن مصری جلد۱ صد ۶۳۵۔ ۲:۔ تفسیر روح البیان۔
۳:۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صد ۳۶

وہابیہ کے عقائد	وہابیہ کے اقوال
نمبر۲: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کا عقیدہ صریح شرک ہے۔	نمبر۲: یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ ۱ھ
نمبر۳: وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام بالاتفاق غیب پر مطلع نہیں۔	نمبر۳: اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔ ۲ھ
نمبر۴: جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے غیب کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔	نمبر۴: حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے۔ ۳ھ
نمبر۵: شیطان ملک الموت کو جو وسعت علم نص سے ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا ثابت کرنا شرک یعنی حضور کا علم معاذ اللہ شیطان و ملک الموت سے بھی کم ہے۔	نمبر۵: شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ۴ھ

۱ھ:- فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۰۔ ۲ھ: مسئلہ غیب ص۲
۳ھ: تحفہ لاثانی براتے فرقہ رضا خانی ص۲۸۔ ۴ھ: براہین قاطعہ ص۵۱

وھابیہ کے عقائد	وھابیہ کے اقوال
نمبر ۶: سوائے خدا کے کسی کو غیب داں جاننا ناجائز اور اس کا عقیدہ کفر ہے۔	نمبر ۶: فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی سوا خدا کے کسی کو غیب داں جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے۔ [۱]
نمبر ۷: حضور کا علم ملک الموت کے علم کے برابر بھی نہیں۔	نمبر ۷: ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ [۲]
نمبر ۸: حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔	نمبر ۸: شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی۔ علم نہیں۔ [۳]
نمبر ۹: بعض علم غیب میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔	نمبر ۹: آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا

[۱]: تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضا خانی ص ۳۷

[۲]: براہین قاطعہ ص ۵۲۔ [۳]: براہین قاطعہ ص ۵۱۔

وھابیہ کے عقائد	وھابیہ کے اقوال
	علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ [۱]
نمبر ۱۰: حضور کو غیب کی بات معلوم نہیں۔	نمبر ۱۰: غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن۔ [۲]
نمبر ۱۱: غیب کی بات کی رسول کو کیا خبر۔	نمبر ۱۱: غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ [۳]
نمبر ۱۲: جو انبیاء علیہم السلام کے لئے یہ عقیدہ رکھے کہ ان کو علم غیب اللہ تعالیٰ کے دینے سے حاصل ہے وہ بھی مشرک ہے۔	نمبر ۱۲: اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح

[۱]: حفظ الایمان ص ۸۔ [۲]: تقویت الایمان ص ۲۵۔ [۳]: تقویت الایمان ص ۶۶

وھابیہ کے عقائد	وھابیہ کے اقوال
	شرک ثابت ہوتا ہے۔ ۱
نمبر ۱۳: جو حضور کے لئے پانچوں باتوں کا غیب مانے وہ بڑا جھوٹا ہے۔	نمبر ۱۳: جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ ۲
نمبر ۱۴: انبیاء اور نبی کریم علیہ وعلیہم السلام کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔	نمبر ۱۴: کسی انبیاء و اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔ ۳
نمبر ۱۵: حضور کے لئے عطا کیا ہوا تمام اشیاء کا علم غیب ماننا محض باطل اور خرافات سے ہے۔	نمبر ۱۵: جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل خرافات میں سے ہے۔ ۴
نمبر ۱۶: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خاتمہ تک کا حال نہیں جانتے۔	نمبر ۱۶: جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا۔ ۵

۱: تقویت الایمان ص۱۰۔ ۲: تقویت الایمان ص۳۱۔ ۳: تقویت الایمان ص۳۰۔ ۴: فتاویٰ رشیدیہ ص۳۶
۵: تقویت الایمان ص۳۱

یہ وہابیہ کے گندے عقائد ہیں جو اپنی کتابوں میں لکھتے اور چھاپتے ہیں اور جب گرفت کی جاتی ہے تو مکر بھی جاتے ہیں. علماء اسلام ان عقائد باطلہ کا رد فرماتے ہیں. اور ان میں جو کفری کلمات ہیں ان پر ان کی تکفیر کرتے ہیں. صاحبِ سیف یمانی کو اور اس کے تمام پشت پناہوں کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اپنے ان باطل عقائد پر کوئی دلیل بیان کرتے یا ندامت کے ساتھ توبہ کرتے۔ ان کو تو ہاتھ نہ لگایا اور اپنے ان عقائد کو ذکر نہ کرتے ہوئے اہلسنّت کے خلاف جو دلیلیں قائم کیں وہ یہ ہیں۔

آیت وما یعلم جنود الخ سے وہابیہ کا غلط استناد

(۱) وما یعلم جنود ربک الا ھو یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۲) فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔ یعنی جو آنکھوں کی ٹھنڈک (کا سامان) ان اہلِ جنت کے واسطے پوشیدہ رکھا گیا ہے. اس کو کوئی شخص نہیں جانتا ہے۔ ؎

ان آیتوں میں تعلیم کی نفی کہاں ہے. اور یہ کہاں فرمایا کہ اللہ کسی کو اس کا علم نہیں دیتا ذرا تقویت الایمان دیکھ لی ہوتی۔

غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے

؎ : سیفِ یمانی صہ ۹۷

بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ [1] تقویت الایمان ص ۲۴

اب کہیے جب عطا اُس کے اختیار میں ہے تو بے شک وہابی جب تک یہ نہ ثابت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر تک حضور کو فلاں چیز کا علم عطا ہی نہیں فرمایا اس وقت تک اس کا مدعا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور یہ وہ کہاں سے ثابت کرے گا ہم اوپر جو نصوص ذکر کر چکے ہیں ان سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔

(۳) یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ـــــــ ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغیوب جس دن کہ جمع کرے گا اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو پس فرمائیگا ان سے (تمہاری اُمتوں کی طرف سے) تم کو کیا جواب ملا وہ عرض کریں گے ہم کو علم نہیں بہ تحقیق آپ ہی غیبوں کے جاننے والے ہیں۔ [2]

وہابیہ کے یہ عقائد ہیں ناوانوں کو خبر نہیں کہ اس میں نفی علم نہیں بلکہ ان حضرات مرسلین کی شان ادب ہے کہ علم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف تفویض فرماتے ہیں اور اس کے علم کے حضور اپنے علم کو شمار نہیں کرتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔

فرءوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالیٰ وعدلہ فقالوا لا علم لنا۔ [3]	یعنی رسولوں نے طریقہ ادب یہی سمجھا کہ سکوت کریں اور امر اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے عدل کی طرف تفویض کریں لہذا اُنہوں نے لا علم لنا عرض کیا۔

---

[1] :۔ سیف یمانی۔ ص ۹۷

[2] : سیف یمانی ص ۹۷، ۹۸۔ [3] : تفسیر خازن جلد ا ص ۵۵۲

مدارک میں ہے ۔

قالوا ذلك تادبا اى علمنا ساقط مع علمك ومغمور به فكانه لا علم لنا ۔ [1]	رسولوں نے یہ براہ ادب عرض کیا یعنی ہمارا علم تیرے علم کی حضور کیا چیز ہے گویا کہ ہم تیرے سامنے علم ہی نہیں رکھتے ۔

وہابیہ کی بے دینی آیت پر افترا

صاحب سیف یمانی کی بد دیانتی کہ اس نے تفسیر خازن سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد تو نقل کیا اور اس کے معنی جو اس کے ساتھ ہی تفسیر میں لکھے ہیں چھوڑ گیا اس میں ہے ۔

فعلى هذا القول انما نفوا العلم على انفسهم وان كانوا علماء لان علمهم صار كلا علم عند علم الله ۔ [2]	یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر معنی یہ ہیں کہ حضرات مرسلین نے باوجود عالم ہونے کے اپنے علم کی نفی اس لئے کی کہ علم آلٰہی کے حضور ان کا علم مثل لاعلم کے ہے ۔

اس سے تو حضرات مرسلین کا علم ثابت ہوتا ہے اور وہابی بے دین اس کو دلیل عدم علم قرار دیتا ہے ۔ تف بر روئے بیدینی ۔

اعتراض

صاحب سیف یمانی نے اس کے بعد بخاری شریف کی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اس کے ان الفاظ کو اپنے مدعائے باطل کی سند بتایا ہے ۔

انى لا ادرى من اذن منكم ممن لم يأذن فارجعوا حتى

---

[1] ۔ تفسیر مدارک [2] ۔ تفسیر خازن جلد ۱ صـ۵۵۲

یرفع الینا عرفاءکم امرکم ۔ لہ

جواب اس کلمۂ لاادری سے استدلال ہے اوّل تو لاادری علم بمعنی روایت کی نفی کرتا ہے وہ مفید نہیں لان الدرایۃ ھوالادراک بالقیاس کما لایخفی علی من لہ ادنی مسکۃ فی العلم ۔

علاوہ بریں یہ حدیث بخاری شریف میں بہت جگہ مروی ہے۔ کتاب المغازی میں بھی کتاب الوکالۃ میں بھی کتاب الخمس میں بھی ان تمام مقامات پر انی لاادری کی جگہ انا لا ندری ہے تو اس روایت میں بھی انی لاادری اسی انا لا ندری کے معنی میں ہے چنانچہ اس سے قبل یہ کلمے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حین اذن لھم المسلمون اس پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ لھم ضمیر جمع ہے اور اس کا مرجع فتح الباری شرح بخاری میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کرنے والوں کو بتایا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

ان الضمیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و من تبعہ ۔ ۲ہ

اب معنی صاف ہو گئے کہ حاضرین پر ظاہر نہ ہوا کہ کس نے اجازت دی کس نے نہ دی اس کو خاص حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم علم شریف کی سند بتانا نری عداوت ہے یا محض کوری و نابینائی۔

بخاری کی دوسری حدیث کا مضمون اور وہابیہ کی نافہمی

صاحب سیف یمانی نے دوسری ایک اور روایت پھر بحوالہ بخاری شریف

لہ ۱۔ سیف یمانی صہ ۹۸ ۔ ۲ہ:۔ فتح الباری پارہ ۲۹ صہ ۶۰۷

نقل کی ہے کہ۔

اعتراض منافقین نے جھوٹی قسم کھالی کہ ہم نے ہرگز یہ نہیں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق فرمادی۔ سیف یمانی ص ۹۹

جواب اس کو دلیل عدم علم بنانا دلیل عدم علم مستدل ہے۔ جاہل کو اتنی بھی خبر نہیں۔ اتنی بھی تمیز نہیں کہ یہاں حضور فیصلہ فرما رہے ہیں۔ کہاں فیصلہ کہاں علم۔

منکر پر شرع میں حلف ہے۔ جب اس نے قسم کھالی تو حاکم شرع کو قبول فرمانے میں کیا تامل فیصلہ متخاصمین کے حجت و حلف پر ہوتا ہے یا حاکم کے ذاتی علم پر۔ کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو حدیث سے ایسا استدلال نہ کرتے۔

صاحب سیف یمانی کی نافہمی اور حدیث پر افترا

اس طرح صاحب سیف یمانی کا لو استقبلت من امری ما استدبرت سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم علم پر استدلال ایک خام خیال ہے ایسے تو ما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم سے معاذ اللہ علم الٰہی کے انکار پر کوئی صاحب سیف یمانی جیسے عقل و دماغ کا وہابی استدلال کر بیٹھے تو تعجب نہیں علاوہ بریں اس میں اپنے علم کا انکار ہے یا اس عبارت سے ان کو اتباع پر تحریص و تشویق مقصود ہے۔ ہر زبان میں ایسے محاورات رائج ہیں کہا کرتے ہیں۔

"ہم تمہیں ایسا نہ سمجھتے تھے" یا "ایسا نہ جانتے تھے"

اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ تم کو ایسا نہ کرنا چاہیئے۔

چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اراد بہ صلی اللہ علیہ وسلم تطبیب قلوبھم وتسکین نفوسھم فی صورۃ المخالفۃ بفعلہ وھم یحبون متابعتہ وکمال موافقتہ ولما فی نفوسھم من الکراھیۃ الطبیعیۃ فی الاعتماد فی اشھرا لحج ۔ لہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرما کر صحابہ کے قلوب کی خوشنودی اور ان کے نفوس کی تسکین کیلئے اپنے فعل کی جانب خلاف کا ارادہ فرمایا۔ اور وہ حضور کے اتباع اور کمال موافقت کو اس لئے محبوب رکھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے چونکہ انہیں کراہت

طبعی تھی۔

نیز علامہ شیخ محمد طاہر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔

اراد بہ تطییب قلوب اصحابہ لانہ کان یشق علیھم ان یحلوا وھو محرم واعلام ان الافضل لھم قبول مادعاھم الیہ وانہ لولا الھدی لفعلہ ویتم فی لو۔ ۲ہ	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے اپنے صحابہ کے قلوب کی خوشنودی کا ارادہ فرمایا اس لئے کہ صحابہ پر یہ بات شاق تھی کہ وہ حلال ہوجائیں اور حضور محرم رہیں اور یہ تنبیہ بھی مقصود تھی کہ

ان کے لیے افضل یہی تھا کہ وہ حلال نہ ہوتے اور اگر ہدی نہ ہوتی تو حضور بھی حلال ہوجاتے۔

صاحب سیف یمانی نے ایک اور حدیث بروایت مسلم شریف نقل کی ہے جسمیں یہ لفظ ہیں۔

تسئلونی عن الساعہ وانما علمھا عند اللہ ۔ تم لوگ مجھ

لہ :۔ مرقات ج ۳ صـ ۲۰۳ ۔ ۲ہ :۔ مجمع بحار الانوار جلد ۲ صـ ۱۰۸

سے قیامت کا سوال کرتے ہو کہ کب آئیگی۔ حالانکہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے۔[1]

اس کو حضور کے علم عطائی کی نفی میں پیش کرنا سادہ لوحی ہے۔ اس میں کونسا لفظ ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا ہی نہیں فرمایا یا اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ فرمایا جاہلوں کو یہ معلوم نہیں کہ جس کے لئے علم بالذات ثابت ہوا اس کے لیے حصر کر دینا اور دوسرے سے اس کی نفی کرنا علم عطائی کی نفی کا مستلزم نہیں کیونکہ وہ نفی اضافی کی طرف راجع ہوتی ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں۔

بعضی از ایشان گفته اند که حصر بملاحظه قید اصالت است یعنی بالاصالت اطلاع بر غیب خاصه پیغمبران ست و اولیاء را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل می شود چنانچه نور قمر مستفاد از نور شمس است و حصر چیزے در آنچه بالاصالت باشد و نفی آں چیز از آنچه دراں تبعیت و وراثت باشد مجاز نیست متعارف و مشہور داخل تاویل نیست۔[2]

یعنی بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حصر قید اصالت کے لحاظ سے ہے یعنی غیب پر بالاصالت مطلع ہونا پیغمبروں کے ساتھ خاص ہے اور اولیاء کو غیب پہ اطلاع بطریق وراثت اور تبعیت کے حاصل ہوتی ہے جیسے چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے اور کسی چیز کو اس میں حصر کر دینا جو بالاصالت ہو اور نفی کرنا اس سے جس میں بہ تبعیت ہو

؎۱: سیف یمانی ص ۱۰۰۔ ؎۲: تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ ص ۱۷۶

مجاز متعارف و مشہور ہے داخل تاویل نہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے انبیاءِ کرام کو علم قیامت ثابت کیا۔

آنچہ نسبت بہمہ مخلوقات غائب ست غیب مطلق ست مثل وقت آمدن قیامت واحکام کونیہ وشرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و در ہر شریعت و مثل حقائق ذات وصفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل و ایں قسم را غیب خاص او تعالیٰ نیز می نامند فلا یظھر علی غیبہ احد الخ یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را الخ۔ ؎[۱]

جو بہ نسبت تمام مخلوقات کے غائب ہے وہ غیب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور اللہ تعالیٰ کے ہر روز کے احکام تکوینی اور ہر شریعت کے احکام شرعی اور جیسے ذات وصفات کے حقائق تفصیلیہ یہ قسم خدا کا غیب خاص کہلاتی ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا۔ یعنی پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا (الا من ارتضیٰ من رسول) یعنی سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے یعنی اپنے پسندیدہ رسولونکو اپنے غیب خاص (وقت قیامت) پر مطلع فرماتا ہے۔

شاہ صاحب کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کا غیب خاص ہے اور حضرات مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے آیۂ کریمہ فلا یظھر علی غیبہ میں اللہ تعالیٰ کے غیب خاص ہی پر مطلع فرمانا مراد ہے تو صاف نتیجہ نکل آیا کہ اللہ تعالیٰ جس رسول کو پسند فرمائے اپنے غیب خاص پر مطلع فرماتا ہے جس میں وقتِ قیامت داخل ہے۔

؎[۱]: تفسیر فتح العزیز ص۱۰۳

صاحب سیف یمانی کا علامہ تفتازانی پر افتراء

شرح عقائد کی ایک عبارت جس کے سمجھنے کا سلیقہ وہابیہ کو دشوار ہے۔ اس کو لکھ کر اٹل سٹل ترجمہ کر کے یہ افتراء کر دیا کہ۔

علامہ موصوف کی اس عبارت نے نہایت صفائی کے ساتھ بتلا دیا کہ بعض انبیاء علیہم السّلام کے احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے علم شریف سے خارج ہیں حالانکہ وہ بھی ماکان و مایکون کے بعض افراد ہیں۔ [لہ]

سیف یمانی کے تمام مُصدّقین بالخصوص مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی عبدالشکور جو دراصل مُصنّفین ہیں تمام دیوبندیوں سے مدد لے کر بتائیں کہ شرح عقائد کے کس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ بعض انبیاء کرام کے احوال حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم شریف سے خارج ہیں۔

اگر نہ بتا سکیں تو صاف اقرار کریں کہ سیف یمانی میں علامہ تفتازانی پر بہتان اٹھایا گیا۔ ایسے افترات وہابیہ کے دلائل ہیں۔

اس عبارت میں علامہ نے آیہ ومنھم من قصصنا علیك ومنھم من لم نقصص علیك نقل فرمائی ہے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ بعض انبیاء کرام کا حال حضور کے علم شریف سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر مطلع ہی نہیں کیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں بعض انبیاء کرام کا حال بالتفصیل بیان ہوا اور بعض کا نہ ہوا۔ چنانچہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

لہ :- سیف یمانی صہ ۱۰۱ ۔

منهم من قصصنا عليك اى	ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے حال
خبرہ وحالہ فی القرآن ومنهم	اور خبر کا ہم نے آپ پر قرآن میں تذکرہ
من لم نقصص عليك ۔ ۱؎	فرمایا اور ان میں سے بعض وہ ہیں.

جن کا ہم نے آپ پر (قرآن میں) تذکرہ نہیں کیا۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیۃ شریفہ میں انبیاء علیہم السّلام کے احوال کی قرآن کریم میں خبر دینے نہ دینے کا تذکرہ ہے نہ کہ حضور کے عدم علم کا۔ تفسیر مدارک میں بھی یہی ہے۔

فهو ممن لم تذكر قصته	تو وہ ان میں سے ہیں جنکا قرآن میں
فى القرآن ۔ ۲؎	قصّہ مذکور نہیں۔

اور قرآن کریم میں بھی بیان نہ فرمانا اس آیت کے نزول کے وقت تک ثابت ہوتا ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ آئندہ بھی بیان نہ فرمائیں گے۔

علاوہ بریں یہ آیہ شریف سورۂ مؤمن میں ہے اور یہ سورۃ مکیّہ ہے۔ اس کے بعد ایک زمانہ دراز تک قرآن کریم نازل ہوتا رہا۔

صاحب سیف یمانی کا علامہ ابن ہمام پر افتراء

کتبِ دینیہ میں جب گمراہوں کو اپنی تائید نہیں ملتی تو وہ افتراء کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ صاحب سیف یمانی نے مسامرہ کی ایک عبارت لکھی اور نام مسایرہ کا لیا۔ یہ تو اس کی تمیز کا حال ہے۔ خدا جانے کس نشہ میں تھا کہ عبارت مسامرہ کو عبارت مسایرہ بتا دیا۔ مگر غضب یہ کیا کہ مسامرہ اور مسائرہ میں یہ عبارت

۱؎ :- خازن جلد ۴ صـ ۸۷ ، ۲؎ :- مدارک جلد ۴ صـ ۸۷ ۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق نہ تھی اس نے حضور کی طرف نسبت کر دیا۔ اور لکھ دیا۔

اور ایسا ہی ہے غیب کی باتوں کا علم یعنی جس طرح کہ بعض مسائل کا علم نہیں اسی طرح غیب کی باتوں کا بھی علم نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتوں میں سے صرف اسی قدر کو جانتے ہیں۔ جو کبھی اللہ نے ان کو بتلا دیں۔ سے

مسامرہ میں تو یہ مضمون حضرت سے متعلق نہیں ہے۔ مفتری کا افترا ہے کہ اس کو خلاف منشاء متکلم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کر کے امام ابن ہمام کا قول بتاتا ہے۔ لیکن اس سے اس کا ایک گندہ عقیدہ ظاہر ہو گیا۔

پہلے تو وہابی یہ کہا کرتے تھے کہ علوم دینیہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تمام تر حاصل ہیں۔ مگر یہاں اس نے دل کی بات کہہ دی کہ بعض مسائل کا حضور کو بھی علم نہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی مولوی عبد الشکور کاکوروی مولوی شبیر احمد دیوبندی جو اس کتاب کی تصدیق کر رہے ہیں۔ صاف بتائیں وہ کون سے مسائل ہیں جن کا خود انہیں تو علم ہے اور ان کے اعتقاد فاسد میں سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں۔ تف ہے اس بدعقیدگی پر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ علم غیب کہاں اب تو وہابی حضور کے لئے مسائل دینیہ تک کا علم نہیں مانتے۔ یہی لیل و نہار ہیں تو دیکھو گمراہی کی بڑھتی رو کہاں تک پہنچے۔

لے : سیف یمانی صد ۱۰۱ ۔

صاحبِ سیفِ یمانی کا صاحب شرح مواقف پر بہتان

سیف یمانی میں عبارتوں کا عدد بڑھانے کے لئے شرح مواقف کی ایک عبارت اور نقل کر دی جس کو مبحث سے کوئی علاقہ نہیں کیونکہ اس میں خاص سیّدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلّم کے علم کی بحث نہیں بلکہ مطلق نبی کے لئے جمیع مغیبات پر اطلاع کے وجوب و عدم وجوب کا تذکرہ ہے۔ یہاں نہ جمیع مغیبات سے بحث نہ ان کے وجوب سے۔ رہا آیۂ لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء کا پیش کرنا یہ وہابی کی فہم سے بالاتر ہے کہ وجہ صحت استشہاد سمجھ سکے۔

اور شرطیہ میں علاقہ لزوم کیا ہے اس کو بیان کر سکے۔ نہ آج تک کسی وہابی کو توفیق ہوئی نہ آیندہ کسی سے ممکن۔

صاحبِ سیفِ یمانی کی ساری تعلیاں خاک میں مل گئیں اور اس کے تمام افترآت بے نقاب کر دیے گئے۔ والحمد للہ رب العٰلمین o

علمِ غیب کی انوکھی تعریف صاحب سیف یمانی نے علمِ غیب کی عجیب و غریب تعریف کی ہے جو یہ ہے۔

> تحقیق یہ ہے کہ علمِ غیب حقیقتہً اس علم کو کہتے ہیں جس کا معلوم عالم کے پاس انحاء وجود میں سے کسی قسم کے وجود کے ساتھ موجود نہیں۔ [۱]

اوّلاً :۔ یہ تحقیق کہاں سے منقول ہے اس کا حوالہ بتاؤ۔

---

[۱] :۔ سیف یمانی ص ۱۰۳ ۔

ثانیاً:۔ جو معدوم محض جمیع انحاء وجود سے عاری ہو حتیٰ کہ وجود علمی بھی نہ رکھتا ہو اسے معلوم کس لحاظ سے کہا گیا۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کو بھی علمِ غیب نہیں کیونکہ علم ہو تو معلوم کا متعین فی العلم ہونا ضروری ہو گا اور اس کا یہ محقق قائل نہیں۔ بے دین نے علم الٰہی کا انکار کر دیا۔

ثالثاً:۔ صاحبِ تقویت الایمان نے علم غیب کو ان امور خمسہ میں منحصر بتایا ہے۔ جو آیۂ ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں مذکور ہیں تو کیا ان چیزوں کو اللہ کے پاس انحاء وجود میں سے کسی قسم کا وجود حاصل نہیں ہے۔ حاملہ کے پیٹ میں تو بچہ ہے اس کو وجود فی بطن الحاملہ تو حاصل ہے۔ مگر صاحبِ سیفِ یمانی کی تحقیق میں اللہ کے نزدیک موجود نہیں ہے۔ یہ علم ہوا یا جہل۔ بے دین نے ایسی تحقیق نکالی جس سے علم الٰہی کا انکار لازم آتا ہے۔ اس کے بعد صاحبِ سیفِ یمانی نے لکھا ہے

اور کبھی احیاناً ہر غائب عن الحواس کے علم کو بھی علم غیب کہہ دیتے ہیں۔ [1]

اس تقدیر پر تو ہر شخص کو اپنی ذات اور اس کی موجودیت کا علم بھی غیب ہوا کیونکہ آدمی بغیر دیکھے۔ چھوئے۔ حواس سے دریافت کئے بھی اپنے آپ کو جانتا ہے اور اسی طرح تمام بدیہیات کا علم جن کا ادراک میں حواس کی وساطت نہ ہو علم غیب میں داخل ہو جائیگا۔

انبیاء کرام واولیاء عظام سے مدد صاحب سیف یمانی نے لکھا۔

بعض صورتوں میں جائز اور بعض میں ناجائز حرام اور بعض

---

[1] :۔ سیف یمانی ص ۱۰۳۔

میں شرک و کفر۔ ؎۱

صاحبِ سیفِ یمانی انبیاء اولیاء سے بعض صورتوں میں مدد جائز بتاکر بحکم گنگوہی جی مشرک ہوا۔

سو غیر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔ ؎۲

شفاعت

صاحبِ سیفِ یمانی نے اسماعیل دہلوی اور منکرین شفاعت سارے وہابیہ کو ملحد خارج از اسلام بتادیا۔ دیکھو سیفِ یمانی۔

اگر کوئی ملحد مطلقاً شفاعت کا منکر ہو وہ بھی بنص فقہا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ؎۳

اب یہ دیکھئے کہ ایسا ملحد اور خارج از اسلام منکر شفاعت کون ہے۔ تقویت الایمان میں ہے۔

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں یہ تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ ؎۴

نیز اسی تقویت الایمان میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان کیا کہ حضور نے یہ فرمایا۔

اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ ؎۵

؎۱:۔ سیفِ یمانی صہ ۱۰۳

؎۲:۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ صہ ۶۔ ؎۳:۔ سیفِ یمانی صہ ۱۰۴۔ ؎۴:۔ تقویت الایمان صہ ۳۲

؎۵:۔ تقویت الایمان صہ ۴۲۔

نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال

نماز میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال لانے کے متعلق صاحب سیف یمانی لکھتا ہے کہ۔

اچھا ہے لیکن خیال اور صرفِ ہمت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لـ

اب کے تو کچھ شرم آگئی مرے دل سے اچھا ہے لکھ دیا پھر شیخ الطائفہ کا خیال آیا تو اتنی مرہم پٹی کر گئے کہ خیال اور صرفِ ہمت میں زمین آسمان کا فرق ہے مگر اس سے اس کا زخم مندمل ہو گا وہ خود کہتا ہے کہ۔

"خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دلِ انسان می چسپد" ٢ـہ

وہ حضور کے تعظیم و اجلال سے جلتا ہے اس لئے خیال ہی کو منع کرتا ہے تمہارا ہمت و خیال کا فرق اسے کیا فائدہ دے گا۔

دیوبندی غیر مقلد نکلے

سیفِ یمانی سے وہابیہ کی چھپی ہوئی غیر مقلدیت بے پردہ ہوگئی۔ اس میں لکھا ہے کہ۔

جو عقائد میں اہلسنت وجماعت (یعنی وہابیہ دیوبندیہ) کے ہم مسلک ہوں وہ خارج از اہلسنت وجماعت نہیں۔ ہمارے زمانہ کے اکثر و بیشتر غیر مقلدین اسی آخری قسم میں داخل ہیں۔ (یعنی اہل سنت وجماعت ہیں) لیکن باایں ہمہ اگر حضرات ائمہ اربعہ یا دیگر سلف صالحین کی شان میں۔

لـہ:- سیف یمانی صہ ۱۰۴ ۔ ٢ـہ:- صراط مستقیم صہ ۹۵

گستاخی کریں تو فاسق ہیں۔ ؎

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ترکِ تقلید اور تقلید کو حرام و شرک کہنا اور مسلمانوں کو تقلید کی وجہ سے مشرک بتاتا اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرنا یہ کچھ جرم نہیں۔ یہ سب کچھ کرتے رہیں وہابیوں کے ہم مسلک ہوں تو ان کے حقیقی بھائی۔ یہ اور وہ ایک۔

قبروں کا انہدام

قبروں اور قبوں کے منہدم کرنے کے متعلق صاحب سیف یمانی نے نجدیوں کے اعمال کی تائید کی اور قبریں اور قبے ڈھانے کو واجب اور باعثِ اجرِ عظیم بتایا اور حدیث سے ثابت کہا مگر کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ ہمت ہو تو نقل کریں اور ثابت کر دیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مسلمانوں کی قبریں ڈھائیں تھیں۔ ودونہ خرط القتاد۔

نسائی شریف کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ

ایک صحابی کی قبر غلطی سے اونچی بن گئی تھی"

یہ مضمون حدیث میں نہیں۔ حدیث شریف پر افترا ہے۔

مسئلہ فاتحہ و ایصال ثواب

مسئلہ فاتحہ و ایصالِ ثواب اور بدعت کا مفصل بیان تو ہم اوپر کر چکے ہیں یہاں صرف یہ دکھانا منظور ہے کہ وہابیہ محض اعلیٰحضرت مجدد و ملت پیشوائے تمام حامی اسلام حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کی کی عداوت میں فاتحہ اور امورِ خیر کے دشمن ہیں۔ اور اس کا انہوں نے اقرار بھی کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

؎ :۔ سیف یمانی صہ ۱۰۵

"چونکہ یہ طریقہ رضا خانیوں کا شعار ہے اس لیے خالی از کراہت نہیں۔" [1]

اب تو ظاہر ہوگیا کہ صرف اعلیٰ حضرت کی دشمنی میں فاتحہ ناجائز کی جارہی ہے

وہابیہ کی شیخی سائل نے سوال تو کیا تھا۔

کیا آپ لوگ بغیر تعیین و قیام کے میلاد شریف کرتے ہیں۔ ؟

صاحب سیف یمانی نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا شیخی بہت بگھاری۔

ہم شب و روز حضور ہی کی سیرت مبارکہ کا درس تدریس رکھتے ہیں اور رضا خانیوں کو یہ میسّر نہیں۔ [2]

یہ اخیر جملہ تو عداوت کا ہے۔ علمائے اہلسنّت کثرہم اللہ تعالیٰ کا تو قرار جان و راحت دِل حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی یاد اور حضور کا ذکر ہے ان حضرات کے درس کے بیٹھنے والوں سے پوچھو کیسی ایمانی انوار کی بارشیں ہوتی ہیں وہابیہ کا درس بھی حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ذکر سے خالی تو نہ ہوتا ہو گا۔ مگر ذکر کیا ہوں گے وہی تنقیص و توہین۔ گستاخیاں جو ان کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ ورنہ اگر حضور کی عظمت و شان کا ذکر وہابیہ کے دل پر شاق نہ ہوتا تو مجلس میلاد مبارک سے کیا چڑ تھی۔

مسئلہ ندائے غیر اللہ اس مسئلہ میں صاحب سیفِ یمانی نے تقویت الایمان کی مخالفت کی ہے کہ

---

[1]:۔ سیفِ یمانی ص ۱۰۵ ۔ [2]:۔ الملخصاً سیفِ یمانی ص ۱۰۶

اس میں ندائے غیر اللہ کو شد و مد سے شرک بتایا گیا ہے اور ندا کرنے والے کو ابوجہل کے برابر مشرک قرار دیا۔

صاحب سیف یمانی اس ندا کو جائز کہتا ہے تو سمجھئے کہ تقویت الایمان کے حکم سے وہ کیا ہو رہا۔ وہابیہ کا یہ کہنا کہ حاضر ناظر جان کر ندا کرنا شرک ہے تو اس کی تصریح کتب دینیہ میں دکھانی چاہیئے۔ اتنا بڑا شرک کا حکم اور دلیل کچھ نہیں۔

اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی نسبت یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نظر عطا فرمائی ہے کہ وہ میرے حال کو دیکھتے ہیں یا ان کی روح امکنہ بعیدہ میں حاضر ہوتی ہے تو اس خیال کو شریعت نے شرک کہاں بتایا ہے دین میں اپنی رائے کو دخل نہ دو کوئی ثبوت رکھتے ہو تو پیش کرو۔

تقسیم اسناد و دستار و تعین اوقات تعلیم کا بدعت ہونا

سائل کا سوال تو یہ ہے۔

تقسیم اسناد دستار فضیلت دینا اور پڑھانے کے لئے تعین وقت کرنا بدعت حسنہ ہے یا بدعت سیئہ؟

صاحب سیف یمانی نے اس کا یہ جواب دیا۔

چونکہ امور مندرجہ فی السوال کو داخل دین نہیں سمجھا جاتا لہذا یہ چیزیں سرے سے بدعت ہی نہیں بلکہ مباح الاصل ہیں۔ [1]

[1]:۔ سیف یمانی صـ۱۰۷۔

" داخل دین نہیں سمجھا جاتا" کے کیا معنی ؟ کیا ان امور کو مستحب و موجب ثواب نہیں جانتے تو مسلمانوں کا روپیہ اس میں برباد کر کے کیوں گنہگار ہوتے ہو اور جنہوں نے ثواب کے لئے روپیہ دیا ہے ان کا روپیہ ایسے کام میں صرف کرنا جس سے ثواب نہ ہو خیانت و ناجائز ہے یا نہیں اور اگر یہ امور دین میں داخل نہیں ہیں تو رسم دنیوی ہیں۔ اور کیا ان تمام مدارس میں رسم کی جاتی ہے۔ فاتحہ میلاد شریف، عرس تیجہ چہلم وغیرہ کو بھی ان کے کرنے والے بہ نیت ثواب کرتے ہیں۔ کیا وجہ یہ امور تو بدعت ہو جائیں اور دستار بندی وغیرہ امور مذکورہ فی السوال بدعت نہ ہوں باوجودیکہ ان کی پابندی اور التزام بلکہ ان کے ساتھ فرض کا سا معاملہ کیا جاتا ہے کبھی ترک نہیں کرتے اس سے عوام کے عقیدہ کا بھی اندیشہ ہے۔ جو ان امور کو امر دینی سمجھنے لگے ہیں اور یہی سمجھ کر چندے دیتے ہیں۔

اگر داخلِ دین ہونے کے اور کوئی معنی سمجھ رکھے ہیں تو بیان کرو یہ حیلے بہانے کام نہ آئیں گے امورِ خیر کو روکنے کے لئے جو تم نے پروپیگنڈا کیا ہے اس پر کوئی حجت شرعی قائم نہ کر سکو گے خدا کا خوف کرو۔

الحمد للہ کہ سیف یمانی حصہ اوّل کے جوابات سے تو فراغت ہوئی اور وہابیہ کی ساری تعلّیوں کو خاک میں ملا دیا۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞ وصلی اللہ تعالٰی علی سید المرسلین ۞ وعلی اٰلہ الطیبین الطاہرین ۞ برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

تمّت

ردِّ سیفِ یمانی حصّہ دوم !

سیفِ یمانی حصّہ دوم میں کوئی نئی بات نہیں لکھی ہے بلکہ اسی حصّہ اوّل کا سوالات وعقائد کی صورت میں اعادہ کر دیا ہے اور ہم حصّہ اوّل کی ہر بات کا کافی جواب دے چکے ہیں تو حصّہ دوم کے جواب کی اب حاجت ہی نہیں تھی لیکن اتماماً للحجۃ حصّہ دوم کا جواب دے کر بھی چہرۂ وہابیت کو اور زیادہ بے نقاب کیا جاتا ہے اور صاحبِ سیفِ یمانی کے سارے دعاوی کو خاک میں ملا دیا جاتا ہے۔

صاحبِ سیفِ یمانی نے صد۱۰۹ سے صد۱۱۰ تک صرف یہ بیان کیا ہے۔ کہ

ہمیں کافر کہا گیا تھا۔

ہم نے اس کی صفائی پیش کر دی اور ردِّ سیف یمانی حصّہ اوّل میں اس کے کافی جواب دے دیے۔ ان جوابوں کی جو حقیقت تھی وہ ناظرین پر ظاہر ہو چکی اور جو اعذارِ باطلہ صاحبِ سیف یمانی نے پیش کئے تھے ان کے پرزے اُڑا دیے گئے۔ اور بطلان واضح کر دیا گیا۔ اور یہ حقیقت بے نقاب کر دی گئی کہ ان کے پاس سوائے فریب ومکر ودغا کے کوئی جواب نہیں ہے۔

اس کے بعد صد۱۱۱ تک صاحب سیف یمانی نے یہ مضمون لکھا ہے کہ

"وہابیہ نے اعلیٰحضرت امام اہلسنّت مفتی اعظم حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ پر الزام کفر قائم کیا ہے اس کا جواب کسی نے نہ دیا

یہ بالکل غلط و باطل ہے۔ بارہا اس کے جوابات دیئے گئے چھاپے اور شائع کئے گئے۔ الموت الاحمر تو وہابیہ کے لیے موت احمر ہی ہے اس کے علاوہ بھی بار بار ایسے مسکت جوابات دیئے گئے ہیں جن کے جواب کی کبھی وہابیہ کو ہمت نہیں ہوئی۔ پادرہ ضلع بڑودہ کی تحریروں کے سلسلوں میں علمائے اہلِ سُنّت نے اس الزام کا وہ قلع قمع کیا ہے جس کا جواب وہابیہ کے اصاغر تو کیا اکابر سے بھی نہ ہو سکا۔ مولوی اشرف علی صاحب کو مناظرہ کی دعوت دی گئی ان کی آسائش کا اطمینان دلایا گیا خواہ وہ سیکنڈ کلاس میں آئیں یا فرسٹ کلاس میں آئیں اس کا تمام خرچ اپنے ذمہ لیا گیا۔ اور یہ کہہ دیا گیا کہ سنجیدگی سے گفتگو کی جائے گی آپ آئیے اور اس معاملہ کو سلجھائیے اور مسلمانوں کو اس جنگ وجدل و کشاکش سے بچائیے مگر مولوی اشرف علی صاحب جنبش نہ کر سکے۔ ان کے اعوان وانصار گالیاں دینے پر تو مستعد ہوئے مگر یہ کسی سے نہ ہو سکا کہ انہیں میدان میں لے آتا اگر کچھ بھی جواب رکھتے تھے تو مناظرہ کے لئے سامنے آتے ہوئے کیوں لرزتے تھے اب بھی کسی وہابی کو یہ خیال ہو کہ وہ علمائے اہلسُنّت کے مواخذات کا کچھ جواب دے سکتے ہیں تو مولوی اشرف علی صاحب کو مناظرہ کے لئے آمادہ کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ ہم اب بھی ان کے مصارف برداشت کرنے کے لئے مستعد ہیں مگر جھوٹے دعوے والا کبھی امتحان گاہِ صدق میں حاضر ہونے کی جرأت نہیں کرتا اس لئے میں بڑے زور اور قوّت سے کہتا ہوں کہ وہابیہ کی کوئی طاقت کسی طرح مولوی اشرف علی کو مناظرہ کے میدان میں نہ لا سکے گی۔

صاحب سیف یمانی کے مایۂ ناز اعتراضات کا ابطال

انچہ النسان میکند بوزینہ نیز

علمائے دین نے وہابیہ کی بدلگامیوں اور گستاخیوں پر تنبیہ کی۔ انہیں ان کے کفری عقائد پر متنبہ کیا اس پر توبہ تو نصیب نہ ہوئی نہ پند پذیر ہوتے ناحق ناصح پر بہتان اٹھانے شروع کر دیئے اور اپنی ضد جہالت اور سیاہ دلی کو عالم آشکار کر دیا اور دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے خوبی کو عیب کہنے پر تُل گئے ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش درنظر

اعتراض نمبر ۱ اعلیٰ حضرت نے ایک طویل کلام کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا جب ان کا یعنی خانصاحب کے پیر بھائی برکات احمد صاحب کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت اُن کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی مرتبہ روضۂ انور کے قریب آئی تھی۔[۱]

جواب:۔ اس پر اعتراض کیا ہے اعلیٰ حضرت کب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امکنۂ بعیدہ میں تشریف فرما ہونا ناممکن بتاتے ہیں جب آقا اپنے غلام پر کرم فرمائیں گے تو آقا کی خوشبو دماغوں کو معطر فرمائے گی۔ غلام مخلص ہو آقا کا اس پر کرم ہو اس کو اپنے قدوم سے نوازیں تو ان کی خوشبو کیوں نہ آئے یہ خوشبو مولوی برکات احمد صاحب کی نہ تھی اُن کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھی جس سے کوچے مہک جایا کرتے تھے۔ مولوی

---

[۱] :۔ سیف یمانی صد ۱۱۲۔

برکات احمد کی قبر مہک گئی تو کیا تعجب۔ کوڑ مغز سے دریافت کرو اس میں اعتراض کیا ہے؟ اب ذرا گریبان میں منہ ڈال اور دیکھ مولوی اسمعیل دہلوی صراطِ مستقیم میں لکھتے ہیں۔

نفسِ عالی حضرت ایشاں برکمال مشابہت جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ[1] ان کی (پیر صاحب کی) ذات عالی ابتدائے فطرت میں جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات سے کمال مشابہت پیدا کی گئی۔

سیف یمانی والو! جو کچھ تم نے اعلیٰ حضرت کی شانِ عالی میں لکھا ہے وہ تو بیجا ہے اس کا تو تم پر وبال ہوگا مگر حضور خاتم انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسری اگر واقعی کسی کے لئے گوارا نہیں کرتے ہو تو اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کو اس سے زیادہ کہہ سناؤ اور اس سے کہہ دو۔

کار شیطاں می کنی نا مت ولی۔

اعتراض نمبر ۲

ان کے (برکات احمد کے) انتقال کے دن مولوی سیدامیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی یارسول اللہ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ کہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔[2]

اس پر اعتراض یہ کیا کہ بریلی والے خانصاحب اس امام الانبیاء

---

[1]:۔ صراط مستقیم صہ ۴۔ [2]:۔ سیف یمانی صہ ۱۱۴۔

کی امامت کے مدعی ہیں ۔ ؎۱

جواب :۔ محض بہتان ہے نرا افترا ہے ۔ کھلا جھوٹ ہے ۔ اعلیٰ حضرت کی عبارت میں یہ کہاں ہے کہ میں نے حضور کی امامت کی ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس کا مفصل جواب ہم ص۳۹ میں لکھ چکے ہیں ۔

اعتراض نمبر ۳ تا ۵ صاحب سیفِ یمانی نے اسمٰعیل دہلوی کے وہ کفریات نقل کئے ہیں جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے الکوکبۃ الشہابیہ و فتاویٰ رضویہ میں نقل فرمائے ہیں ۔ ان کو لکھ کر صاحب سیفِ یمانی یہ کہتا ہے ایسے شخص کو مسلمان کہہ کر اعلیٰ حضرت کافر ہو گئے ۔

جواب اوّلاً :۔ اعلیحضرت کی طرف یہ نسبت کرنا کہ انہوں نے اسمٰعیل دہلوی کو ان تمام کفریات کے باوجود مسلمان کہا کذب و افترا ہے اور صاحب سیف یمانی اس کی کوئی دلیل پیش نہ کر سکا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ پیش کر سکے گا ۔

ثانیاً :۔ اسمٰعیل دہلوی کے تمام کفریات نقل فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت کا اس کو کافر کہنے میں احتیاط فرمانا اس نظریے سے ہے کہ مولوی اسمٰعیل کی توبہ مشہور تھی تو جس شخص کی توبہ مشہور ہوا اس کے اُوپر کافر ہونیکا جزمی حکم بیشک احتیاط کے خلاف ہے اسی بنا پر علماء نے یزید کے متعلق احتیاط فرمائی ہے علامہ علی قاری فرماتے ہیں ۔

لو فرض وجودہ ولا یحتمل انہ مات تائبا عنہ اخر افلا یجوز لعنہ لا ظاھرا ولا باطنا ۔ ؎۲

اور خود دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں ۔

؎۱ :۔ سیف یمانی ص۱۱۴ ۔ ؎۲ :۔ ضوء المعالی ص۵۴ ۔

بعض ائمہ نے یزید کی کفر سے جو کف لسان کیا ہے
وہ احتیاط ہے۔ لہ

یہی گنگوہی صاحب اسی فتاوے میں لکھتے ہیں۔

جو علماء تحقیق کہہ چکے ہیں کہ وہ تائب نہیں ہوا لعن کو جائز
کہتے ہیں اور جن کو یہ تحقیق نہیں ہوا وہ سکوت و منع کرتے ہیں
یہ احوط ہے۔ ۲ہ

اب تو وہابیہ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ جس شخص سے کفریات سرزد ہوئے ہوں اور اس کی نسبت توبہ مشہور ہوا اس کو کافر کہنے سے زبان روکنا احتیاط ہے اگر اس سے احتیاط کرنے والا بخیال صاحب سیف یمانی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ حکم مولوی رشید احمد گنگوہی پر لگائے۔ اعلیٰ حضرت کی کمال دیانت داری ہے کہ مولوی اسمعیل دہلوی کے جو کفریات شائع ہو چکے تھے۔ ان پر کفر کا حکم دیا اور چونکہ مولوی اسمٰعیل کے متعلق توبہ کرنا مشہور تھا اس لیے اس کو کافر کہنے میں احتیاط فرمائی۔ علمائے دین کی یہی شان ہونی چاہیے۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس احتیاط پر کفر کا حکم کرنا وہابیہ کی بے دینی سیاہ دلی اور کھسیانہ پن ہے اور ان کے منہ پر طمانچہ تو مولوی اشرف علی کا یہ اقرار ہے کہ میں اعلیٰ حضرت کو مسلمان جانتا ہوں۔ دیکھو مجالس الحکمہ۔

مجلس پنجاہ و دوم ایک شخص نے ۳ہ پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

لہ :۔ فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل صہ ۴۰۔ ۲ہ :۔ فتاوی رشیدیہ حصہ اوّل صہ ۸۷
۳ہ :۔ یعنی مولوی اشرف علی تھانوی سے پوچھا۔

لے فرمایا ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں ہمارا تو مسلک یہ ہے کہ کسی کو کافر کہتے ہیں بڑی احتیاط چاہیئے اگر کوئی حقیقت میں کافر ہے اور ہم نے نہ کہا تو کیا حرج ہوا اور اگر ہم نے کافر کہا اور حقیقتہ حال اس کے خلاف ہے تو یہ بہت خطرناک بات ہے۔ ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہتے تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے ہاں اب جبکہ ثابت ہوگیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں تب ہم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ تو کفر صریح ہے اس کے سوا ان کی تمام باتوں کی تاویل کر لیتے تھے گو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں ہم بریلی والوں کو اہل ہوا کہتے ہیں اہل ہوا کافر نہیں ہاں ایک مسئلہ علم غیب ہمارے اور ان کے درمیان ایسا متنازع فیہ ہے کہ اس میں اثبات صفت باری تعالیٰ غیر کے لئے لازم آتی ہے مگر اس کی تاویل قادیانیوں کے اقوال کی تاویل سے زیادہ دشوار نہیں اور اب تو سنا ہے کہ وہ علم غیب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی طرح علم محیط نہیں ثابت کرتے بلکہ اس کی حد مانتے ہیں الی ان ید خل اهل الجنة الجنة واهل النار النار اگر یہ صحیح ہے تو شرک ثابت بھی نہیں ہوتا کیونکہ صفت خاص باری تعالیٰ علم محیط ہے علم محدود نہیں تو اب ہم میں اور ان میں خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ علم الٰہی لید خل اہل الجنۃ الجنۃ واہل النار النار حضور کو دیا گیا یا نہیں ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو وہ پیش کرتے ہیں نا تمام ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں تو زیادہ سے زیادہ الزام ان پر یہ ہے

لے:- یعنی اشرف علی تھانوی نے جواب دیا۔

کہ انہوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور یہ شان مبتدع کی ہے نہ کافر کی۔ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ روز سہ شنبہ بعد عصر بر مصلے۔

فوائد و نتائج حضرت والا کا یہ طرز عمل سلف کے موافق ہے کہ انہوں نے معتزلہ تک کو کافر کہنے میں احتیاط کی ہے اگرچہ ان کے عقائد صریح کفر کے ہیں لیکن سلف نے احتیاطاً یہ اصول رکھا ہے لانکفر اھل القبلۃ اور ان کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد رکھا اور ان کے اقوال کے لئے ایک کلی تاویل کر لی کہ متمسک اپنا وہ بھی قرآن و حدیث ہی کو کہتے ہیں۔ گو تمسک میں غلطی کرتے ہیں تو ان کا کفر لزومی ہوا نہ کہ کفر صریح۔ ایک مرتبہ حضرت والا سے ایک مولوی صاحب نے یہی گفتگو کی کہ ہم بریلی والوں کو کیوں کافر نہیں فرمایا کافر کہنے کے واسطے وجہ کی ضرورت ہے نہ کہ کافر نہ کہنے کے لئے تو وجہ آپ بتلائیے کہ کیوں کہیں۔ مولوی صاحب نے بہت سی وجوہات پیش کیں اور حضرت والا نے سب کی تاویل کی گو بعید بعید تاویلیں تھیں۔ بالآخر مولوی صاحب نے کہا کہ اگر کچھ بھی وجہ نہ ہو تو یہ کیا کافی نہیں ہے کہ وہ ہم کو کافر کہتے ہیں اور یہ ثابت ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ پس اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں اور وہ ہم کو کافر کہتے ہیں تو ہم کو یہ بات ماننی چاہیئے کہ کفر لوٹ کر انہیں پر پڑتا ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمیں اپنے اسلام میں شک ہے فرمایا غایت سے غایت تمام دلیلوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کفر لزومی ہے کفر صریح تو نہ ہوا پس اگر وہ واقع میں کافر ہوں اور ہم نہ کہیں تو ہم سے قیامت کے دن کیا باز پرس ہوگی اور اگر ہم کافر کہیں تو کتنی رکعت کا ثواب ملے گا۔ سوائے اس کے کچھ بھی نہیں کہ تضیع وقت ہے۔ اور بھی کام بہت ہیں رہا یہ کہ کافر نہ کہنا بغرض احتیاط ہے۔

مگر سوال نماز کے متعلق ہے اور اس کے لئے شبہ تکفیرِ مسلم کافی علت ہے تو الیقین لایزول بالشک اس شبہ کا جواب ہے۔ [1]

اب بولو کہ بقول تمہارے اگر کافر کو مسلمان جاننا کفر ہے تو خود تمہارے قول سے مولوی اشرف علی اور ان کو مسلمان جاننے والے سب کافر ہوئے۔

سوالات کے جوابات

سوال نمبر ۱: جو شخص اپنے کسی پیر یا پیر بھائی کی قبر کو طیب رائحہ (خوشبو) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے ہم پلّہ بتلائے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب: اس میں فریب و تدلیس ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کہیں کسی پیر بھائی کی قبر کو خوشبو میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پلہ نہ بتایا کذابوں پر خدا کی لعنت۔

سوال نمبر ۲: جو شخص اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کا مدعی ہو کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بتلائے پھر اس گستاخی و بے باکی پر نازاں بھی ہو اس کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔

جواب: یہ محض افترا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کبھی اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امام نہیں بتایا۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔

سوال نمبر ۳: زید حضور رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں کھلی کھلی گستاخیاں کرتا ہے جن میں کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی عمرو اس کی تکفیر نہیں کرتا بلکہ تکفیر کو معصیت بتلاتا ہے۔ بتلایا جائے کہ یہ عمرو مسلمان ہے یا کافر۔

جواب: اگر اس کی توبہ مشہور ہے اس وجہ سے احتیاط کرتا ہے

---

[1] مجالس الحکمۃ صفحہ ۱۵۰ و صفحہ ۱۵۱ امداد المطابع تھانہ بھون طبع شد۔

تو وہ مسلمان متقی ہے اس کو کافر کہنے والا بے دین ہے۔

سوال نمبر۴:۔ مولوی احمد رضا خانصاحب نے تمہید ایمان صہ ۳۷ پر شفا شریف سے یہ عبارت نقل کی ہے ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل بتلایا جائے کہ اس عبارت میں صریح بمعنی متعین ہے یا بمعنی متبیّن۔

جواب:۔ یہ تمہید ایمان ہی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ احتمال وہ معتبر ہے جسکی گنجائش ہو۔

سوال نمبر ۵:۔ ضروریاتِ دین (جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے) کون کونسی چیزیں ہیں بہ تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ بیان کیا جائے۔

جواب:۔ ضروریاتِ دین وہ تمام چیزیں ہیں جن کا دینِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ہونا عوام وخواص جانتے ہیں۔

یعرف الخواص والعوام انہ من الدین کوجوب اعتقاد التوحید الخمس واخواتھا یکفر منکرہ۔ لہ

سوال نمبر۶:۔ اہل سُنّت وجماعت کی ـــــ کیا تعریف ہے وہ کون سے اعتقادات اور کون سے اعمال ہیں۔ جن پر اہل سُنّت ہونے نہ ہونے کا مدار ہے۔

جواب:۔ اہل سُنّت اسلام کا وہ سوادِ اعظم ہے جس کے اتباع کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حکم دیا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ اور جس کی نسبت ارشاد ہوا علیکم بالجماعۃ اور جس کو حدیث میں فرقہ ناجیہ بتایا گیا جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق

لہ: رد المختار صہ ۴۶۶ جلد ا

ہے۔ سائل اہل سنّت ہونے کا بناوٹی مدعی ہے وہ کیا جانے اہلسنت کسے کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۷:۔ اگر کسی مسئلہ میں ائمہ اُمّت میں سے کوئی امام یا بعض مشائخ یا علمائے محققین میں سے ایک یا دو کسی طرف گئے ہوں اور اکثر یا اقل دوسری جانب ہوں اور ہر دو فریق کا شمار اہل سُنّت و جماعت میں ہو تو اس مسئلہ مختلفہ فیہ کی کسی ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا یا عمل کرنے والا کافر یا فاسق یا خارج اہل سُنّت و جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو فقط یہی شخص جو ہمارا ہم عصر ہے یا متقدمین میں سے بھی جو حضرات اس طرف گئے ہوں وہ بھی ان القابات کے مستحق ہونگے۔

جواب:۔ قول مرجوع کا اخذ جہل و خرقِ اجماع بتایا گیا ہے دیکھو در مختار میں ہے الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع۔[۱]

سوال نمبر ۸:۔ اشعریہ ماتریدیہ دونوں گروہ اہل سُنّت ہی کے ہیں یا ان میں سے کوئی اہلسنّت سے خارج ہے اگر خارج ہیں تو کس مسئلہ کی وجہ سے اور اگر کوئی بھی خارج نہیں تو باوجود اختلاف فی العقائد کے دونوں گروہ اہلسنّت و جماعت کیسے ہو سکتے ہیں اگر اہل سُنّت اور دیگر فرق باطلہ میں مدار اختلاف اختلافِ عقائد ہے تو یہاں ایک گروہ باوجود اختلاف کے خارج از اہل سُنّت کیوں نہ ہوا۔ اور اگر اہلسنت سے خارج ہونیکا اختلافِ عقائد نہیں تو پھر کیا ہے۔

جواب:۔ سوال متضمن ادعائے اختلاف عقائد اشعریہ و ماتریدیہ ہے سائل پر اس کا اثبات لازم۔

---

[۱]:۔ در مختار جلد ۱ صہ ۵۲

سوال نمبر ۹: ۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں لکھا ہے کہ اگر کسی مسلم کے کلام میں ۹۹ پہلو کفر کے ہوں اور ایک ضعیف سا پہلو اسلام کا ہو تو اس کو مسلمان ہی کہا جائیگا۔ جب تک کہ بالیقین یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کی مراد کفر کا پہلو ہے۔ اس کو ہرگز کافر نہیں کہا جا سکتا تو فرمایا جائے کہ اسی طرح اگر کسی کے کلام میں ۹۹ وجوہ اہل سُنّت وجماعت سے نِکلنے کے ہوں اور ایک ایسی ہو جس کی وجہ سے وہ اہل سُنّت ہی میں داخل رہے تو کیا پہلے مسئلہ کی طرح یہاں بھی اسی ایک وجہ کو اختیار کریں گے اور اہل سُنّت ہی میں رہنے دیں گے یا اس صورت میں وہ اہل سُنّت میں داخل نہیں رہ سکتا۔

جواب: ۔ اصل یہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۱۰: ۔ وہ ضروریات اہل سُنّت وجماعت کون سے ہیں جنمیں سے کسی ایک کے انکار کی وجہ سے انسان اہل سُنّت سے خارج ہو جاتا ہے بہ تفصیل بیان کریں۔

جواب: ۔ تمام ضروریاتِ دین۔ ہر وہ بات جس کو شرح نے گمراہی قرار دیا ہو۔

سوال نمبر ۱۱: ۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ساری مخلوق سے زیادہ وسیع العلم مانے۔ ع

لبعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر کا سچّا مصداق جانے۔ تمام علمی وعملی کمالات کا آپ کو خاتم سمجھے لیکن باایںہمہ یہ بھی عقیدہ رکھے کہ دنیائے دنی کے وہ علوم جو کمالات نبوّت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور جن کو روحانی کمال میں کچھ دخل بھی نہیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

کا علم اقدس محیط نہیں بلکہ ممکن ہے کہ ان میں اہل دنیا کا دائرہ علم زیادہ وسیع ہو اگرچہ مجموعی حیثیت سے پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف ہی زیادہ وسیع ہے ایسے شخص کے متعلق کیا خیال ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر۔

جواب :۔ اس سوال میں تلبیس ہے جو شخص اس کا قائل ہو کہ انہیں دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اس کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ وسیع العلم ماننے کی نسبت غلط ہے۔

سوال نمبر ۱۲ :۔ جبکہ کوئی علم کسی ادنیٰ کے لئے نص سے ثابت ہو تو کیا کسی اعلیٰ کو اس پر قیاس کر کے اس کے لئے بھی اس علم کا ثابت کرنا ضروری ہے یا اس کے لئے کسی مستقل نص کی ضرورت ہوگی۔

جواب :۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام خلق سے اعلم و افضل کیا ہو اس کا علم اپنے ماتحتوں کے علم سے اوسع ہوگا۔ اور ان کے علوم اس کے علم سے مکتسب فان کل کمال مکتسب منہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال نمبر ۱۳ :۔ کیا بغیر کسی نص کے صرف قیاس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں بزرگ کو ضرور حاصل تھا بالخصوص جبکہ وہ علم بھی علوم عالیہ کمالیہ میں سے نہ ہو۔

جواب :۔ ثابت کرنے والے دلائل رکھتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتابوں میں بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴ :۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایسا علم جس کا تعلق ذات و صفات باری عز اسمہ سے نہ ہو اور اس کو دین و دیانت سے بھی کوئی خاص تعلق نہ ہو وہ کسی ادنیٰ درجہ کے شخص کو حاصل ہو جائے اور اس سے اعلیٰ و افضل

عالم اگر نہ جانے گا کہ قمار کس کو کہتے ہیں اور شراب کیا چیز ہے تو حکم حلت وحرمت میں کس طرح امتیاز کرے گا۔ اور حدود شرعیہ کیسے جاری ہوں گے۔ ہر جواری کہہ سکے گا آپ کیا جانتے ہیں جوا کیا چیز ہے وہ جس شغل میں تھا۔ وہ جوا ہی نہیں تھا۔ اور ہر شرابی کو موقع ہوگا کہ وہ کہہ سکے گا کہ جب آپ شراب سازی کے علم سے واقف نہیں تو کیسے حکم کر سکتے ہیں کہ جو چیز پی گئی اس پر تعریف شراب صادق آتی ہے۔

سوال نمبر ۱۸:۔ آپ کے مولوی عبد السمیع صاحب میرٹھی نے انوار ساطعہ میں جو حدیثیں اس مدعا کے ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں کہ ملک الموت اور شیطان علیہ اللعن کو اکثر مواقع زمین کا علم حاصل ہے وہ قابل قبول ہیں یا نہیں۔

جواب:۔ قابل قبول تو سائل کے پیشوا مولوی خلیل احمد و مولوی رشید احمد مان چکے ہیں دیکھو براہین قاطعہ۔

سوال نمبر ۱۹:۔ اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً یا کسی خاص وقت میں نص سے ثابت ہو یا ثابت صرف علم مطلق الغیب ہو نہ العلم المطلق للغیب المطلق تو ایسے شخص کی نسبت کسی خاص شئے کو جو اشیاء غائبہ معلومہ میں داخل نہ ہو یا دخول وعدم دخول کا علم نہ ہو یا دخول ــــــــــ معلوم ہو مگر وقت مخصوص کے سوا دوسرے وقت ہو معلوم کہا جائے گا یا غیر معلوم پایا گیا؟ اگر ایسے شخص کی نسبت زید یہ کہے کہ مجھ کو اس خاص علم کے متعلق کوئی نص معلوم نہیں اور نص سابق اس کو متناول نہیں لہٰذا میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ علم حاصل ہے یا نہیں۔ اگر دیا گیا ہے تو ہے ورنہ نہیں۔ تو کیا یہ عقیدہ کفر ہے یا اس میں اس نبی یا ولی کی توہین ہے۔

جواب:۔ اس سوال میں وہابیہ کے عقیدہ کی جھلک ظاہر ہو گئی جسکو

چھپانے کے لئے تصنع اور ریا کے پردے ڈالے جاتے ہیں۔ شرطیکہ کے پیرایہ میں سائلانہ اپنے عقیدہ کا اس طرح بیان کیا۔

اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً یا کسی خاص وقت میں نص سے ثابت ہو۔ [1]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہابیہ کے اعتقاد میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اشیاء غائبہ میں چند گنتی کی دو چار چیزوں کا علم نص سے ثابت ہے اور بس یہ وہی بات ہے جو اس کے پیشوا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت کہہ گئے ہیں۔

"کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ [2]

اس نیر مکاری یہ ہے کہ اس کے اوّل میں اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے۔

کہ ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علوم کما لیہ عطا فرماتے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیے۔ [3]

کہاں تو یہ نمائشی اظہار اور کہاں چند اشیاء غائبہ کا علم بتانا۔

بیشک جو شخص حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے علم کو گھٹاتے اور چند اشیاء غائبہ کے علم سے آپ کے علمِ عظیم کو تعبیر کرے وہ آپ کے علمِ عظیم کی تنقیص اور آپ کی توہین کرنے والا ہے۔ وہابیہ کے اس سوال میں کسی نبی یا ولی کا لفظ لانا یہ دھوکے لیے ہے بحث خاص علم مصطفےٰ صلی اللہ

---

[1]: سیف یمانی صـ ۱۲۶۔ [2]: براہین قاطعہ صـ ۵۱۔ [3]: سیف یمانی صـ ۲

تعالیٰ علیہ وسلّم ہیں سے ہے کسی اور نبی کے علم میں نہیں ۔

سوال نمبر ۲۰ :۔ اگر کسی ذلیل ترین مخلوق کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز کا علم کسی نص سے ثابت ہو اور کسی نبی یا ولی کی نسبت اس خاص چیز کا علم منصوص نہ ہو تو اگر اس چیز کا علم اوّل کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اوّل کی تعظیم و توقیر اور ثانی کی توہین و تذلیل ہو گی اور کیا یہ ثابت کرنے والا شخص کافر ہو جائے گا ۔

جواب :۔ اس سوال میں بھی کید ہے کہ اثبات عدم کو عدم اثبات بنایا ہے توہین تو ذلیل کا مقابلہ کرنے سے ہو جاتی ہے ۔ کیا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ شیطان لعین کے لئے جو علوم ثابت ہیں مولوی اشرف تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو حاصل نہیں ۔ اور مولوی رشید احمد اور مولوی اشرف علی ان علوم میں شیطان کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ زیادہ ۔ کیا وہابی کے نزدیک اس میں مولوی اشرف علی و مولوی رشید احمد کی تنقیص نہیں ہے ذرا اس کو سوچو اور شرماؤ ۔

سوال نمبر ۲۱ اور ۲۲ :۔ جس کے نزدیک ملائکۃ اللہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے عموماً اور حضرت جبرائیل حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصاً افضل اور برتر ہوں اس کا کیا حکم ہے وہ مسلمان ہے یا کافر ۔

جس کا عقیدہ ہو کہ حضرات انبیاء علیہم السّلام کا علم ملائکہ کے علم کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا وہ مسلمان ہے یا نہیں ۔

جواب :۔ اس سوال کا جواب تو آپ نے گھر ہی میں حل کر لیا ہو تا سیف یمانی کے اوّل میں مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف نسبت کر کے یہ عبارت لکھی ہے ۔

"کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات

میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا۔ [1]

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کسی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا مماثل جانے وہ مولوی خلیل احمد انبیٹھی ورشید احمد گنگوہی کے نزدیک۔ ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی نہیں چہ جائیکہ افضل و برتر جانتا۔

اسی کے ساتھ سیف یمانی میں مولوی اشرف علی تھانوی کی یہ عبارت لکھی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر [2]

پوچھو مولوی اشرف علی تھانوی سے کہ اس عقیدہ کے مخالف کو تم مسلمان جانتے ہو یا کافر۔

سوال نمبر ۲۳ :۔ جو شخص نفس انعقاد مجلس میلاد کو (اگرچہ اس میں اور منکرات نہ ہوں) بدعت اور ممنوع کہے (جیساکہ علامہ ابن الحاج صاحب مدخل وغیرہ کی تصریحات سے ظاہر ہے) اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے وہ اہلسنّت میں داخل ہے یا نہیں۔

جواب :۔ نفس انعقاد مجلس میلاد کو جس میں منکرات نہ ہوں ممنوع کہنے کی نسبت علامہ ابن الحاج کی طرف افترا ہے۔

سوال نمبر ۲۴ :۔ جو شخص مجلس میلاد کو (درصورتیکہ اس میں اور منکرات راگ وغیرہ بھی نہ ہوں) محض سد اللباب منع کرے (جیسا حضرت امام ربّانی نے مکتوبات

---

[1] :۔ سیف یمانی صہ ۸ ۔ [2] :۔ سیف یمانی صہ ۸ ۔

میں تحریر فرمایا ہے) آپ اس شخص کو گروہ اہل سُنّت میں داخل سمجھتے ہیں یا اس گروہ سے خارج۔

جواب:۔ اس کا جواب مسئلہ میلاد شریف کی بحث میں مذکور ہو چکا۔

سوال نمبر ۲۵:۔ جو مسائل نہ امام صاحب کے زمانہ میں موجود تھے نہ بعد میں ایک زمانہ تک موجود ہوئے نہ اس کا حکم فقہ میں مندرج ہوا اور اس صورت کے پیش آنے کے بعد علمائے وقت نے اس کا حکم بیان فرمایا۔ اس حکم کے نہ ماننے سے بھی آدمی حنفیّت یا تقلید سے خارج ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب:۔ علمائے وقت نے وہ حکم کہاں سے بیان فرمایا۔ اپنے دل سے محض بے سند یا کلام فقہا و کلام فقہ سے اخذ کیا۔ برتقدیر ثانی اس کا ضد و نفسانیّت سے نہ ماننے والا فقہ کا مخالف اور اسیر نفس ہے۔

سوال نمبر ۲۶:۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خاتمیّت زمانی کا قائل ہو اور اس کے ساتھ خاتمیّت رتبی بھی حضور کے لئے ثابت کرے وہ مسلمان ہے یا کافر۔

جواب:۔ اگر وہ یہ کہے کہ —— عوام کے خیال میں تو آپ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں یعنی خاتمیّت منصوصہ کو آخریت کے معنی میں لینا نافہم عوام کا خیال بتائے اور آخریت کی فضیلت کا منکر ہو اور اس کو مقام مدح میں قابل ذکر نہ سمجھے اور خاتمیّت کے ایسے معنی گھڑے کہ آپ کے زمانہ کے بعد نبی تجویز کر لینا اس کے خلاف نہ ہو وہ بے شک نص قطعی کے معنی

منقول و متواتر کا منکر اور کافر ہے۔

سوال نمبر ۲۷ :- کیا یہ جائز نہیں کہ قرآنِ عزیز کی کسی آیت کریمہ کی مشہور و ماثور تفسیر کو تسلیم کرتے ہوئے کوئی اور نکتہ اس سے نکالا جائے۔

جواب :- کسی تفسیر مشہور و ماثور کو عوام اور نا فہموں کا خیال بتانا اور اس معنی کے مراد ہونے سے کلام الٰہی کی بے ربطی کا مدعی ہونا تفسیر ماثور کی تسلیم نہیں بلکہ شدید مخالفت اور توہین ہے۔

سوال نمبر ۲۸ تا ۳۱ :- قرآن عظیم کے اوصاف میں جو لا تنقضی عجائبہ حدیث شریف میں وارد ہے اس کی آپ کے نزدیک کیا مُراد ہے۔ ؟

کیا آپ حضرات کو یہ تسلیم ہے کہ آیت قرآنیہ کے لئے ایک ظہر ہے اور ایک بطن اگر تسلیم نہیں تو حدیث لکل آیۃ منہا ظھر "وبطن" کا کیا جواب ہے اور اگر تسلیم ہے تو بتلایا جائے کہ ظہر و بطن سے کیا مراد ہے۔ ؟

جس وقت آیت کے باطنی معنی لئے جائیں تو کیا اس وقت ظاہری معنی متروک ہو جاتے ہیں یا بیک وقت دونوں مراد ہوتے ہیں۔ ؟

باطنی معنی کے بیان کرنے کا حق کس شخص کو حاصل ہے اس کے لئے کس علم کی ضرورت ہے اور ان معنی کے صحت کے کیا شرائط ہیں مفصّل جواب دیا جائے۔ ؟

جواب :- **حدیث**۔ من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار دوسری روایت میں ہے من فسر القرآن برایہ فقد کفر تفسیر بالرائے کو شریعت نے منع فرمایا کسی کی رائے فاسد جو تفسیر ماثور و مشہور کے خلاف بھی ہو عجائب قرآن میں سے نہیں بلکہ مخالفت قرآن ہے۔

سوال نمبر ۳۲ :- کسی حدیث کو اگر بوجہ ظاہری تعارض کے کسی نے متروک

کیا ہو تو کیا جبکہ اس کے معنی صحیح بھی بن سکیں اس وقت بھی وہ متروک ہی رہے گی آج کل کے علماء میں سے اگر کوئی شخص معنی غیر متعارض بیان کرے تو وہ قابل قبول ہونگے یا نہیں اگر نہیں تو کس وجہ سے کیا ہمارا ہمعصر یا قریب العہد ہونا وجہ رد ہے یا کوئی دوسری وجہ۔

جواب:۔ دیکھا جائے گا کہ ترک کی وجہ کیا ہے اور جو معنی کوئی شخص..... بیان کرتا ہے وہ شریع کے خلاف تو نہیں اور وہ عبارت اس معنی کے متحمل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۳۳ اور ۳۴:۔ اثر ابن عباس دربارۂ خواتم سبعہ صحیح الاسناد ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر صحیح ہے تو اس کے کیا معنی ہیں۔ اگر آپ صحیح معنی بیان نہ کریں تو کیا وہ حدیث صرف اس وجہ سے غلط ہو سکتی ہے اور کیا دوسرے علماء زمانہ بھی آپ کی سمجھ کے مکلّف ہوں گے اور آپ کی یہ رائے اُن پر حجّت ہو گی۔

جب کسی حدیث کے معنی بظاہر نہ معلوم ہوں تو اس کو غلط کہہ دینا ہی قاعدہ کلیہ ہے یا کہیں اس قاعدہ کے خلاف بھی کیا گیا ہے۔

جواب:۔ یہ اثر شاذ المتن معلول الاسناد ہے مخرجین اس کے طبقۂ ثالثہ ارابعہ میں سے ہیں اور مجرور روایت طبقۂ ثالثہ و اربعہ قابل احتجاج نہیں۔ یہ مسئلہ اعتقادی ہے جس کے لئے مولوی خلیل احمد انبیٹھی مولوی رشید احمد گنگوہی بھی تصریح کرتے ہیں کہ حدیث احاد کافی نہیں۔

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں۔ بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لہ (براہین قاطعہ صہ ۵۱)

وہابیہ کے پیشوا مولوی اسحاق صاحب تو باب اعمال وعبادات میں بھی غیر صحاح کی حدیث کو قابل حجت نہیں مانتے دیکھو مائۃ مسائل جس میں لکھتے ہیں۔

ایں حدیث از صحاح نیست کہ محل سخن نباشد بلکہ
ازاں کتب کہ دراں کتب احادیث ہر قسم صحیح وحسن ضعیف
بلکہ موضوع ہم یافتہ می شود (الی ان قال) وقتیکہ یقین برصحت
ایشان نہ شد۔ درمقام استدلال برجواز شئے وعدم آں
آوردن نہ شاید۔

اور یہاں تو باب اعمال نہیں باب عقائد ہے پھر یہ اکثر بکثرت احادیث صحیحہ کے خلاف اور خود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت کے خلاف اور نص قطعی قرآنی کے خلاف کس طرح قابل قبول ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۳۵ :- جو شخص اولیاء کرام کے مزارات پر بقصد زیارت جانے کو منع کرے وہ اہل سنت میں داخل ہے یا نہیں۔

جواب :- یہ قول خلاف سنت ہے قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا۔

سوال نمبر ۳۶ :- جو شخص عرس کو ممنوع اور ناجائز بتلائے (جیسا کہ حضرت شاہ محمد اسحٰق اور حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے) اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب :- جو عرس ممنوعات شرعیہ سے خالی ہوں ان کو ناجائز بتانا باطل اور قواعد شرعیہ کی مخالفت ہے قاضی ثناء اللہ صاحب کی طرف اس کی نسبت غلط ہے۔ وہابیہ نے ان کی کتابوں میں بہت الحاق کئے ہیں۔

سوال نمبر ۳۷ :- کیا نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے واجب الاحترام ہستی کی طرف صرف ہمّت کرنا یعنی ہر طرف سے حتیٰ کہ اللہ عزوجل کی طرف سے بھی قصداً اپنی توجہ پھیر کر آنحضرت یا کسی دوسرے بزرگ کو مرکز توجہ بنا لینا درست ہے یا نہیں۔ مدلل لکھا جائے۔

جواب :- لفظ صرف زبان فارسی میں پھیرنے کے معنی میں شاید ہی صرف کیا جاتا ہو عربی میں بھی یہ لفظ جب پھیرنے کے معنی میں آتا ہے۔ تو اس کے ساتھ عن کا صلہ ہوتا ہے۔

یہ صاحب سیف یمانی کی تحریف ہے کہ لفظ صرف کو پھیرنے کے معنی میں لیتا ہے۔

اور صراط مستقیم میں تو اس کے یہ معنی ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس کی علت لکھی کہ۔

خیال آں ـــ با تعظیم و اجلال بہ سویدائے دل انسان می چسپد "

یہ عبارت صاحب سیفِ یمانی کا رد کرتی ہے۔ کہ صرف یہاں پھیرنے کے معنی میں نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا کہ جس کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ نہ آئے اس کی طرف توجہ کو پھیرنا ـــــــــــــ اور خدا کی طرف سے توجہ کا ہٹانا وہابیہ کے نزدیک نماز میں جائز ہوا۔

سوال نمبر ۳۸ :- نماز کی حقیقت اور خشوع وخضوع کی تعریف تبلائی جائے نیز حدیث شریف (تعبد اللہ کانک تراہ) کا مطلب بیان کیا جائے۔

جواب :- خضوع و خشوع یہ ہے کہ بندہ نہایت عاجزی اور اخلاص کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں متوجہ ہو اور جو اذکار و تسبیحات پڑھتا جائے ان کے معانی پر نظر رکھے حتیٰ کہ تشہد میں اور درود میں جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام پاک آئے تو آپ کی رسالت کی شہادت دینے اور آپ کی طرف عرض و صلوٰۃ وسلام کیساتھ متوجہ ہونے کا قصد کرے۔

سوال نمبر ۳۹ :- آپ نے تقویۃ الایمان سے حضرت شہید مرحوم کی یہ عبارت نقل کی ہے ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس کے بعد یہ منطق آپ نے جاری کی ہے کہ ہر بڑے چھوٹے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام حضرات انبیاء و اولیاء کرام علیہم السلام داخل ہیں۔ لہذا یہ ان تمام حضرات کی توہین ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مسمّی بفوائد الفواد ہیں اس کے صد ۱۰۱ پر ہے۔

"ایمان کسی تمام نشود تا ہمہ خلق نزد او ہمچنان نماینید کہ پشکے شتر"

یعنی کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ساری مخلوق اس کے نزدیک اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ ہو۔

اور حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے عوارف المعارف کے صد ۴۵ پر ہے۔

لا یکمل ایمان امرءٍ حتیٰ یکون الناس عندہ کالاباعر۔	کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جبتک تمام لوگ اس کے نزدیک مینگنیوں کی طرح نہ ہوں۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ آپ کی وہ منطق ان دونوں عبارتوں میں بھی جاری ہوتی ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے کیا مخلوق اور تمام لوگوں میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام داخل نہیں۔ اور اگر جاری ہوتی

ہے توکیا آسمان ولایت کے یہ دونوں آفتاب و ماہتاب بھی آپ کے نزدیک ایسے ہی کافر ہیں جیسے کہ حضرت شہید مظلوم ۔ جینوا توجروا ۔

جواب:۔ اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ عبارت اسی طرح ان کتابوں میں ہیں تو بھی اسمیں اور عبارت تقویت الایمان میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ یکون الناس اور ہمہ خلق کے ابہام سے دنیا و اہلِ دنیا مراد ہیں نہ اہل اللہ ۔ اور خاصانِ حق اور تقویت الایمان کی عبارت میں ہر مخلوق کا لفظ ہے اور بڑے چھوٹے کی تفصیل کی گئی ۔

مخلوق میں بڑے انبیاء ہیں علیہم السلام تو یہ گستاخی شانِ انبیاء میں ہے اور ساری مخلوق میں حضرات انبیاء و اولیاء کرام ہی پر حملے ہیں ۔ کہیں لکھا ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ۔ [1]

کہیں لکھا ہے ۔ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں ۔ [2]

اس قسم کے تمام کلمات نے صاف کر دیا کہ تقویت الایمان کی اس عبارت میں بھی بڑے مخلوق سے انبیاء ہی مراد ہیں ۔

سوال نمبر ۴۰ :۔ اگر کوئی شخص بلا استثناء تمام مغیبات کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانے ۔ اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے عقائد اہلِ سنت اور فقہ حنفی کی کتابوں میں ایسے شخص کے متعلق کیا لکھا ہے ۔

جواب :۔ اگر بعطائے الٰہی مانے اور ذاتی کا معتقد نہ ہو تو اس پر شرک و کفر کا حکم نہیں کیا جاسکتا ۔ شرح عقائد میں ہے ۔

---

[1] ۔ تقویت الایمان ۔ [2] ۔ تقویت الایمان ۔

قال فی البدایة ان العلم منا موجود وعرض
وعلم محدث وجائز الوجود ویتجدد فی کل زمان
فلو اثبتنا العلم صفة اللہ تعالیٰ لکان موجود وصفة
قدیمة وواجب الوجود ودائما من الازل الی
الابد فلا یماثل علم الخلق بوجہ من الوجوہ ھذا
کلامہ فقد صرح بان المماثلة عندنا انما یثبت
بالاشتراک فی جمیع الاوصاف حتی لو اختلفا فی
وصف واحد انتفت المماثلة ۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو ذاتی وعطائی کا فرق کرتا ہو ۔ قدیم وحادث کا فرق کرتا ہو واجب وممکن کا فرق کرتا ہو اس نے مماثلت ثابت نہیں کی ۔ اس پر شرک کا حکم نہیں دیا جاسکتا یہ دوسری بات ہے کہ اس شخص کا خیال صحیح ہے یا غیر صحیح ۔ مدارج النبوۃ میں ہے ۔

بعضے از عرفا رکتا بے نوشتہ اثبات کردہ کہ آنحضرت
را تمامہ علوم آلہی معلوم ساختہ بودند و ایں سخن بظاہر مخالف
بسیارے از ادلہ است تا قائل آں چہ قصد کردہ
باشد ۔

اگرچہ حضرت شیخ نے اس قول کو مخالف ادلہ کثیرہ بتایا لیکن پھر بھی اس کے قائل کو عرفا میں شمار کیا ۔

سوال نمبر ۴۱ :۔ اگر کوئی شخص تیجے ۔ دسویں ۔ چالیسویں ۔ برسی وغیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کو ان وجوہ سے ناجائز سمجھے جو پہلے مذکور ہوئیں تو وہ آپ کے نزدیک اہلِ سُنت میں داخل ہے یا خارج ۔

جواب :- خارج ہے کیونکہ ایصال ثواب کو طرح طرح کے حیلوں سے روکنا بے دین وہابیہ کا شعار ہے۔

سوال نمبر ۴۲ :- اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہوں جو بالاتفاق جائز ہوں تو مختلف فیہا کو کرنا بہتر ہے یا متفق علیہا کو۔

جواب :- بدمذہبوں کا انکار قابل التفات نہیں۔

سوال نمبر ۴۳ :- آج کل شادی و غمی ایصال ثواب عبادات میں کچھ بدعات سیئات بھی رائج ہیں یا کل مستحب ہی ہیں۔ اگر کچھ رائج ہیں تو کیا ہیں مفصل لکھا جائے۔

جواب :- ناچ۔ گانا۔ بجانا۔ آتشبازی۔ شادی میں اور ایصال ثواب و خیرات و ذکر تلاوت سے روکنا غمی میں بدعات سیئات ہیں۔

سوال نمبر ۴۴ :- اگر کسی موقعہ پر کوئی طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ یا تابعین یا ائمہ مجتہدین سے ثابت ہو تو اس کو ترک کر کے دوسرا طریقہ ایجاد کرنا یا اس میں زیادتی مختلف فیہا پیدا کرنا بہتر ہے یا اسی پر اقتصار کرنا مناسب ہے۔

جواب :- اگر اس میں مصلحت دینی ہو تو بہتر ہے جیسے آج کل لشکر اسلام کا بجائے تیر و تلوار کے بندوق و توپ استعمال کرنا اور تعلیم گاہوں میں مدرس نوکر رکھنا۔ درجے معین کرنا۔ نصاب مقرر کرنا۔ تعطیلیں۔ دستار بندیاں امتحان وغیرہ۔

معاندین کے عناد و انکار کو اختلاف نہیں کہتے نہ اس سے کوئی مسئلہ مختلف فیہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۴۵ :- زید کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی

حاصل تھا باین معنی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی قوت مدرکہ عطا فرما دی تھی۔ جس سے آپ خود بخود بغیر تعلیم خداوندی غیب کی چیزوں کا ادراک فرما لیتے تھے بتلایا جائے کیا زید کا یہ عقیدہ صحیح اور مذہب اہلسنت کے مطابق ہے اگر نہیں تو یہ شخص اس عقیدہ کی وجہ سے کافر ہے یا مسلمان۔ اگر مسلمان ہے تو اہلسنت میں داخل ہے یا خارج۔

جواب:۔ زید بفضلہ مسلمان سُنّی ہے۔ چنانچہ زرقانی نے شرح مواہب میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ نقل کیا۔

ثالثها ان لہ صفۃ بها یبصر الملئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بها یفارق الاعمیٰ راابعها ان لہ صفۃ بها یدرک ما سیکون فی الغیب۔	سوم یہ کہ نبی کو ایک وصف ایسا حاصل ہوتا ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے اور ان کا مشاہدہ کرتے ہیں جسطرح کہ بینا کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے آئندہ کے غیبی امور کا ادراک کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۶ اور ۴۷:۔ کیا آپ کے نزدیک شرک میں تشکیک ہے؟ کیا آپ شرک دون شرک کے قائل ہیں۔؟

کیا آپ کے نزدیک یہ صحیح ہے کہ قرآن و حدیث میں بعض مواقع پر ایسے کاموں پر بھی (تغلیظاً یا کسی دوسری وجہ سے) شرک کا اطلاق کر دیا گیا ہے جنکی وجہ سے انسان کافر ابدالآباد کے لئے جہنم کا مستحق نہیں ہوتا۔؟

جواب:۔ شرک دو طرح کا ہوتا ہے جلی و خفی اور عندالاطلاق اس سے جلی ہی متبادر ہوتا ہے جس کا فاعل ایمان سے خارج اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر ۴۸ :۔ جس شرک کے متعلق قرآن عزیز میں ارشاد ہے ان اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ الایہ اس کی جامع مانع تعریف کیا ہے بحوالہ کتب معتبرہ بیان ہو۔ ؟

جواب :۔ غیر اللہ کے لیے الوہیت و استحقاق عبادت ثابت کرنا۔

الاشراك هو اثبات الشريك فى الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس اوبمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام ؎

سوال نمبر ۴۹ :۔ جو شخص کہے کہ مجاہدات و ریاضات میں بعض امتی اپنے نبی سے بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب :۔ امتی کا نبی سے مقابلہ ترک ادب ہے۔

سوال نمبر ۵۰ :۔ عشرہ محرم میں امام حسین کے نام کی سبیلیں لگانا لنگر لٹانا جس سے روافض کی رسوم تعزیہ داری کی رونق بڑھتی ہو۔ آپ کے نزدیک کیسا ہے اور تعزیہ داری کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب :۔ سبیلیں لگانا لنگر تقسیم کرنا صدقہ و خیرات ہے اس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ سُنی امام جلیلین کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں اس میں انہیں روافض کی موافقت کا اصلاً خیال بھی نہیں ہوتا۔ اور عام طور پر روافض ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتے مگر خوارج وہابیہ ان امورِ خیر کو روکنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور مکائد سے کام لیتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۱ :۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات اولیاء

؎ :۔ شرح عقائد ص ۶۱

کرام کو ایسی قدرت دے دی جس کی وجہ سے اب وہ بالکل مختار ہیں۔ مریض کو چاہیں اچھا کریں۔ اچھوں کو چاہیں بیمار کر دیں۔ جسکو چاہیں دیں۔ جسکو چاہیں نہ دیں سب کچھ ان کے اختیار میں ہے ایسے شخص کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

جواب: جو شخص اللہ کی عطا کی ہوئی قدرت سے ان کے لیے تصرف و اختیار ثابت کرتا ہے وہ بالکل حق پر ہے اور حدیث و قرآن کے بالکل مطابق کہتا ہے۔

حدیث۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادے لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہٗ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وما ترددت عن شئی انا فاعلہ ترددی عن نفس المومن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بدلہ منہ رواہ البخاری۔ لہ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں۔ شعر۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ

سوال نمبر ۱۵۲ اور ۱۵۳: مشرکین عرب اپنے معبودان باطل کے لئے جو قدرت و

لہ: مشکوٰۃ شریف صـ ۱۹۷

تصرّف ثابت کرتے تھے وہ اُس کو ذاتی مانتے تھے یا عطائی۔ مدلل لکھا جائے۔
کیا وہ اپنے ان جھوٹے معبودوں کو خدا کا مخلوق اور اس کا محکوم اور مملوک نہیں جانتے تھے۔ کیا احادیث میں اس کا کچھ ذکر ہے۔

جواب: مشرکین اپنے بتوں کے لیے جو قدرت وتصرّف مانتے ہیں وہ ذاتی اور استقلالی ثابت کرتے ہیں چاہے ان کو خدا سے چھوٹا بھی سمجھتے ہوں۔
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

پرستش این چیزہا بنابر اعتقاد استقلال وقدرت است کہ کفر محض است۔

سوال نمبر ۵۴: جو چیز شرک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ بعض مخلوقات کو ثابت کیا جائے تو شرک ہو اور بعض کے لیے ثابت کیا جائے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو وہ کونسی صفت ہے اور وہ کون بشر ہے جس کے لیے اس صفت کا ثابت کرنا شرک نہیں۔

جواب: جس چیز کا اثبات کسی ایک کے لیے شرک ہے اس کا اثبات ہر ہر فرد مخلوقات کے لئے شرک ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز کا اثبات بعض کیلئے شرک ہو اور بعض کیلئے نہ ہو۔ جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی کا عقیدہ ہے کہ علم محیط زمین کا حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا تو شرک اور شیطان کے لئے نص سے ثابت۔ یہ باطل محض ہے۔

سوال نمبر ۵۵ اور ۵۶: صفات مختصہ باری تعالیٰ کون کونسی ہیں جو بشر میں نہ بالذات پائی جا سکتی ہیں۔ نہ بالعرض یا ایسی کوئی بھی صفت نہیں۔

کسی مخلوق کی نسبت گو وہ ولی یا نبی کیوں نہ ہو یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جمیع اشیاء پر قادر ہے تمام مخلوق کا پیدا کرنا۔ مارنا جلانا۔ رزق دینا۔ مریض کرنا تندرست کرنا غرض کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسی کے قدرت اور اسی کے فعل سے ہو رہا ہے وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے جس قدر انعامات مخلوقات پر ہو رہے ہیں اسی کے جود وکرم کا نتیجہ ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ باذن اللہ ہے۔ خدا نے اسے ایسی قدرت دے دی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے سب کچھ کرتا ہے اور اس معاملہ میں بالکل مستقل ہے اصل فاعل وہی ہے اللہ تعالیٰ محض معطی قدرت ہے بتلایا جائے کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک و کفر ہے یا نہیں۔

جواب :- ایسا عقیدہ ہی ممکن نہیں کہ جمیع اشیاء میں خود وہ شخص بھی ہوگا اس کے لیے کس طرح یہ تصوّر کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنا خود ہی خالق ہے اور اپنے وجود سے خود مقدّم ہے۔ یہ سوال صاحبِ سیفِ یمانی کے حواس کا اختلال ہے۔

سوال نمبر ۵۷ :- زید کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاءؑ ہیں حضور کے بعد ختم نبوّت کا دعویٰ کفر محض ہے جسمیں کوئی احتمال اسلام کا نہیں لیکن بایں ہمہ کسی اور نبی کے آنے کو ممتنع بالذات نہیں سمجھتا بلکہ ممتنع بالغیر ممکن بالذات سمجھتا ہے۔ بتلایا جائے کہ اس صورت میں زید مسلمان ہے یا کافر۔

جواب :- زید حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد دوسرے کسی نبی کے آنے کو ممتنع بالغیر کس دلیل سے سمجھتا ہے۔ اور کسی کے دعوے نبوت کو بعد خاتم انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے کفر کس برہان سے جانتا ہے وہ دلیل حضور کے بعد دوسرے نبی کا آنا ممتنع بالذات بتاتی ہے یا بالغیر سائل کا جواب تو دے دیا گیا ان کان لہ فہم لیکن اس کا یہ سوال بحث سے بیگانہ ہے۔

سوال نمبر ۵۸ : مفہوم کا حصر واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات میں عقلی یا غیر عقلی۔
جواب :۔ سوال متضمن ادعائے حصر مفہوم فی المواد الثلاث ہے وہو باطل لان المفہوم موجود ذہنی والموجود بای نحو کان لاینقسم الی معدوم فضلا عن الممتنع۔ لہذا یہ سوال جہل سائل کا کاشف حال ہے۔ ابھی تک اس کو مفہوم کے معنی ہی نامفہوم ہیں۔
سوال نمبر ۵۹ اور ۶۰ : ان میں سے کسی ایک قسم کا انقلاب دوسرے قسم کی طرف ممکن بالذات یا ممتنع بالذات۔
کوئی واجب بالذات یا ممتنع بالذات کسی موجود ممکن کا جزو ہو سکتا ہے۔
جواب :۔ مواد ثلاث باہم متقابلات ہیں وہ حکمہا حکم المتقابلات جسطرح سیفِ یمانی کا تصنیف کرنا یا نہ کرنا ہر ایک قبل تصنیف مُصنّف کے تحت قدرت و اختیار تھا اب بعد تصنیف بھی اس کا سرے سے تصنیف نہ کرنا اپنے حال سابق پر مقدور تحت اختیار ہے یا ناممکن ہوگیا اور صاحبِ سیف یمانی کا پیدا کرنا اور اس کو وجود سے بالکل محروم رکھنا دونوں ممکن کی مقدور جانبین ہیں لیکن بعد پیدا کر دینے کے آفرینش سے مطلقاً محروم رکھنا اور سرے سے اس کی خلقت ہی نکرنا مقدور باری ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا ممکن ممتنع ہو گیا۔
سوال نمبر ۶۱ تا ۶۶ : جس قدر ممکن بالذات ہیں وہ سب قدرتِ باری میں داخل ہیں یا نہیں۔؟
کسی ممکن بالذات کو قدرتِ الٰہیہ سے خارج مان لینا مستلزم انکار الوہیت کو ہے یا نہیں۔؟
ہر واجب بالغیر اور ممتنع بالغیر کا ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں۔؟

شریعت میں کسی چیز کے واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر ہونے کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔؟

ممتنع بالغیر اور ممتنع بالذات عدم وقوع میں دونوں برابر ہیں یا نہیں اوّل داخل قدرت اور ثانی خارج عن القدرت ہے یا نہیں اس کو بھی واضح کر دیا جائے کہ قدرت کے کیا معنی ہیں۔؟

ہر واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر باوجود ضرورت وقوع یا عدم وقوع کے داخل قدرت ہے یا نہیں اور جانب مخالف تحت القدرت ہے یا نہیں۔

جواب:۔ تمام ممکنات بالذات کا ایک حال نہیں کون کہہ سکتا ہے کہ صفات الٰہیہ تحت قدرت ہیں۔ قدرت وحیات خود صفات میں سے ہیں اور صفات مذہب متکلمین پر زائد علی الذات اور جو زائد علی الذات ہو وہ واجب بالذات نہیں شرح مواقف میں ہے۔ القدرۃ صفۃ زائدۃ علی الذات لما بینا من اثبات زیادۃ الصفات علی وجہ اعم۔

تو اب صفات متکلمین کے نزدیک واجب بالذات نہیں ہوئیں۔ شرح عقائد نفسی میں ہے۔

فالاولی ان یقال المستحیل تعدد ذوات قدیمۃ لاذات وصفات وان لا یجترأ علی القول بکون الصفات واجبۃ الوجود لذاتھا بل یقال ھی واجبۃ لا لغیرھا بل لما لیس عینھا ولا غیرھا اعنی ذات اللہ تعالیٰ وتقدس ویکون ھذا مراد من قال واجب الوجود لذاتہ ھو اللہ تعالیٰ وصفاتہ یعنی انھا واجبۃ لذات الواجب تعالیٰ وتقدس واما فی نفسھا فھی ممکنۃ۔ [1]

---

[1] شرح عقائد نفسی ص ۹۸

سائل نا اہل اگر کچھ بھی خرد سے بہرہ رکھتا ہے تو اپنے مجموعہ نمبروں کے
...ابات شافی اور کافی اس عبارت میں پالیگا صرف تعریف قدرت
...ق رہ جاتی ہے وہ کتب عقائد میں دیکھ لے۔

سوال نمبر ۶۷:۔ جس کی نظیر ممتنع بالذات ہو اس کا واجب بالذات
...ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ ؟

جواب:۔ نہیں۔

سوال نمبر ۶۸:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے عقیدہ میں انسان ہیں یا نہیں۔

جواب:۔ انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ سب کے سید و مولیٰ۔

سوال نمبر ۶۹:۔ انسان نوع ہے یا نہیں۔ ؟

جواب:۔ اس پر نہ کوئی دلیل عقلی قائم ہے نہ نقلی کہ افراد انسان کی پوری حقیقت حیوان ناطق ہے۔

سوال نمبر ۷۰:۔ نوع کے افراد متحد بالذات ہوتے ہیں یا نہیں۔

جواب:۔ جواب نمبر ۶۹ میں بتایا جا چکا ہے کہ نوع ہونے پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم نہیں ہے لہذا سوال نمبر ۷۰ بیکار ہے معہذا شرکت فی الماہیتہ النوعیتہ مستلزم شرکت فی النعوت الکمالیۃ الشخصیہ نہیں۔

سوال نمبر ۷۱:۔ کسی انسان کی نظیر و مثال میں اتحاد زمانہ بھی شرط ہے یا نہیں؟
اگر شرط ہے تو کیا پھر جس قدر افراد انسان گزر چکے ہیں وہ سب ممتنع النظیر ہیں؟
اگر ہیں تو یہ امتناع بالذات ہے یا بالغیر اور یہ امتناع نظیر قابل مدح ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ اگر کسی انسان کی اولیت یا آخریت اس کے حق میں فضیلت ہو اور شرع نے اس کو اس ذات گرامی کے فضائل و کمالات میں داخل فرمایا ہو تو اس کی نظر کے لئے یہ اولیت یا آخریت زمانیہ ضروری ہے کہ

فاقدِ فضل صاحبِ فضل کا نظیر نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر۲ :- ایک نوع کے بعض افراد ممکن وجود اور بعض ممتنع بالذات ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر ہو سکتے ہیں تو تبدل ذات تو لازم نہیں آئیگا؟

جواب :- یہ تو سائل اپنے پیشواؤں سے دریافت کرے کہ کیا ایک نوع کے افراد میں سے کسی ایک ممتنع النظیر فرد کا پیدا کرنا قدرتِ الٰہی میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایک نوع کے بعض افراد ممکن ہوتے ہوئے یہ کیوں ممتنع اور خارج عن القدرۃ ہوا۔ اور اگر ایسے فرد کا پیدا کرنا تحت قدرۃ ہو تو پھر اس کا نظیر ممتنع ہو گا۔ (ممتنع النظیر سے ایسا فرد مراد ہے جس کا نظیر ممتنع بالذات ہو۔)

سوال نمبر۳ اور ۴ :- کسی امر ممکن کی نظیر ممکن بالذات ہی ہوگی یا ممتنع بالذات بھی ہو سکتی ہے کسی ممکن الوجود کلی کے افراد کی نسبت قدرت باری تعالیٰ متناہی ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

قدرت باری کو جو اہلسنت غیر متناہی کہتے ہیں ان کی اس سے کیا مراد ہے؟

جواب :- ہر ممکن کے لئے اس کا نظیر ہونا ممکن نہیں۔ اول مخلوق ممکن ہے لیکن اس کے بعد اس کا نظیر ممکن نہیں۔ کلی کے افراد کیلئے قدرت کی عدم تناہی اور چیز ہے اور کسی فرد متصف باوصاف ناقابلِ اشتراک کی نظیر کا ناممکن ہونا دوسری چیز ہے ایسے لغو سوالوں سے بجز اظہار جہل اور کیا حاصل۔

سوال نمبر۵ :- انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افراد النساقی اور متحد بالذات ہیں یا سب مختلف الماہیات؟ اگر مختلف الماہیات ہیں تو وہ ماہیات مختلف کلیات ہیں یا نہیں۔

جواب :- منزہ عن شریک فی محاسنہ + فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم۔

سوال نمبر ۷۶ :- اگر علماء کے کلام میں لفظ واجب یا ممتنع پایا جائے تو اس سے بالذات مراد ہوگا یا بالغیر یا قرینہ کا محتاج ہوگا۔

جواب :- اکثر بالذات پر اطلاق کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۷۷ :- جو شخص باری عز اسمہ کے کذب کو محال بالغیر اور ممکن بالذات ہونے کی وجہ سے تحت القدرۃ جانے وہ مسلمان ہے یا دائرۂ اسلام سے خارج۔؟

جواب :- معاذ اللہ کذب وغیرہ قبائح کو حضرت رب العزت کے لئے ممکن جاننا ضلال مبین ہے مسلمان کی شان نہیں۔

سوال نمبر ۷۸ :- بعض علماء نے جو قدرت کے دو معنی لکھے ہیں (ایک وہ صفت قدیمہ جو عجز کی ضد ہے اور تمام ممکنات پر حاوی دوسرے تقدیر جو ممتناعات بالغیر کو شامل نہیں) صحیح ہیں یا نہیں اور کتب شرعیہ میں قدرت کس معنی میں مستعمل ہوتی ہے۔

جواب :- شرح عقائد میں ہے۔ القدرۃ هی صفۃ ازلیۃ تؤثر فی المقدورات عند تعلقها بها۔ یہ سوال بھی اور سوالوں کی طرح مکرر ہے کہ نمبر ۶۵ میں آچکا ہے۔

سوال نمبر ۷۹ :- مجموعۂ کلام پر قادر ہونا اس کے اجزاء پر قدرت کو بھی مستلزم ہے یا نہیں۔؟

جواب :- یہی کیوں نہ کہو کہ مجموعۂ کلام کا تکلم اس کے ہر ہر جزو کا تکلم ہے اور مجموعہ کے متکلم پر ایک ایک جزو کے متکلم کے وصف کا اطلاق وثابتیت کا مقصد ہے۔

سوال نمبر ۸۰ :- کیا دو چیزوں میں اتحاد ذاتی کے باوجود امکان ذاتی اور

امتناع ذاتی کا تغائر ہو سکتا ہے۔

جواب :- کون سا اتحاد ذاتی کلی یا شخصی۔ امکان ذاتی کلی کا منافی امتناع ذاتی شخصی کا نہیں۔

سوال نمبر ۸۱ :- مرکب کا وجود اجزاء کے وجود سے ہوتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ صرف کل موجود ہو اور اجزاء کل کے کل یا ان میں سے بعض منتفی ہوں؟

جواب :- اجزاء سے کس قسم کے اجزاء مراد ہیں۔

سوال نمبر ۸۲ :- صدق وکذب کلام کی ذاتیات میں سے ہیں یا لوازم ذات میں سے یا لوازم وجود میں سے یا عوارض منفکہ میں سے۔؟

جواب :- صدق وکذب کلام کے عوارض میں سے ہیں کیونکہ کلام انشاء کو بھی شامل ہے جو صدق وکذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا۔ اور درحقیقت صدق وکذب خبر کی صفتیں ہیں۔

سوال نمبر ۸۳ :- ایک ہی کلام دو وقتوں کے اعتبار سے یا محکی عنہ کے اختلاف کی وجہ سے صدق اور کذب میں مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

جواب :- وقتوں کا اختلاف بڑا عجیب ہے۔ دو وقتوں کے اعتبار سے ایک شے وجود و عدم میں بھی مختلف ہو سکتی ہے لیکن سائل کو یہ تصریح کرنا چاہیئے کہ سوال میں کلام سے اس کی مراد کلام قدیم ہے یا کلام حادث۔

سوال نمبر ۸۴ : محقق حیث اطلق نے مسامرہ میں جو صاحب عمدہ کی غلطی نکالی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ پھر صاحب مسامرہ کی یہ رائے کہ داخل فی التنزیہ یہ بھی ہے کہ کذب وغیرہ کو تحت القدرۃ مانا جائے اور امتناع کو اختیاری کہا جائے درست ہے یا نہیں۔؟

جواب : مسامرہ محقق علی الاطلاق حضرت امام ابن الہمام کی تصنیف ہی نہیں

ہے سائل ہوش درست کرے۔ حضرت موصوف کی تصنیف مسایرہ ہے اور مسایرہ کی طرف مضمون مذکورہ سوال کی نسبت غلط ہے جیساکہ ہم ص ۱۹۵ تا ۱۹۶ لکھ چکے ہیں۔

سوال نمبر ۸۵ : قاضی بیضاوی کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دے دینا اس کو مقدوریت سے نہیں نکال دیتا اور علامہ سیالکوٹی کا زبردست الفاظ میں اس کی تائید کرنا مذہبِ اہلِ سُنّت کے موافق ہے یا نہیں۔ ؟

جواب : سائل بیضاوی کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھا اور جو مضمون اس نے حضرت قاضی ناصرالدین بیضاوی کی طرف نسبت کیا یہ اس کا جہل ہے اس بیان ص ۱۹۱ و ص ۱۹۲ میں گذر چکا ہے۔

سوال نمبر ۸۶ : علیٰ ہذا میر سیّد شریف کا یہ فرمانا کہ کذب ان ممکنات میں سے ہے جن کو قدرت خداوندی شامل ہے درست و مطابق اہل سُنّت کے ہے یا نہیں۔

جواب : یہ بھی بہتان ہے کہ میر سیّد شریف نے معاذاللہ کذب باری کو ممکن تحت قدرۃ بتایا اس کی پوری توضیح ہم ص ۱۹۳ و ص ۱۹۴ کر چکے۔

سوال نمبر ۸۷ : یہ چاروں حضرات بابِ عقائد میں اہلِ سنّت کے امام مانے جاتے ہیں یا نہیں۔ ؟

جواب : یہ حضرت اہلِ سُنّت کے تو پیشوا ہیں مگر وہابیہ اہلِ ضلالت کا مذہب تو اُن کے کلام سے پاش پاش ہوتا ہے وہ کس طمع میں ان کا نام لیتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۸ : بھول گیا۔ بھول گیا۔ بھول گیا۔

جواب: اس نمبر کا سوال سائل بدحواسی میں چھوڑ گیا۔ اس پراگندہ دماغی میں جو بات کہی ہو اس کا کہاں تک اعتبار ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۸۹ اور ۹۰: خداوند جل علی شانہ جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کرے گا تو یہ پورا کرنا بالاختیار ہو گا یا بالاضطرار؟ اگر کہا جائے کہ بالاختیار ہے تو مہربانی فرما کر کے اختیار کے معنی بتلا دیئے جائیں۔؟

جن لوگوں کی نسبت باری تعالیٰ نے قرآن عزیز میں یہ خبر دی ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے ان کا ایمان لانا ممکن بالذات اور باوجود ممتنع بالغیر ہونے کے داخل قدرت ہے یا نہیں۔؟

جواب: سوال کیا ہے حمق ہے مستلزم بالذات کا ممتنع بالذات ہونا کس نے ضروری بتایا ہے اور خدا اضطرار سے بالاتر ہے۔

سوال نمبر ۹۱: جن اکابر علماء نے حرمین شریفین کے چار مصلوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا یا ان کی مذمت کی جن کے اسمائے گرامی شامی اور منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق کے حوالہ سے لکھے جا چکے ہیں وہ آپ کے نزدیک گروہ اہلسنت میں داخل ہیں یا نہیں۔؟

جواب: اکابر علماء کی طرف یہ نسبت کرنا کہ انہوں نے چار مصلوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھا جھوٹ و بہتان وجہل و نادانی سے اس کی تفصیل ص۱۲۰ وص۱۲۱ وص۱۲۲ میں لکھی گئی ہے۔؟

سوال نمبر ۹۲ اور ۹۳: کیا قیام مبدا عرفاً یا لغتہً اطلاق مشتق کو مستلزم ہے؟ کیا لازم تعریف کی طرح اضافت بھی بعض اوقات عہد کی مفید ہو جاتی ہے؟

جواب: قیام مبدأ حمل مشتق کی علت ہوتا ہے۔ یہ سوال کچھ مناظرانہ تو نہیں ہے اس قسم کے سوال کرنا ہوں تو مکتب خانہ میں کتاب لے کر حاضر ہو۔

سوال نمبر ۹۴: کیا فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہیں اس کی تصریح کی ہے یا اگر کسی مباح یا مستحسن چیز کے ساتھ لوگ واجب کا سا معاملہ کرنے لگیں تو وہ چیز واجب الترک ہو جاتی ہے۔

جواب: جمعہ کو کپڑے بدلنا۔ عید کو نئے کپڑے بدلنا مسلمانوں میں ایسا معمول ہے جس کو ترک ہی نہیں کرتے باوجود اس کے کسی نے اس کو واجب الترک نہیں کہا۔ اسی طرح مدرسوں میں جمعہ کی چھٹی۔ رمضان کی تعطیل۔ شعبان میں امتحان اور دستار بندی کے جلسے کہ ان کے ساتھ فرض کا سا معاملہ کیا جاتا ہے تو بقاعدہ وہابیہ ان کا ترک فرض ہونا چاہیئے۔

سوال نمبر ۹۵: بدعت شرعی کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے۔ بدعت شرعی سے ہماری مراد ہر وہ چیز ہے جس کا ثبوت ادلہ، اربعہ شرعیہ (کتاب اللہ وسنت رسول اللہ و اجماع امت و قیاس مجتہد) سے نہ ہو پھر لوگ اس کو دینی بات سمجھنے لگیں۔

جواب۔ ادلہ شرعیہ سے ثبوت نہ ہونا کیا معنی یعنی عمل کی ہیئت کذائی منقول نہ ہو جیسے بنائے مدارس تعیین نصاب۔ تقسیم درجات۔ ایام تعطیل وغیرہا قیود اور کلام اللہ کا معہ ترجمہ واعمال ونقوش وتعویزات وغیرہ کے چھاپنا یا یہ کہ اس کی اصل ثابت ہو گو ہیئت کذائی بعینہ منقول نہ ہو اس کو بھی سائل ادلہ شرعیہ سے ثابت مانتا ہے یہ تصریح کر دینی ضروری ہے اور یہ بتانا بھی بذمہ سائل واجب ہے کہ دینی بات سمجھنے سے اس کی کیا مراد ہے اتنا ہی کہ لوگ ـــــ اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہوں یا کچھ اور۔

سوال نمبر ۹۶: آپ حضرات تیجے۔ دسویں بیسویں۔ چالیسویں۔ برسی

وغیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کو دینی کام سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک بھی یہ صرف دنیوی بکھیڑے ہیں۔؟

جواب: مسجدوں میں اوقاتِ نماز کے نقشے لگانا۔ رمضان میں سحری و افطار کے نقشے شائع کرنا۔ سحری کے وقت گھنٹیاں، پٹاخے بجانا۔ مدارس قائم کرنا دارالحدیث کے نام سے عمارت بنانا وغیرہ یہ سب وہابیہ کے نزدیک دینی کام ہیں یا دنیوی بکھیڑے ہیں۔

سوال نمبر ۹۷: بزرگانِ دین کے مزارات پر پھول چڑھانے چادریں چڑھانے چراغاں کرنے ان کے لئے نذر و نیاز ماننے وغیرہ وغیرہ کے جائز کرنے کے لئے ایسی تاویلات کرنا جن کی عوام کو خبر بھی نہ ہو بلکہ وہ ان کی سمجھ سے باہر ہوں درست ہے یا نہیں اور کیا آپ حضرات کی ان تاویلات سے عوام کے وُہ افعال جائز ہو سکتے ہیں۔؟

جواب: مزارات پر پھول اور چادریں ڈالنے کے جو وجوہ جواز بیان کئے جاتے ہیں وہی عوام کو مقصود بھی ہیں۔ خواہ مخواہ کسی بُری نیّت کو اِن کی طرف نسبت کر دینا مسلمانوں پر بہتان و افترا ہے۔

سوال نمبر ۹۸: کیا عند القرائن لازم بول کر ملزوم۔ اور ملزوم بول کر لازم مراد لیا جا سکتا ہے۔؟

جواب: سوال میں قرائن کو صاف بیان کر دینا چاہیئے تھا۔ کیا معلوم سائل کس کو قرینہ سمجھتا ہے۔

سوال نمبر ۹۹: کیا حکم مطلق کی تقیید حکم کی تغیر ہے۔

جواب: مطلق کتاب کی تقیید بغیر دلیلِ معتبر ناجائز ہے۔ کتاب میں

انبیٹھی کے مقابلہ میں ان کے کلام کی کیا حیثیت سمجھتا ہے۔ ہم ان میں سے بعض حضرات کے ساتھ عقیدت واخلاص رکھتے اور بعض کو اپنا پیشوائے دین جانتے ہیں۔ اور بعض کو ناقابلِ اعتبار اور بعض کو وہابیہ کا گرو سمجھتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین سیفِ یمانی کے حرف حرف کا مُفصّل و مدلّل رد ہوچکا۔ ایک ایک بات کا جواب دے دیا گیا اللہ تعالیٰ مخالفین کو توفیق قبولِ حق عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو ان کے لئے سبب ہدایت کرے۔ اور عاجز مُصنّف کے لئے ذخیرۂ آخرت و توشۂ عاقبت بنائے۔

(آمین)

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خاتم انبیائہ وسید رسلہ والہ واصحابہ اجمعین۔

سول ایجنٹ

رضوی کتب خانہ

اُردو بازار لاہور

یہ سوال لکھنے سے کیا فائدہ ۔ یہ باتیں سیکھنی ہوں تو سائل اصول الشاشی لے کر کسی طالب علم کے پاس چلا جائے ۔

سوال نمبر ۱۰۰ :۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی وحضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وحضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی وحضرت مجدد الف ثانی وحضرت شاہ رفیع الدین صاحب وحضرت شاہ محمد اسحاق صاحب وحضرت شاہ عبدالقادر صاحب وحضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اور علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور علامہ ابن عابدین شامی وحضرت قاضی ثناء اللہ صاحب ——— پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام تصانیف اور ان کا ہر ہر جزئی مسئلہ آپ کے نزدیک قابل عمل ہے یا ان حضرات کی کچھ باتیں آپ کے نزدیک ناقابل قبول بھی ہیں ۔ اگر ایسا ہی ہے تو وہ کون سی باتیں ہیں ۔ ایک مکمل لیکن مختصر فہرست درکار ہے ۔

جواب :۔ سائل نے سوال میں کس کس کو ملا دیا ۔ کہاں امام ابن ہمام اور کہاں مولوی محمد اسحاق وہابیہ کے گرو ۔ اور سب کی نسبت ایک حکم دریافت کیا جا رہا ہے ۔ شاہ اسحاق صاحب نے بکثرت مسائل غلط لکھے حوالے غلط دیئے ہیں ۔ ان کا ہر ہر جزئی مسئلہ تسلیم ہو گا تو وہابیہ کو ہو گا ۔ اس سلسلہ میں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا بھی ذکر کیا ہے جن کے بہت سے کلام وہابیہ کے مخالف ہیں ۔ سائل کو یہ بھی تصریح کر دینی تھی کہ وہ ان مذکورین کے ساتھ کیسا اعتقاد رکھتا ہے اور ان کے ہر ہر جزئی مسئلہ کے ماننے کا خود بھی پابند ہے یا نہیں ؟ اور اگر ان میں باہم اختلاف ہو تو کس کو ترجیح دیتا ہے اور مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد